
دام لہو

(پاکستان میں وہشت گروی کے پس منظر میں لکھا گیا ناول)

حفصہ رحمان

ناشر

پاکستان پوسٹ فاؤنڈیشن، اسلام آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

اشاعت	۱
کتاب	وام لہو
مصنف	حفصہ رحمان
قیمت	۱۰ روپے
مطبع	پاکستان پوسٹ فاؤنڈیشن، اسلام آباد

پیش لفظ

پشاور میں رہتے ہوئے اور دہشت گردی کا ایک المناک دور دیکھنے اور پھر سانحہ پشاور کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دل و دماغ پر صرف وہاں تک لپیاں ہی چھائی رہے تھیں۔ سانحہ پشاور سے کافی عرصہ پہلے ہی نکتے لکھنے کی طرف توجہ تھی اور مختلف میگزینز وغیرہ میں چھوٹی کہانیاں لکھ چکی تھی لیکن دسمبر کے واقعہ کے بعد دل میں ایک خواہش تھی کہ اس موضوع پر لکھوں۔ ایک طرف طب کی تعلیم کا تھکا دینے والا سفر اور دوسری طرف ماول نگاری۔

بقول حسرت موہانی جی ساحلہ یہاں بھی ہوا

ہے مشق تن جاری اور چکی کی مشقت بھی

ایک طرف قمارا ہے حسرت کی طریعت بھی

ہمارا قومی مافیہ کمزور ہے اور ہم اپنے اوپر گزرنے والے واقعات اور حوادث کو بالک احسانہ کو بھی جلدی بھلا دیتے ہیں۔ بھلا دینا الگ بات، ہم ان سے دیکھتے بھی نہیں اور غلطیوں کو دہرانے پھرتے ہیں۔ میں وہ لڑکی ہوں جس نے اپنے سامنے کئی جوانوں کو یم دھماکوں اور دہشت گردی کی نظر ہوتے دیکھا اور میرا یقین کیجئے کہ دنیا میں اس سے زیادہ تکلیف دہ مصخر کوئی ہو ہی نہیں سکتا جب ایک باپ اپنی بیٹیس سال کی عزت کو کاغذ پر اٹھا کر قبرستان کا رخ کرتا ہے جب ایک ماں انہی تکلیف سے جنم دینے اور راتوں کو جاگ جاگ کر پالنے کے بعد اپنے لخت جگر کے بے جان ہسم کو ہاتھ لگاتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے ابھی آسمان گر پڑے گا۔ جیسے اس ماں کی روح بھی ساتھ ہی چھا کر جائے گی۔ ہمارا دین اس دنیا کا سب سے بہترین دین ہے اور میرا دل خون کے آنسو روتا ہے جب اس خوبصورت اور پر امن دین کے

نام پر قتل و غارت کی جاتی ہے۔ اس لئے اس ماول میں سانحہ آرمی پبلک سکول اور اس کے کچھ کرداروں کی زندگی کا احاطہ کرنے کے ساتھ ساتھ میں نے کوشش کی ہے کہ دہشت گردی کا وہ پہلو بھی سامنے لے کر آوں جس کو بنیادین گروہ کی دنیا ہمارے مذہب کو برا سمجھتی ہے۔ مہم برے ہیں نہ جہاد مذہب اسلام برما ہے۔ میں بڑائی وہاں ہے جہاں مذہب کا نام استعمال کر کے اپنے ذاتی مفادات حاصل کئے جائیں۔

دہم سب کے لئے قیامت صفری تھی۔ اس دن ہمارے گھر نہ صرف اجڑے بلکہ ہمارا مستقبل بھی داؤ پر لگا۔ جس قوم کے بچے اپنے اساتذہ سمیت ایک ہی دن میں شہید کر دیئے جائیں وہ قوم کچھ بھی کر سکتی ہے لیکن اس سیاہ ترین دن کو بھلا نہیں سکتی۔ ہماری ماول کی آہ و بکا اور ان آنسوؤں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے اور اگر کوئی قوم ایسا کرتی ہے تو پھر وہ قوم دنیا میں کوئی مقام تو کیا نام رکھنے کا بھی حق نہیں رکھتی۔

ان سب باتوں کو ذہن میں رکھ کر وسائل کی کمی کے باوجود قلم اٹھایا اور دام لیو کی تحریر کا آغاز کیا۔ کچھ لوگوں نے عنوان پر اعتراض کیا لیکن میں اتنا ہی کہوں گی کہ جہاں بے گناہ معصوم خون بہتا ہے وہاں عنوان دام لیو رکھا جانا چاہئے۔ لکھنا بظاہر آسان مگر اصلاً بہت جان فشانی اور احتیاط کا متقاضی کام ہے اور پھر یہ موضوع جس پر قلم اٹھایا میرے جیسی نوجوان ماول نگار کے لئے یہ مشکل ترین عمل ثابت ہوا۔ اس ماول کے نگہنے میں تجھد و سالی کا عرس لگا اور اس موضوع پر نگہنے کے لئے یہ وقت بالکل زیادہ نہیں ہے۔ میں جہاں جی اور جن والدین سے ملی مجھے ایسا لگا کہ ان کی کہانی لکھنی ضروری ہے۔ میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتی کہ میں نے ساری کہانی حقیقت لکھی ہے لیکن استثنائیں آپ کو ضرور دلا سکتی ہوں کہ میرے کردار آپ کو یہ احساس نہیں ہونے دیں گے کہ آپ کوئی فکشن پڑھ رہے ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میرے کردار وہی کردار ہیں جو ہمارے حقیقی ہیرو ہیں۔ وہ کردار جنہوں نے اس وطن اور اس وطن کے بایسوں سے محبت کی۔ میرے لئے ان سب کرداروں کو لکھنا بہت مشکل تھا اس لئے کہ جب آپ کسی کردار کو لکھتے ہوئے اس سے محبت کر بیٹھتے ہیں تو کہانی ختم ہونے پر دکھ ہوتا ہے اور اتنا میں نہیں دلاتی ہوں کہ میرے کرداروں کو پڑھتے ہوئے میرا ہر قاری ان سے محبت کرے گا۔

ہوں تو ہماری پوری قوم نے دہشت گردی کے خلاف جنگ ل کر لڑی ہے۔ مگر میں اپنے نویں ادا میں جن میں بالخصوص مسلح افواج، فرائیمر کور، رینجرز، پولیس اور انتہائی جنس کے ادارے شامل ہیں۔

مٹا مار کا ساموں کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ ہم آئے دن یہ خبریں دیکھتے اور پڑھتے ہیں کہ پاکستانی فوج کے اسنے آفیسر زاد اور جوانوں شہادت گردی کی جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ یوں تو یہ ایک خبر ہوتی ہے مگر اس کے پیچھے بہت سی کہانیاں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ہمارے بہادر سپاہیوں اور ان کی فیملیوں نے ہماری آزادی اور سلامتی کے لئے لہو کا بہت بڑا خراج دیا ہے۔ یہ جوڑے چٹے سینوں والے، منہ بوڑا رادوں کے حامل غرض کی راہ میں مسکراتے ہوئے موت کو گلے لگانے والے ہی ہمارے قومی ہیروز ہیں۔ ان کی شہادتیں اور قربانیاں ہمارے آئین اور کل کے تحفظ کی علامتیں اور ضمانتیں ہیں۔

نکھنے کے بعد پشیمک کا عمل اس سے زیادہ محنت طلب اور مشکل تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ ایک نئے آنے والے کھاری کا ہوتا ہے۔ بہت سے مواقع پر حوصلہ شکنی ہو جاتی ہے لیکن پھر اللہ کچھ نہ کچھ بہترین اسباب بھی فراہم کر دیتا ہے اور آج الحمد للہ میرا ناول شائع ہونے جا رہا ہے۔

مجھے امید ہے ہم اپنی ماضی سے کچھ کراچے مستقبل کو تباہ کرنے کی سعی کریں گے۔ اپنے شہیدوں کے خون کو بھلانا ہمارے لئے موت کا پر وازہ بن سکتا ہے۔ قوموں کی آبیاری جب خون سے کی جائے تو پھر قوموں پر واجب ہوتا ہے کہ اسے تیار و درست بنائے۔

ہمارا خون بھی شامل ہے، تر تین گلستان میں

ہمیں بھی یاد کر لینا، چمن میں جب بہار آئے

اللہ سے دعا ہے ہمیں من حیث القوم اخلاقی، معاشی اور معاشرتی بلند یوں پر پہنچائے اور ہم لو جوانوں کو اس قوم کا مستقبل تباہ کرنے کی حسرت دے تاکہ ہم خود کو ناقابلِ تسخیر بنا سکیں۔

آپ سب کی دعاؤں کی طلبگار

ڈاکٹر حفصہ رحمان

نئی دہلی، نئی دہلی، نئی دہلی

جنوری ۲۰۱۸

وام لہو اور اردو ناول نگاری

ناول کی مشق اردو میں انگریزی زبان سے آئی۔ اردو میں پہلا ناول مزیہ احمد کے مراۃ عیروں کو قرار دیا گیا جو اصلاح حوالی پر مبنی تھا۔ اس کے بعد اردو میں جس ناول نے دھوم مچائی۔ وہ مراۃ جان ادا تھا جو ایک طوائف کی کہانی تھی۔ یہ بھی زمانے کے اس تاریک رخ پر قاری کو غور سے فکر دیتا تھا۔ اسی دوران مولوی عبدالحکیم شرر کو تاریخی ناول نگار کے طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ جس کے بعد اردو میں معاشرے کی دیگر کہانیوں کو ناول کے روپ میں ڈھال کر پیش کیا جانے لگا۔ ناول زندگی کا عکس ہوتا ہے۔ یعنی ناول کی کہانی انسانی معاشرے کا عکس پیش کرتی ہے۔ چنانچہ اس تعریف کے تحت ہمارے مولانا ستانوں کی جگہ ناول نے بڑی آسانی سے لے لی۔ دلچسپ مادہ یہ ہے کہ اردو میں ناولوں کی اکثریت خواہ مخواہ ناول نگاروں کی رجحان منہ ہے مگر آگ کا دریا اور راجا گدھ، نیلمی لکیر اور رشتہ سوس کو چھوڑ کر خواتین کے حوالے سے کسی بڑے ناول کا ذکر نہیں ملتا۔ جس کی وجہا قدیمی نے خواتین کے محدود مشاہدہ اور تجزیاتی کوشش کا فقدان قرار دیا ہے۔ ان کی واقعیت نگاری پر جذباتی رنگ غالب ہوتا ہے۔ شاپرہ بھی باعث ہے کہ ہماری خواتین ناول نگاروں نے زیادہ تر بند دروازوں کے پیچھے جنم لینے والی کہانیوں اور واقعات کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔ ان کے ہاں محبت کی ٹھکن بار بار اچھو لے پل پل کر سامنے آتی ہے۔ انسانی سوشل جذبوں اور رشتوں کے دو مہان پائی جانے والی کشش، ذہنی کشش اور خاندانی چپقلش یا رنجشوں کا۔ محبت کی کہانیوں پر اثر انداز ہونے کا بیان زیادہ ملتا ہے۔

میرے پیش نظر ناول دام لہو کے چند ابواب ہیں جن کا میں ابھی مطاوعہ کر کے لکھنے بیٹھا ہوں۔ ناول کے نام میں لفظ دام دو معنی ہونے کے باعث دلکش اور محسوس آفریں ہے۔ دام کہ جس کے ایک معنی قیمت اور دوسرے معنی جال کے ہیں۔ ناول کے نفس مضمون کے اول الذکر معانی زیادہ صادق آتے ہیں۔ کیونکہ خود کش بمباروں کا لہو کہیں جنت کا لالچ نہ کرے کر خرید گیا تو کہیں غربت کے مارے والدین سے براہ راست ان کے سیکڑ پر ان کا سودا کر لیا گیا۔ دام لہو کی ترکیب لہو کے جال کی تمہید بھی پیش کرتی ہے۔ وہ لہو جس کے جال میں انسانی جسم محصور ہے۔ خود کش بمبار کی کامیاب کاوش اس جسم کو دام لہو سے آزاد کر دیتی ہے۔ ہر حال ہر دو مفاہم کے اعتبار سے یہ نام اس ناول پر موزوں آتا ہے۔ یہ ناول پاکستان

میں پچھلی صدی کی آخری دہائی سے شروع ہونے والی مذہبی شدت پسندی اور دہشت گردی، خاص طور پر جنت نظیر سوات وادی پر طالبانی استبداد کے تناظر میں لکھا گیا ہے۔ یہ ماول بھی ایک خاتون کے موہ لکھ کا شاہکار ہے۔ میری معلومات کے مطابق حصہ رحمان کا تعلق اسی علاقے سے ہے۔ جس کا اظہار ماول کے منظر نامے کی جنت سے بار بار ہوتا ہے۔ حصہ نے اس ماول کی کہانی کا انداز فلمی سکرپٹ کے انداز میں کیا ہے۔ شاہد ان کے ذہن میں پلاسٹک کی تشکیل کے وقت اس کو ڈرامائے کافیاں بھی پیش نظر رہا ہو۔ اسی لئے ماول میں ایک ہی وقت میں باری باری مختلف کرداروں کی گفتگو اور تعارف کے ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی شہریں ہیں جنہیں بالآخر اپنے بہادری کی مجبوری کے باعث ایک ہی دریا میں اکراما ہے۔ جن کی بدولت ڈاکٹر بھٹی کا کردار جو بھٹی افریدی کی یاد دلاتا ہے۔ مصنف نے ان حالات کا ذکر کیا ہے جن کی بدولت بہت سے مجاہد اللہ اور بھٹی حکمرانوں کے اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں نے بڑی آسانی سے اپنے گناہوں کو مقاصد کی تکمیل کی۔ اس ماول میں سماجی اور معاشرتی حوالے سے مختلف طبقات کے ہندوؤں اور مقاصد حیات کو بھی اپنی لائٹ کیا گیا ہے۔ پاکستان کے اندرونی اور بیرونی دشمن کس طرح محصور اور محب الوطن نوجوانوں کو اپنے جہل میں پھنساتے ہیں اور اس آسانی کی وجہ باری معاشرتی زندگی کا مذہبی اور معاشرتی پہلو ہے جس کے باعث ہمارے نوجوان کبھی مجاہد اللہ اور کبھی بھٹی بن کر اس دہشت گردی کا ایجنڈا منبٹے ہیں۔ ماول نگار نے بڑے خوبصورت اور دلہندہ انداز میں اپنے عہد کی تاریخ کا نقشہ کھینچ کر اسے آنے والی نسلوں کے لیے ماضی کے ایک انتخاب اور سنی آموز کہانی کے طور پر محفوظ کر دیا ہے۔ اس ماول کے مطالعے کے دوران مجھے مصنف کی جس تکنیک نے زیا دہ متاثر کیا وہ ہے ان کی واقعاتی حقیقت اور حقیقت نگاری۔ ماول کی کہانی کو آگے بڑھانے کے لیے الگ الگ ابواب کا قیام ہر چند بعض موقعوں پر قاری کی توجہ کو تقسیم یا یکسوئی کو متاثر کرتا ہے مگر اس کے باوجود اپنے قاری کو واقعات کے ساتھ ساتھ لے کر چلتے ہیں کامیاب ہے۔ بہتر ہوتا کہ ایک ساتھ مختلف خانہ انوں کے تعارف اور ان کی تفصیل کو ایک دو ابواب میں سمویا جاتا۔ اس سے قاری کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر حال اس پہلو کو اگر ہم نظر انداز کر دیں تو بھی اس ماول کا لکھا جانا اپنے تئیں ایک اہم واقعہ ہے۔ جیسا کہ شروع میں ہم نے کہا کہ شاہد مصنف کے ذہن میں یا لا شعور میں کہیں اس ماول کے ڈرامائے جانے یا ٹھکانے جانے کی خواہش رہی ہو۔ لیکن یہ بات بہت خوش آئند اور ماول کے مجموعی تاثر کے لیے بہت مثبت دموثر ہے کہ واقعات کو آگے بڑھانے کے لیے ڈراما کی منف سے مدد نہیں لی گئی۔ بلکہ ایک متوازن رفتار کے ساتھ کہانی آگے اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھتی ہے۔ وہ بات کو گھما پھرا کر بیان کرنے کے بجائے حقائق کو جن سے کہ قاری بھی آشنا ہے۔ ان کا بیان اس سادگی سے کرتی ہیں کہ واقعات میں

تحرک اور کرداروں میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مصنفہ کا تعلق اسی علاقے سے ہے اور انہیں بات کہنا بھی آتی ہے۔ اس لیے اپنے زمان و مکان کے حوالے سے، رونما ہونے والے اس سانحے کی تصویر کشی بھی انہیں کا فریضہ تھی۔ جسے مصنفہ نے بہت احسن طریقے سے ادا کیا ہے۔ تحریر کے تمبیدی پورے میں جو میں نے ماقدرین کی اس رائے کا ذکر کیا تھا جس کے مطابق خواتین کے بھرپور مشاہدہ اور تجرباتی کوشش کا فقدان ان کے اچھانا والی نگار ہونے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ ان کی واقعیت نگاری پر جذباتی رنگ غالب ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس سلکتے ہوئے مومنوں، زمان پر لکھا آئینہ، حصہ ریحان کا بیٹا دل کرنا رو واقعات فرضی ہونے کے باوجود زمینی حقائق، شہادت اور تجربات کی گہری آمیزش سے منصف ہے۔ جو ادا والی نگار کا قابل ذکر ہنر ادا والی کی قابل بیان خوبی ہے۔ اس حرأت آمیز کاوش پر مصنفہ شہین و آفرین کی حقدا رہیں۔ امید ہے کہ اس ادا دل کو خیر پختون خواہ کے علاوہ پاکستان بھر سے بہت سے قاری میسر آئیں گے۔

محمد عظیم ہزار
 ادا دل نگار، ماہر تعلیم
 مقام دوست، ملا اور

حفصہ ریحان کا دام لہو

حفصہ ریحان صاحبہ کا دام لہو کا میں مستقل قاری ہوں۔ نواب پاکستان کے ترجمان ہلال سنگھین میں بڑی باقاعدگی سے اسے پڑھتا رہا ہوں، یہ بہت ہی زندہ تحریر ہے جو زندگی کے گرد گھومتی ہے۔ اس کا محور انسانی حیات، سکون اور امن ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ مفہوم اس تحریر کی اضافی خوبی ہے۔

دام لہو ایک فرد یا گھر کا نہیں بلکہ معاشرے کا نمونہ ہے۔ اس کی بنیاد مرکزی خیال امن اور بھائی چارہ ہے، محبت اور غلوں کی تسکین ہے، غارِ زارِ حیات کو جنتِ نظیر سے بدل دینے کا عزم بھی۔ زیرِ نظر دام لہو کی مصنفہ حفصہ ریحان کا تعلق اس علاقے سے ہے جو براہِ راست دہشت گردی کے گڑباب میں ہے۔ اس حوالے سے یہ ایک مشاہداتی تحریر ہے۔ تجربات اور حقائق کی آمیزش سے جنم لینے والی ایک ایسی کہانی ہے جس میں بڑی مہارت سے اور سادہ لفظوں میں آزادی جیسی نعمت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے یاد کر لایا گیا ہے کہ آزادیاں شہرات میں نہیں ملتیں اور دوسروں کے رحم و کرم پر زندگی گزارنے والوں کی فکر اور سوچ بھی اپنی نہیں رہتی اور نہ ہی خود پر اختیار رہتا ہے۔ مثلاً ”وہ جلد گھر پہنچتا چاہتا تھا لیکن جتنی جلدی وہ جانا چاہ رہا تھا اتنی ہی اسے دیر ہو گئی تھی۔ وہ رز دور تھا اور سزا اپنے پیسلے خود کہاں کرتا ہے۔ اس کی قسمت تو مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔“ ناول نگار کا مرکزی خیال کچھ یوں ہے کہ کسی طرح نوجوان نسل کی برہنہ واشاک کر کے انہیں ملک اور قوم کے خلاف استعمال کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں جن کا تدارک کرنا ہم سب کا فریضہ ہے۔

جہاں مرزا

صحافی، دانشور

اسلام آباد

دام لبو۔ ایک اہم موضوع پر لکھا گیا ناول

ناول دام لبو حصہ ریحان کی پہلی تصنیف ہے۔ انہوں نے اس ناول کے ذریعے وحشت گردی کے لئے نوجوانوں کو درغلالتے سے متعلق معاملے پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح سے بعض ملک دشمن عناصر ہم کے نام پر نوجوان نسل کا ہتھاپہندی کی جانب مائل کر کے انہیں اپنی ہی قوم اور وطن کے خلاف استعمال کرنے میں ملوث ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے اور تعلیمی ادارے جو خالصتاً مذہبی اور دینی تعلیمات دیتے ہیں۔ ان کی کوششیں لاکھ تھیں ہیں، لیکن ایسے لوگ جو ہماری ہتھیار پر دشمن کے آلہ کار بنتے ہیں ان کی نہ صرف نشانہ دہی ضروری ہے بلکہ محام الزام کو بھی آگہی پہنچانا لازمی ہے تاکہ وہ خود اور ان کے بچے ایسے عرصہ کا آلہ کار نہ بنیں۔

میں حصہ ریحان کو ان کے ناول کی اساعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس تصنیف کے ذریعے انتہائی اہمیت کے حامل موضوع کو پختہ اور لوگوں میں شعور پیدا کرنے میں کردار ادا کیا ہے، جو یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ میری دعا ہے وہ آئندہ بھی ایسے قوی اور ملی موضوعات پر قلم اٹھاتی رہیں۔

یوسف عالمگیرین

مصنف، کالم نگار

راولپنڈی

میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف سے آنے لگا تھا۔

دھڑکی تو بیٹھ رہی تھی۔ اس نے مڑے بغیر جواب دیا۔

گھر میں سب کیسے تھے؟؟

گھر ۱۹۹۹ء میں آگیا۔ حیدر کے طرف دیکھی

ہاں یاں گھر تم گھر گئے تھے آج پانچ برس بعد ہی تو آئے۔ حیدر مسرت سے بولے۔

ہاں ہاں گھر گیا تھا میں۔ وہ بولے۔

تو وہی پوچھ رہا ہوں، ماما گھر میں ب کیسے ہیں؟

سب بخیر۔ تھے۔ ہاں ہاں سب بخیر۔ تھے۔ وہ بولے۔

تو بولا۔

تمہیں کیا ملا ہے مجھ سے؟ تم سے پریشان کیوں ہو؟

میں ۱۹۹۹ء میں۔ اس کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ بہت مشکل سے بولے۔

تم بتاؤ بغیر چلے گئے تھے، ورنہ بھی رات و گھر میں نہ رہتے تھے؟

پریشان رہا تھا۔ میرے وہاں رہا۔ میرے ساتھ رہا۔

ہاں میں حیدر ہوں، ماما سب نہ رہتے تھے۔ میں اس سے کہہ گیا تھا۔

میں تم سے ملنے آ جاؤں گا۔

لیکن میں ۱۹۹۹ء میں بھی چلوں گا۔ ساتھ ساتھ کا وقت بھی ملے گا۔

گواہ کہ وہ کسی وجہ سے پریشان ہے۔ لیکن وہ بتائیں رہا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے۔ میں تم سے ملنے آ جاؤں گا۔ ساتھ ساتھ کا وقت بھی ملے گا۔

کے درمیان میں اس نے ہنسنے لگا۔

چھٹیاں ہیں۔ حیدر نے اس سے کہہ دیا۔ لیکن وہ جان چکا تھا کہ کوئی پریشان نہ رہے۔

لیکن یہ بات مجھ سے ہے۔ لیکن ان کا عرصہ نہ رہے۔ حیدر اس کی نہیں دیا۔

گواہ

اس نا حد گاہ پہلے سے میدان کے اس کونے میں وہی ایک پرستار پرست تھا جس پر اس وقت

وہ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ جگہ اس کے پسندیدہ جگہوں میں سے ایک تھی۔ لیکن آج وہ پوچھ رہا تھا۔

ورسب کی نظر میں وہ پوچھ رہا تھا۔ اس کے گھر پر یہ فوجی جاتا تھا کہ وہ پوچھ رہا تھا۔

گر اگر آج سے نہیں ایک قتل تھا؟ اس کے دل پر نگاہ پڑ گئی تھی۔ ہنسنے لگا۔

میں سہا میں بھی بسکے پڑا ایک جاہلی بھی۔ ہوتا کہ جاہلی سے ہے جاہلان کے پیرا، آخر دلی
تھا کہ

اس نے گہر اکرا نکسین مد کر میں۔ میں میں یوں کے در پہنچے ہوئے

وہ آج جدی گھر پہنچنا چاہتا تھا لیکن جتنی جلدی وہ کرنا چاہا رہا تھا جتنی ہی سے یہ ہو گئی تھی۔ وہ
مرد اور تھوڑے دور پہنچے خود جاہلی رہا ہے اس کی قسمت وہاں ملک سے ہاتھ میں ہوئی ہے
وہ گھر پہنچ چکا تھا درجہ تھا کہ جمید کی کا تھ رہا رہی ہیں۔ کیونکہ اس گھر کا چوہا فضل کی تھ لی
سے ہی چلتا تھا اور جس دن سے کام نہ لیا اس دن جمید نے بی کے لیے گھر کا چوہا جلا یا مشعل ہو جاتا تھا۔
ظفر کے اوپر ت کو جب وہ لوگ نے کے لیے بیٹے تو اس نے جمید کی گھر دس
کیا ہوا؟

میر دل ت ہے کہ اس دالہ میں بھی ایک مٹی دے۔ چار مٹیوں کے بعد ب میرا بہت دل
کرتا ہے کہ ہماری بھی ایک مٹی ہے۔ اس کے بچے میں ایک تھا ہتر بھی
میرا بھی فضل آہستہ سے ہے۔

چار مٹیوں کے بعد اس دالہ میں جمید کے امید سے ہونے پر فضل بھی نہیں دے کے کسی کو نے میں بھی کی
خو نہیں جگامیہ تھا لیکن اس نے جمید سے اظہار نہیں کیا تھا کہ آج جمید نے اس کے دل کی بات کی
تھی

لکھنے چاہتا اس دالہ میں ضرور مٹی دے گا۔ جمید نے مٹی بھی کو اللہ کا سپا
دیا کہ جتنی مٹی ہو تو وہ فضل نے بغیر کسی وجہ کے پوچھ لیا

تو مجھے اللہ کے کاموں میں کوئی مٹی نہیں ہے میں کون ہوتی ہوں اللہ کے کام کے دار۔ میں
دے لے وہ اللہ جس کو چاہتا ہے دے دے گا ہے۔ سو وہ دالہ سے ہوا

اور وہ عورت ایک ماہر اس سے حج ان کر گئی تھی وہ عورت مٹی اس کو حج ان کر دیا کرتی
تھی عورت ہی تو تھی وہ اور عورت ہمیشہ اس سے کرتی ہے

ان دونوں کا تھ تقریباً پندرہ سال کا تھا۔ میں تھ کہ وہ دونوں دلی بہت ہی زیادہ خوش رہ رہی
تھ۔ یہ تھ لکھن میں رہ گئی میں ماہر بھی نہیں تھے اور وہ بھی خوش بہ عشق و دوست سے جاہلی
ہوتا ہے ایک مٹی کوئی سے اس میں کریم امیر سے زیادہ امیر ہے

پندرہ سال کے عمر سے میں لکھنے میں دالہ کو چارپے دیے تھے اور تھاق و خوش قسمتی و پھر

پاپو آپ کل جلدی گھر آجائیں عمر بن باب سے فرائض کرنے لگا
کیوں جی؟ کوئی خاص دہشت؟ وہ اس کا کہہ فرائض پڑھتا ہوئے
ہیں وہی ہے۔

لیکن پتہ تو چلے کہ جلدی کی فرائض کیوں کی جارہی ہے
پاپو میں نے وٹوٹی نے چدن بنایا ہے کہ ہم سب کل گھوڑے چائیں گے آپ کے ساتھ وہ
بے چارے میں وٹوٹی کا نام مثال کرتے ہوئے پور
لیکن یہ چدن بنا کہ اب در کس کس نے بنایا؟
پاپو میں نے وٹوٹی نے

وٹوٹی یہ جتنی بڑی گئی کہ وہ چدن بنانے لگی ۲۰۰۰ جانتے تھے کہ اس چدن میں وٹوٹی شامل
نہیں تھی وٹوٹی کو وہ پلاس بنا رہتا تھا اور وہ خوش بولتی تھی
وٹوٹی وہ تو بہت سی سوچتی ہے مجھ سے بھی یہ وہی یہ چدن کی کا ہے
چٹیں وٹوٹی سے لگی پوچھ پتے ہیں وہ جان بوجھ کر رکھ رہے تھے، چنانچہ جانتے تھے کہ گھوڑے
چرنے کا شوق عمر سے زیادہ کسی کو نہیں ہے
نہیں پاپو اس سے مت پوچھیں
کیوں؟

پاپو وہ جھوٹ بولتی ہے
ہاں ہاں چھ چلو دیا نہیں پوچھتے تھے کہ تم لوگوں کی مرضی
تو آپ کل جلدی آئیں گے؟ ۱۹۹۹ آنکھوں میں خوشی تھی
کو شش روٹکا دیا
کو شش نہیں پاپو آپ نے شہ در آ رہے
ورنہ آ رہا تو؟

تو پھر میں آپ سے رہش ہو چکا تھا
تم وٹوٹی؟ ۱۹۹۹ ابوں نے مسکراتے ہوئے جیت سے پوچھو
پاپو ہم دونوں

لیکن یہ چدن وٹوٹی کا سنا تو ماں بھی ہے ہی ہوا چاہئے وہا سے پھسرتے ہوئے بولے
پاپو! میں آپ سے ناراض ہوں وہاں کے ٹکے کرنے پر سہہ دیتے ہوئے ہیں

گھر سدھار گئی تو نصیحتیں گھر و صف کی ۔ اس بھی گھر نے کی فکر ہوئی ۔ وہ ابھی ٹاڈی کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن ماں کی ضد کے سامنے کما چل نہ سکا اور ہزار ہائی رنگی میں شامل ہو گئی۔ ٹاڈی کے دو مہینے بعد وہ قطر اپنے کام پر واپس چلے گئے۔ غزالہ ایک بہت چھٹی بہو ثابت ہون لگی۔ ابھی اس کو اس نے کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا لیکن یہ قسمت تھی کہ اس ٹاڈی کے ڈیڑھ سال بعد ہی نصیحت حکم کو بھی اللہ نے اپنے پاس بلا دیا ۔ مرنے کی کڑ میں سوقت چھ ماہ کی بچی سیوہ سوجھ گئی ۔ ماں کی تدفین پر آدے تو سر سے درہندہ صف کو اپ چھوٹے بھائی شیر علی کی فکر مینا یوں کہ اس ماں ہنر ۔ اسٹی و ہے ۔ ہاتھ لے کر پیا جتے تھے ۔ نالی صد ج مشورے کے بعد فیصلہ یہ ۔ کہ شیر علی کی ٹائی نہ ۔ اس چھوٹی بہن ریدہ سے مر دی ۔ نے شیر علی نے تو پ ۔ مارے فیصلے سے ہی ہے باپ جیسے بڑے بھائی کے ہاتھ میں تھا یہ تھوڑی ہیں ریدہ شیر علی کی رنگی میں شامل ہو گئی

شیخ علی کو اللہ نے چار ماہ دیں دی تھی ۔ یہ سے بڑی صبیحہ اس کے چار سال بعد وجہ پھر دو سال بعد ہاشم اور اس کے ڈیڑھ سال بعد مہینے

شیر علی کو اللہ نے دو بیٹوں سے نور تھا بڑا صدم اور ماڑھے چار سال بعد ریحان سے بعد اللہ نے نہیں مزید دو لڑکیاں دیں۔

شیر علی سٹائی کے چار سال بعد انوں بھائیوں نے رلم حج کی اور مشورہ کے طور پر شہر پشاور میں گھر کیسے کیسے پڑے یا درس پر چھ ماہ گھر مینا یا ۔ بچھے لائے پورٹن میں شیر علی پ بیوی بیوی سمیت رہے لگا اور وپر والا پورٹن ۔ پر چڑھا ہوا کو

شیخ علی وپر رہتے ہوئے بھی اپنے بھائی اور بھائی سے تھی ہی صبر کرنا تھا ہر سال دو سال بعد وہ اپ بیوی بیوی سمیت مہینہ فیراھ مہینہ پاستاں خر رنے آتا اس عرصے میں یہ گھر خوشیوں کا گھر رہا ہوتا ۔ مارے بچے بھی بہت خوش ہوتے اور بھائی تو انیس میں اسے خوش ہوتے جیسے ۔ میں بدول و ہے ہوں

ٹائی کے تقریر پھر وہ سال بعد جب صدم بھی بچہ ۔ سال کا تھا دو نویں ۔ عت میں پڑھ رہا تھا ایک دن باپ کے ۔ سے اسے گھر پر قس آیا کہ شیر علی و دل کا دورہ پڑا ہے اور ہسپتال پہنچا دیا ہے نہیں ۔ وہ بی بی کو رے نہ بھاگا بھاگا ہسپتال گیا ۔ وہاں اسے باپ کے ۔ تھی تھے ۔ باپ

ایک ساتھ بیٹھے ہوتے تھے تب بھی تم نے مجھے گنوار کر دی ہوتی تھی مگر میری طرف سے رخ موڑ کر بیٹھ جاتی۔ ایسی ہی باتوں کے بعد مجھے لگا کہ تم شاید مجھے پسند نہیں کرتی۔ میں تمہیں پسند نہ کرتا تھا۔ وہاں تک کہ میں نے کہا ہوں جب ہم چھوٹے تھے اور تم لوگ تانیا تان کے ساتھ یہاں چھٹیوں میں آتے تھے تمہیں یاد ہے کہ اب ابو داتا یا گاؤں جاتے تھے تو تم بہت رو دیا کرتی تھی اور تب میں تمہیں فریج پر رک میں پیسے لکھ کر پرے دیتا تھا اور تمہیں وہاں صوبے دیا کرتا تھا۔ میری پسندیدگی کی تب کی ہے لیکن جب سے تم لوگ یہاں آ گئے تو پھر وہاں سے روپے سے مجھے لگتا رہا کہ تم مجھے کچھ خاص پسند نہیں کرتے۔ سب کی نے مجھے تمہاری رضا مندی کے واسطے میں بھایا تو مجھے لگا تم سے پوچھنے بغیر تانیا نے ہاں دے دی ہوگی جیسے میں نے کی سے ضروری کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں اور جو ایک بار پوچھنا چاہتا ہوں تم سے نہیں تانیا نے ایسی کسی بات سے منکر کر دیا تھا مجھے۔ دو فیروزے تھے کہ سب ہاتھ تمہاری رضا مندی سے ہو رہا ہے۔ وہاں سے بھی اسی بات کا یقین تو مجھے جیسے ایسے بھی تھا کہ تانیا تم لوگوں سے تانیا زبانی سے وہ رو دیتی تو نہیں کہ پچھلے تمہارے ساتھ لیکن مجھے بھی لگ رہا تھا کہ تم مجھے پسند نہیں کرتی تو

ایسی باتوں میں سے مجھ سے مرصی پوچھی گئی تھی۔ وہاں نے کہا بات کاٹنا چاہیے

اور تمہاری رضا سے ہوا کاں نکالنا؟

جی۔ ایک لٹکی جواب آئی۔ صدام کے چہرے پر مسکراہٹوں کے ذریعہ۔ مزید ستر۔ ہو گئے اس نے ایک گہری سانس لی جیسے سترے دلی سے کوئی بوجھ ہٹ گیا ہو۔ مگر تا تو وہاں تھا اور نکال مسکر ہٹ بیٹھ چکی تھی بھی لٹکی لٹکی مٹا کر کے ساتھ خوشی بھی جھلک رہی تھی

پھر میرے ساتھ یہاں روپے کیوں رکھتی تھی کہ مجھے لگتا رہا کہ میں تمہیں مایہ بند ہوں؟

میں کوئی بات نہیں ہے میں تم پر وقت تنیدہ سے رہتی تھی وہاں تم بھی جی کم کرتے ہیں کہ میں آپ سے ایسے بات کرتی رہی ہوں تو بہت باتیں کرنا سے نہیں سے ہی جیسے سترے ساتھ کافی باتیں سے نے، چنے روپے کی وضاحت کی جو صدام کو پریشان کر رہا تھا

باتیں کم کرنا ہوں تو سنا یہ مطلب تو نہیں کہ مجھے گنوار کر دیا جائے اور پھر میں کسی کو پسند نہیں

رہتا

پندرہ سال پہلے

ہاں پسند۔ پندرہ سال پہلے نہیں تندیہ پسند پھر وہاں کر دیا

آپ نے بھی بتایا نہیں۔ وہاں سے سترے کی

حصہ نے لگے جسے اس نے وہ کسی کوشش بھی نہیں کی کہ وہ خوشی کے آسویں تو تھے
وہ اب بھی تھا ہر خوشی کے موقع پر کچھ کہنے بچے بھاگ کر ماں کے گلے میں رہیں ڈال بیٹا تھا۔ آج
بھی اس نے جی کیا ماں سمجھ گئی تھی

بھیا ب بتا بھی دیں کہ وہ کیا آیا آپ کا ۴۴
نہی ٹاڈے مصوہ آ رہیں پوچھا

رہنے ٹا ہتھارہ بھیا فرسٹ آیا ہے فیض نے ہے اب رگول گول جاتے ہوئے ہیں
لو جی تو میں کسی قیامت ہے ۴۵ آپ تو دور ہی فرسٹ آتے ہیں انہیں سنبھالتے ہوئے ہیں
لیکن جی بھیا تو فرسٹ آئے ہیں پھر آپ روکیں رہی ہیں ۴۶ جی ٹاڈے میں بھی یوں کہ
آج تک اس نے کسی کو فرسٹ آنے پر روکتے ہوئے نہیں دیکھا تھا

اچھا تم دونوں جاؤ بدر کھیو جا کے فیصل نے ت دونوں کو روک بھیج دیا کیونکہ اس کے بڑا بھائی
دونوں میں سے کسی کے پاس اس کے سوالوں کا جواب نہیں تھا کیونکہ ساتھ ساتھ انھیں اور پانچ سالہ بھائی
خوشی کے آسویں نہیں جانتے تھے

ٹاڈے مجھے لگتا ہے کہ بھیا نے ہمارے جھوٹ پوچھا کہ وہ فرسٹ آئے ہیں کہ وہ فرسٹ آتے تو می
کیا یہ روٹی ۴۷ سات سالہ انھیں نے جھوٹا پوچھا ہے۔ وہی طرح گولی کھیں آنکھیں دھڑک رہی ہیں
ہوئے مٹھوکانہ انداز میں کیا

ہاں مجھے بھی لگتا ہے کہ بھیا ٹھیک ہو گئے ہیں اس لیے یہی روٹی تھی ٹاڈے اپنی سمجھ کے مطابق
وہی کوڑی روٹی تھی

میں پھر تو آئے گا آج اب تو آکر بھیا کو بھی شیش کے چمے نھیں روک رہے ہیں انہیں خوشی
ہوئے ہوئے ہیں

لیکن تم تو بول نہیں جاتے، اس لیے تمہیں مار رہی ہے؟ بھیا تو دور بول جاتے ہیں
ٹاڈے بھیا کے ساتھ میں انھیں نہ مار رہی تھی اور جتنا اس نے کھینا باند کر دیا تھا اس
کے ساتھ

ورجیوٹا عثمان اس بات پر دل ہی دل میں حوشر تھا کہ بھیا بھی آج ہوئے، رہا گئے گا
۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

مجاہد
مجاہد

حمرہ نے سے جلدی نہ کی جو قتی دیہ سے سوچوں میں نہ تھا ایک دم سے جاگ اٹھی
ہاں کیا ہوا؟؟؟

مجھے تو جھٹکیں ہوائیں تھیں۔۔۔ ورنہ نہ رہتا تھا مجھے قتی دیہ سے ماڈیہ تمہارے ہاں سے پڑے
ورنہ پڑے۔۔۔ ٹھنڈ بھی ہوتی ہے اور تم ہو کہ بتائیں یہاں کس ہو
ہیں جھٹکیں میں رہتا ہوں ماشہ۔۔۔ ورنہ ماشہ مرے گا
مجاہ۔۔۔ نے آہستہ سے سے پکارا وہ نہ تھا نہ کسی طرف دیکھنے لگا
تم ٹھیک۔۔۔

ہاں میں ٹھیک۔۔۔ مطلق ٹھیک۔۔۔ ہوں
چھا ٹھیک۔۔۔ سے

حمرہ کمرے سے باہر نکلی ورنہ ماشہ کرتے ہوئے ایک دیر بھر سوچے لگا
حمرہ اس کے سے نکلتے والد نام مجاہ۔۔۔ کئی دیر میں تیر کی طرح لگات

ظہر کے باہر سے سونے کیسے بیٹے کو حید نے فضل سے جا
مہم

بچے کا نام کیا رکھیں گے؟؟؟

جو ٹہری مری ہو محنت۔۔۔ باجہ بآیہ

لیکن بچے بچوں کے نام تو تم نے سے ہیں

تو ٹھیک۔۔۔ ہے اس بچے کا نام رکھو۔۔۔ ویسے بھٹ سوچا ہے تم نے؟؟؟ ہاں ہی۔۔۔ سے پوچھ میٹھا تھا

ظہر کے ہو مجھے تو رحمت اللہ نام بہت پسند ہے

حمرہ چھا ہے فضل۔۔۔ جو باجہ ایک دیر بھر غور کرتا تھا

ہم نے اللہ سے ٹپکی کی دعا کی تھی کہ وہ ہمیں ٹپکی دے۔۔۔ اپنی رحمت دے۔۔۔ ہمیں بلکہ اللہ
نے ہمیں۔۔۔ دیا۔۔۔ یہ ہے تو ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے

ہاں طح سے پڑ ظہر ہے اس وقت کا

ب اللہ انشا باللہ ای بچے کو ہا۔۔۔ لیے رحمت بتائے گا

نساء اللہ۔۔۔ ایک دیر بھر غور کرتا تھا

بچے بھی تو بہت خوش ہیں چھوٹے کو کیوں کر جیر کا انشا رہ اس دنوں کے باقی چار بچوں کی طرف

سے اطمینان رہی جاے گی۔ پھر وہ آکر چارپائی پر کمرے میں بے جا ہے۔۔۔ سے سب سے پہلے پہن
 پیدا دیکھ کر یہاں ہے۔ سے چہرے کا ماحول نے پڑا ہے۔ گمراہ کسی سے گواہ نہیں مانگے گا
 وہ جہاں سے آیا تھا یہی سب اس نے وہاں بھی لکھا تھا۔ وہ بے جا ہے جس تو مرقعہ میں کے
 ہر سے میں بتایا گیا وہ اس نے بے سے نہیں تھے۔ پنے ہر سے کام وہ پہلے سے ہی خواہش نے کا تاں
 تھا۔ اور کسی بھی کام کے لیے سہارا لینے کا بھی وہ قابل نہیں تھا۔ وہ بیس سال کا جوان تھا۔ چہ آپ
 کو خوب بھی مریں مستحیل ملتا تھا۔ صحت کے لحاظ سے بھی وہ ایک بھر پور جوان تھا
 اس کے انتظار کا عرصہ یہ ہر طویل ثابت نہ تھا۔ تقریباً اس وقت ہی۔۔۔ سے ہوئے کہ مستحکم نے
 آنے سے جہاد کر دیا ہے۔ پے چارپائی سے آنے سے اس صحت کے اور ماحول و اس سے کمرے کا ایک
 بھر پور جہاد کے چھٹا تھا۔ فیصد چھٹا تھا۔ سے بیانی چارپائی وہاں رکھی ہے۔ وہ اس وقت مستحکم کے پیچھے
 پیچھے چلنے لگا جو۔ سے صحت کے پیچھے سے ملتا ہوا ایک ہے۔ اور اس سے کمرے میں سے آیا۔ وہاں پر ہاتھ
 چارپائیاں پڑاں تھیں

اس میں سے ایک ہے جو وہ اپنے کمرے میں مستحکم نے کیا
 وہ چپ چاپ آپ آگے بڑھا۔ وہ ایک چارپائی کو بڑھا کر کے نکلیا۔ وہاں سے کمرے کی طرف رو نہ ہو
 گیا

کھانے کے وقت آج ہا اور سکون سے رہتا ہے کمرے میں کون جھگڑ نہیں ہوا چاہے وہ یہ بھی
 یہ دو کھوکھلے سے مودنا صاحبہ آجیں میں بڑی جھگڑے کو ختم کیا ہوا ہے ہیں
 ایک دوسرے سے وہی ہیں سمجھاں جائے نہیں۔ ان کی نہ کرنا تھا۔ سے ہے سمجھا جاتا ہے جیسے وہ اول
 بہت بڑا جھگڑا ہے۔ وہ جھگڑا کس اسی اس نا پسند ہے۔ وہ کی بھر کے دوسرے ہر جھگڑا۔ شمس لیکن ایک
 بھوں چہا کر چارپائی اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا۔ چارپائی اس نے اسی کوٹے میں رکھی جہاں اس
 نے پہلے سے سوئے رہتا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں اس کے حدود چارپائی رکھنے کی اور کوئی جگہ بھی نہیں
 تھی۔ چارپائی نہیں پہلے سے کمرے میں ہو جاتی اور یہ پانچ پر رکھنے کے بعد تو کمرے میں نہ رہتی تھی
 جگہ رہ گئی تھی۔ چارپائی چارپائی کے چچ میں۔۔۔ وری تھی۔ اس کے بعد وہ کمرے میں کوئی جگہ نہیں پائی
 پر۔ مودنا صاحبہ کی ہدایت یہاں تھی۔ اہمیت رکھتی ہیں۔ سے ہر سے دیوے کے اور قدم
 رکھتے ہی یہ چل گیا تھا۔ آج پہلی بار جب وہ مولوں شاد تھا۔ سے ہر تو۔ سے ہاتھ ہر۔ تو اس بات کا سو
 چیا۔ ان کے کمرے سے نکال رہا جس جس سے بعد سب کی زبان سے کسی نہ کسی حوالے سے بڑے مودنا
 صاحبہ کا ذکر ملتا رہا۔ اسے یہ چل گیا کہ یہاں پر۔۔۔ ہر۔۔۔ مودنا صاحبہ سے کتنے متاثر ہیں

یقیناً وہ کون بہت ہی چٹکی ہوئی سنی ہوئی جس سے سب نے متاثر تھی۔ اس نے اس میں سوچا
 اس نے کمرے کے کونے میں چار پہاڑ چار درختیہ بچھا دیو روئی سرٹ گیا۔ وہ تھکا ہوا تھا۔ اتنا
 سلا کے آیا تھا وہ آٹ سیف اللہ بھی بھگتی کتاب پر بھڑھ رہا تھا اس سے کون دت نہیں دی۔ پتا
 نہیں وہ ہمہ وقت تھا۔ اسے مسلسل نظر دے رہا تھا لیکن لگ تو بہت مصروف رہا تھا۔ وہ تھکا ہوا تھا تو بیٹھے
 ہی چند کی۔ بی میں چور یہ ہیں وہ خوش تھوڑی سی دیر ہی نہ گزرتی تھی تھوڑی سی دیر ہی نہ گزرتی تھی
 سے لہذا جس سے ہلاک

نہیں دیکھا وہ اس وقت تک نہ رہا

وہ آری پیدا میں تھا۔ سے تو کچھ بھی نہیں آئی کہ کس نے سے ہلاک ہے اس نے سوٹ سے مردود
 آنکھیں بند ہیں

چند لمحے ہی گزرے تھے کہ سے یہ کسی سے لہذا جس سے ہلاک ہے اس نے سوٹ سے مردود
 سے ہلاک وہ ہڑ ہڑا۔ بے ہوش پر ہینڈ کیا چند لمحے تو سے کچھ ہی نہیں آئی کہ وہ جاس موجود ہے۔ وہ
 آنکھیں مسنے گا۔ ہندو سات بعد جب تھوڑی سی دیر ہی نہ گزرتی تھی تھوڑی سی دیر ہی نہ گزرتی تھی
 جس کی سے لہذا چور یہ ہیں وہ خوش تھوڑی سی دیر ہی نہ گزرتی تھی تھوڑی سی دیر ہی نہ گزرتی تھی

کتنا وقت رہتا ہے ۱۹۹۹ء یہ اس نے اس سے پوچھا کہ وہ ہمیشہ مصروف رکھے رہتا تھا
 اس وقت میں وقت رہا ہوا تھا تو وہ آرام سے کرتا دوسری صورت میں وہ پانچ منٹ کے بعد بھی
 تھا ہوا تھا

بست کم وقت سے شاید پانچ منٹ سے بھی کہ سیف اللہ نے وہ سے نکلے ہوئے ہا
 وہ چھوٹا لگا۔ بہتر سے آئی کمرے کے دروازے سے نکلے ہوئے سے دوا دے کے تو یہ
 بھی نہیں پتہ کہ اس اس سے میں کس جگہ پر بھی جائے گی
 سیف اللہ اس نے پیچھے سے دیا وہ رک گیا
 نہ اس کے لیے میں کس جگہ آؤں ۱۹۹۹ء

وہ اس نے بیٹا نظر آ رہا ہے اسی جگہ آ

اس نے بیٹا کی طرف دیکھا اسے مسجد کا بیٹا نظر آ گیا لیکن وہ آتے ہوئے دوسرے کے سامنے
 دے دے سے آیا تھا وہ یہ مسجد سے کے پیچھے کی طرف ہی ہوئی تھی اس لیے آتے ہوئے اس
 نے نہیں سنبھلی تھی

جددی سے آجانا بچا۔ دیرِ ردنِ درہ — سودا صاحب کو بنا چلا تو وہ بہت ناراض ہو گئے
عسل خانے کی طرف جاتے ہوئے اس نے اسے پیچھے آواز دی

کام ۱۲۴۴۴۴ اور ایک منکر جہاں سے ہونٹوں پہ پھیل گئی۔ اچھا کام تھا اسکا
وہ جدی سے کمروں کی قطار کے آخر میں بیٹے ہوئے عسل خانوں میں سے ایک میں کھم کیا اور
چند لمحوں میں وہاں سے نکل رہا پس میں لگے گئے ملے پر ہاتھ مڑا دیا اور جدی سے مسجد طرف
بھاگا۔

وہ مسجد میں داخل ہوا تو فوجی لکڑی بونے دے گئی۔ وہ بھی جدی سے آخری صف میں کھڑا ہو

گیا

بچا بد لند

نے آہ سے اپنا نام دہرایا اور ایک ٹھنڈی سانس لی

۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴ ۱۲۴۴۴۴

ہاں ہاں بھگت لوو۔ بھگت لو نکال لو میرے سارے سارے لکین مجھے کوئی پر اہم نہیں ہے لوگ تمہیں
نی مجھے نہ بیوی نہیں گے۔ وہ ایک پر گئے گئے پیچھے تم پر نہیں گئے لوگ
رہے وہ میں نے مجھے یہاں میں مسرت ہی تو رہی ہوں۔ وہ کافی خیر سے ہوتی تھی دست

۱۲۴۴

رہے وہ اب مسرت ہے تو بچے سپاہیوں کو مانا دیا ۱۲۴۴

رسل میں — آرام سے ہی تو کر رہی ہوں آپ تو خوش ہی نہیں ہوتے وہ بہت

مضبوط ہے۔ یوں

رہے وہاں میں خوش نہیں ہوتا یا تمہیں مجھ پر رحم ہی نہیں آتا یہ ہے بھگت رہی ہو جیسے کوئی بھینس بدھی

۱۲۴۴ کے ساتھ وہ بھونڈی مثال دیتے ہوئے بولا

۱۲۴۴ وہ تہیہ دار ہنسی اس سے تکی تھمید پر ۱۲۴۴ ہی ہے تکی مٹا میں دیا کرتا تھا

آج جتنے کا دن تھا درگھر پر دن دونوں نے ملا وہ ہوا نہیں تھا۔ رخصت حسین و شمیم عصر کی تھی۔ لڑکھ
رخصت کے رسول نے بہت سو گئے تھے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ عسل خانہ وہاں کی وہ جی عسل سے پہلے
عسل خانہ میں بھی کام کیا ہے دوستوں کے ساتھ۔ ان کچھنے نکلا ہوا تھا درگھر میں پس دی ہونے لگے
تھے وہاں پہانے کے لیے جاسی رہا تھا کہ مہانے پیچھے ہے آن و دے سرورک یا درتیل۔ اس

کے دلوں میں مسرت کرنے لگی۔ جب یہ سب کام معمولی بات چٹا تھا، ہر دہائی نہیں کبھی بھی ہمارے دلوں میں ہر سوں نے کٹر کامیابی رہی تھی۔ مسرت نے دل پیار۔ تو پوسے لگی تھے چھوے چھوے ٹولے مانتے پر آتے ہوئے بہت پیچھے تھے سب پر لیکن مسرت روکے دھوئے کے بعد تو صبا کو بچھو چھوڑا۔ ملے دلوں پر ہی پیار آتا تھا۔ کیسے ہاں وہ لگتے بھی تو بہت پیار سے تھے۔ اس مسرت کرتی جارہی تھی اور ساتھ میں اپنی ہلکی پھلکی نوک جھونک بھی چل رہی تھی۔

جب میں نے یہ بھی نہیں اٹھایا اور ہاتھ پر۔ اور وہ دھلے دل ہو گئے تو کچھتے ہوئے تو لگے گئے مانتی لہجہ جیسے کہ نہا نے۔ سے پوسے تھی لگایا کریں نہیں آپ بعد یوں میں گئے۔

میرم۔ دلی بہت پیار۔ میں یوں جہم رہ رہی ہو پندھل گئی۔ نہیں سے وہ چھین رہا تھا۔ خور ہی تو کیا آپ نے کہ مسرت رہیں اور کٹو بھی کتاب بھی ہے۔ وہاں ماس ہو رہی تھی۔ نوٹس نے مسرت رہے کا جاتھا یہ۔ جاتھا کچڑ سے ہی کھاڑ دو پٹو چھوڑا تھی میرم۔ سر پر میں نے کب کھاڑ سے ۹۹ سے آ۔ م سے تو کر رہی ہوں۔

ہاں ہاں۔ کھاڑ دو۔ مجھے ہونا مسرت نہیں ہے شرم سے ہاتھ ڈالو گی صبا کہ تمہیں ملنے کی پوری نہیں گئے۔

اس دن شرمت عروہ پر تھی۔ وہ یہی ہے۔ پیچھے آتا تھا اور سے چھین نے میں سے بہت مر آتا تھا۔ وہ کوئی بہت دور پہنچ نہیں تھا میں سے۔ م سے آتے ہی چٹا نہیں کہیں سے شرمت ہی سمجھتی تھی۔ سے ٹھک کر گئے وہ بہت مر لیتا تھا۔ اکثر صبح کو تک پر سا جھپٹا جاتے ہوئے وہ بیک کو ادھر ادھر مختلف روٹیوں سے تھک پھر کر سے ڈار ماروت تھا۔ اور وہ ڈار بھی جاتی تھی۔ پھر وہ سے صبا کا رکاش تھا۔ مخصوصہ۔ درم۔ کا ہوتا تھا کہ اسکا اور دل کرتا اسے ٹھک کر لے کو وہ آتا ماسٹ ہو جاتی اور سکول کے پاب دیات۔ سے اتار کر روڑ گئیں تو میر۔ دنا سے یہ۔ صبحی بھی رہتی کہ اب واسا روڈ اس سے دت نہیں کر گئی۔ وہ سے کوئی مسرت بھی نہیں۔ گئی۔ در کھی کھی تو یہ دھمکی بھی ملتی کہ وہ بھی سنے مانتھ میں آئے گی تاکہ پر۔ وہ آتی ہی زامپورٹ میں مات۔ کے پے پے سول کی اس ٹکو سے گی۔ وہ کھد دای میں آ کر سکی لیکن سے ساتھ کھی نہیں آئے گی۔

میں۔ صبحی ہمیشہ دھمکی ہی رہتی۔ سکول کے دروازے سے داخل ہونے کے ٹھیک پتو وہ مرٹ۔ بعد سے وہ تھا رکشا شروع کرتی کہ اب اسکا سواری کا بیچ آئے گا کہیں کہ اسکا اسٹریٹ مشنل سے پتو وہ مشن کے فاصلے پر ہی تھا۔ درم۔ در جب وہ سکول کی سبلی سے ٹارٹ ہا کر ناف روہ میں آتی تھی تو اس کا بیچ آتا تھا۔ ایک سہا ما سواری اس کا ایک داس سا کڑوں۔ اس کی ساری مار چٹکی بھٹک۔ کے

زحاتی ۱۰ ایک مہینے میں چار مہینے بھی جاتا ۱۰۰ سے تک رتا تھا اور جتنا جاتا کہ ۱۰۰ مارش ہو گئی
 ۶۰ مارش تک کے دورے پر دو یا تھری رتے یہ سے مہینے کر دیتا وہ یہ کام وہ بھی جی نہ بھولتا ۱۰ کی
 ہر شے سے زیادہ عمر بھی وہ ایک رت سے

مجھے دکھانا پر ہم ہیں سے ۱۰ کوئی مجھے مجھے کی ہوئی ہے دیکھ مجھے مجھے کے پیچھے، مان پر بیٹھے
 ہوئے مجھے ملکہ مجھے تو بہت مر ۱۰ کے گا جب لوگ افسوس سے میری طرف دیکھیں گے اب چائے کی
 ماری اس کی تھی

فسوس سے ۱۰ ۱۰۰۰۰۰۰

تو ظاہر سے لوگ مجھے چلے ماتھو دیکھ رہتے افسوس کریں گے ماک دیکھ بیچاری لڑکی کی قسمت
 پھوٹ گئی ہے تھی بھاری سے اور ایک تھکے سے ساتھ چاہا کی تھی پت پت پت وہ مسکاتی تھی اپنے
 چہرے پر جڑھا ہوا

اب یہ بھی کوا جس سے اتری مولا حور ہیں مہتم جو میں تبار سے ساتھ نگہ نگوں کا خود
 دور ٹیٹ میں چار کچھ لاکھ ۱۰۰ سے چڑنے میں آج کامیاب ہوئی تھی رت
 ۱۰ وہ بھی جیتا تھا

۶۶ میں نے یہ آپ کہا کہ میں حور ہوں اور آپ نگہ کریں ۱۰۰۰ میں تو لوگوں کی بات کر رہی
 تھی

تو خدایا یہ پہنچ رہی سو میرے دلی ناکہ مارے حال وہ دیکھ رہی تھی ہمدردی سمیٹ سکو وہ
 واقعی چڑھ گئی تھی

بھل سونہر سکی امرا لگا رہے آپ نے میرا قصہ سنی ہے ۱۰ اس کے پیچھے کھڑی مسکرا رہی
 تھی لیکن وہ انجی رہا تھا

چھائیں پھورہ میں نہ لے چارہا ہوں بہت اکیس ہے میرے ہوں
 ۱۰ کہیں مانگی تو پوری طرح تھارے ہیں میں مجھے اور بھی عمارت نے ہیں ۱۰ وہ مجھے چار رہی

وہ جو رکھڑ بن گیا سرت ہو گیا تھا لیکن وہ وہ ہے ہی آہستہ آہستہ کے دلوں میں نگاہیں پھیر رہی
 تھی ۱۰ سے اچھا لگتا تھا اور ماتھو میں سے غصہ بھی رہ رہی تھی

چھ چھ ۱۰ بھی ست رہی کم سے کم آدھ لکھتا صبر رہی بھی تو ٹیل لگا رہے
 وہ بھی تیل کی بوتل تھا ۱۰ سے ماتھو کے کھانے کے لیے بھی کچھ تیار کر رہا تھا ۱۰ میرے ہنگامیں

تھے۔ کچھ رصا حسین کی پیشکش تھی اور کچھ ارمغان کی سمجھو۔ گھر کا نذرناام چھ پھل رہا تھا۔ آئی بیلا سے
وہیں آتے ہوئے وہ بچے ہاتھ بچھا لایا تھا۔ درخت کے نیچے میں مہا کواسی بچھا کوٹنا تھا سو وہ تیل کی
بوتل رکھ کر پھل کی طرف گئی۔ کبھی اسے مہا کواسی ہاتھ رکھنا تو سب کے وہیں آئے پر ہی تھا

پاپا میں آپ سے سخت ناراض ہوں

کیوں بیلا؟ اب پاپا نے کیا کیا ہے؟

پاپا آپ نے ہاتھ کہ آپ بہت جلدی آئیں گے مگر نہیں اس پر ہرے ہو گیا ہے سب نہیں

آئے

میجر ٹاٹا نے آج گھر لوں کیا تھا وہ لوں تھا ہی اس کے بیٹے شہزاد نے وہ شہزاد جو اپنے
پاپا سے جرنل پر مڑتا تھا وہ اس سے کہ اس کا پاپا اس سے درخت کی ما سے پیدا نہیں کرتا کرتا
ہوتا تو نے میجر کے ہاتھ میں تار بد جلدی آتا میجر کہ اس کے پاپا وہ توں کے پاپا آتے تھے
وہ وہ پنی دست میں سمجھتا تھا کہ اس کے دست عبداللہ اور کامرن نے پاپا اس سے سب سے ریڈ دیوید
کرتے ہیں جو درویش کام کوٹھرا آتے ہیں دوسرے سے یہ اس نے حسن سلطان کو رہا تھا جس کے پاپا پر
ہفتے کے دن اسلام آباد سے ان سے ملنے آتے تھے۔ پاپا میجر ٹاٹا، روٹ کو اس نے آخری نمبر
دیا تھا اور اس نمبر کے مطابق اس کے پاپا یعنی میجر ٹاٹا نے سوچے بیٹے شہزاد اور اس کی ماں سے
سے کوئل پیدا نہیں تھا۔ خود میجر ٹاٹا نے اسے ملے گھر نہیں آتے مگر اس کو پیار ہوتا تو وہ اس کے
وہ ستوں کے پاپا کی طرح ان سے ملنے ضرور آتے

بیلا میں نے آپ سے پردہ کیا تھا کہ جیسے ہی مجھے نام ملے گا میں بھانٹتا ہوں چنے چنے کے پاس

بیٹی بیلا وہ ٹاٹا ٹاٹا ہو کو بھانڈو ہوتا تھا

نہیں پاپا آپ کو پیسے وہ میجر ٹاٹا سے نام نہیں ملا آپ نے تھو بھی تھی جلدی چنے گئے نے

وہ بھی اسی کا بیلا تھا

بیلا وہ تو میری جسم کا ل آئی تھی ماں اس سے جلدی آتا تھا۔ پاپا وہ صحت مند رہا تھا

پاپا وہ آپ کو میری جسم میں نہیں ملتا تھا میں عبداللہ کے پاپا کو تو کبھی کسی نے نہیں دیا

عاشق جو کال سے سو ملے پٹنگی سب پاپا چنے کے گلے شکوے میں رہی تھی دیر سے اس
دست پٹنگی پٹنگی پٹنگی کاشمیر تو نہیں سمجھتا تھا کہ اس کے پاپا کو اس سے اور اس کی ماں سے کیوں پیار
نہیں ہے عاشق چینی تھی کہ بچے بیٹے شہزاد درویش کا شہزاد چھوڑ کر نے وہ ٹاٹا ہو رہے تھے

گھر کیوں نہیں آتا اور یہ بات وہ اپنے بیٹے کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتی تھی لیکن وہ بچہ تھا اور بچے سمجھتے نہیں۔ یہ دیکھتے ہیں اور اس کا شوق بھی دوستوں کو رکھتا ہے۔ چہ چاہے۔
لیکن اس نے روکا نہیں ہے۔ بلکہ اسے لڑنے دیا۔ ٹھہراپ تھا اس کا
بیٹا عبداللہ کے چاچا آری میں نہیں ہیں۔ ٹا ہوئے۔ وہ مدت دیر کی کوشش کی۔
تو چوہا آپ بھی آری جھوڑا رہا۔ اس نے بھی ان پورا حساب سے رہا تھا
بیٹا بھی تو نہیں چھوڑا تھا
کیوں ۵۵۵

وہ جو اب ہو گیا تھا۔ وہ ہمیشہ ہی راجو اب ہو جاتا تھا۔ وہ دیکھتی تھی کہ بڑے بڑوں کو
راجو اب نہ جانتے تھے۔ اور عارضہ پانچ تھی کہ بحث میں اپنے سامنے دے کر ہمیشہ راجو اب بیٹو
ٹا ہوئے۔ چاہے پانچ سالہ بیٹے کے سامنے ہر بار راجو اب چاہے۔ وہ مسٹر آتے ہوئے ہمیشہ ہی طرح
یک بار پھر اس کو بچانے آتی تھی

مگر چاہا پیا سے تھا۔ آتے نہیں ہیں۔ وہ ڈیوٹی پر ہیں بیٹا۔ اس نے سمجھانے کی کوشش کی
نہیں۔ وہ چوہا اب بوجھ نہیں آتے۔ ڈیوٹی پر تو کام میں ہے۔ چاہے بھی ہوتے ہیں۔ وہ اتنی بہت تھی
میں تھا

چھو چو بیٹا مجھے فون اب کتنی بار سے چوہا لے کر ہے۔ جو آپ اب مجھے بات لے
دیں۔ آپ چاہے کارڈوں دیکھ لو
پیشہ کار۔ آپ بہت اکیلے

وہ خیر کو ہو گیا۔ وہ مجھے میں تھا ماضی تھا لیکن اس وقت اس کے غور کرنے پر ہی ماضی
نے دل ہی دل میں غور کیا تھا۔ وہ اپنے چوہا سے سخت ماضی تھا لیکن یہ ان وہ اس وقت پر تھا کہ اس
کی وہ اس کے چوہا سے نہیں نہیں ہوتی۔ سرے کے دورے میں سے نکلتے ہیں اس نے ایک
ریفرمز روکھا تھا۔ وہی بھر کے بدم ہو جاتا تھا۔ اس کی مافون پر ہنس رہی تھی۔ چائے کیوں اس مجھے
بیٹا تھا۔ ہے۔ ابھی نہیں لگی۔ وہ چوہا لے کر غوثی سے بات کیوں کر دیتی تھی۔ جب کہ چوہا کو تو ان دنوں
کا احساس بھی نہیں ہیں۔ اور اس شراب موڈ کے ساتھ وہ کمرے سے نکل گیا تھا

۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵ ۵۵۵

مجاہد اللہ علیہ السلام کے چہرے ۱۵۵۵۵۵۵۵ میں سے پی اور مسکرت ہونے کی سبب سے ہونے لگا
نکلیں بھائی اب میں یہاں نہیں رہوں گا۔ چاہے شکایتیں وہ اس سے میرے چاہے گناہوں کی پاس

نہیں لوں گا میں۔ وہ بہت خفے میں تھا

ایسا کیا ہوا ہے مجھ کو تم ایسے کہہ رہے ہو اور مورنا صاحبہ نے مجھے جی جھوٹ میں دھوکہ دیا ہے۔
دست رنے کیسے لگسکتا ہے اس تھا

میں جاں نگیں میں مہر حقیقت لائی، تم جو آپ نہیں جانتے مولانا صاحبہ فیک
دھوکہ دیں اور۔۔۔ آگے بھی کچھ ہونا چاہ رہا تھا میں جانے کیوں رک گیا

اس سے بغاوتی پڑتا ہے کیا کہ آپ کیا جانے مواد رکوں کیا ہے کراتور بہ کو بھی ہوتا ہے
جسٹ ایسڈ ہوتا ہے۔۔۔ ایسی اردن مسکرت کیا تھا ہوتے

آپ نہیں جانتے تھیں جہاں آپ کچھ بھی نہیں جانتے مجھ سے کچھ میں کافی ڈرتا

یہاں کیا ہے جو میں نہیں جانتا اور تم جانتے ہو؟ نہیں نے چاہے بیان میں ڈالتے ہو پوچھا
نہیں بھلا میں اس رات ویسے ہی کمرے سے نکل چلا میں آ رہی تھی مجھے میں قسمت سے
مورنا صاحبہ کے کمرے کے پیچھے طرف سے مڑ آیا وہاں راشی چل رہی تھی، اپنے تجسس کے
ہاتھوں مجبوراً میں نے مدد چھاننا، مجھے کچھ نہیں لوٹ نظر آئے بلکل چہانے جن دشمن نے کبھی
ایک بھی نہیں تھا میں وہی کھڑے ہو کر آئی، نہیں سنا رہا اور جیسے جیسے میں سنا رہا مجھے لگتا میں میں میں
دھسنا چاہا ہوں وہاں پڑے گا ایک تھپہ بھی پڑا ہوا تھا وہ لوٹا میں بہ کچھ دھماکے کرنے کی دست
کر رہے تھے وہ میسوں کی پٹھانے نہ ہے تھے لیکن مورنا صاحبہ میں اس ہے تھے مجھے کچھ
نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے میں میں یہ سمجھ پڑا کہ مورنا صاحبہ نہیں مان رہے ہیں وہ وہ
وہ رسالہ کے تمام جگہ چھپے سے ایسے دھماکے کر سکتے تھے لیکن پوری سوچ بھی جہنم کی عطا ناس
ہونا چاہ میں نے دیکھا کہ مورنا صاحبہ کے سامنے ہاتھیں دوڑیں جیسے ایک درخت پر لڑ رہی ہوں
دونوں تھیں میں سے اتنا ہی گدڑوں نکلے مولانا صاحبہ کے چہرے پر اس وقت تک یہی مسکرت
نہیں تھی جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، میں نے میسوں کے غرض دھماکے رنے کا معامہ کیا یہ
آپ بتائیں ٹھیک بھلا جب مجھے یہ بتا ہل گیا ہے کہ مجھے جی نہیں کچھ جیسے جن روں روں وہ دھب کے
نام پہ دھوکہ دیا گیا ہے اور دیا جا رہا ہے تو میں یہاں کیسے رہوں گا

جہنم نے کہا وہ سب میں جانتا ہوں اور کرتا ہے حدود بھی پتہ جانتے ہوتے تھے بناؤ وہ

پہنچا وہاں بھی مسکرت ہے تھے

کیا وہ؟؟؟؟؟؟ وہ چیتا

آپ یہ سب جانتے ہیں؟؟؟؟؟؟

ہاں۔ جو بے محنت تھا

وہ آپ پھر بھی یہاں ہیں؟؟؟؟ کیوں؟؟؟؟

یونکہ تم بھی یہاں ہو

لیکن میں یہاں نہیں رہی ہوں گا۔ اب گھر چلا گیا ہوں۔ سے وقت گزیر چلا آتے ہوئے ہوں۔

یہ میں نے بھی سوچا تھا لیکن وہ سوچ ہی پڑی تھی کہ میں پڑھنا چاہتا تھا۔ فیکٹس میں پڑھ کر دیتے

۲۷ بڑے

یوں؟؟؟؟

مددگی میں بھی سوچا اور عمل کے درمیان اتنا فاصلہ آتا ہے مجاہد کہ سوچنا تو آپ کے بس میں
وہ ۲۷ بڑے نہیں عمل لائیں یہ۔۔۔ ساتھ ہی یہاں ہی رہا میں بھی۔ ف سوچ ہی پڑی تھی کہ وہاں تھا۔
بھی یہاں ہی کے تم بھی۔ ف سوچ پڑے ہو سوچ اور عمل کے درمیان اتنا فاصلہ آتا تھا کہ میں میں بھی نہیں
ہے۔ کئی مسٹر۔ آپ ختم ہو چکی تھی

فیکٹس یہاں میں ترغیظ دینے پر چلا تھا۔ وہاں مجھے مدد رہا ہوا ہے۔ وہ میں اس دینے کو کہ
کہ پڑھ رہا ہوں تو یہ کام مشکل کیوں ہے۔ وہ کالی پریشان تھا
مشکل نہیں ہے یہاں ممکن ہے

لیکن کیوں؟؟

کیوں کہ کبھی کبھی غلط دینے پر پہلے پہلے ہم ایسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں سے۔ ف آگے چلنے
کا راستہ ملتا ہے۔ پیچھے کا راستہ تو وہاں کو ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور وہ آگے کا راستہ مزید غلطی و گمراہی کا ہوتا ہے
تین اس پر چلتا تھا۔ ہماری مجبور رہی ہوتی ہے

وہ ۲۷ موشی رہا

مجاہد جیٹا بھی مددگی میں کی جانے والی ایک غلطی کی قیمت ہم یہی مددگی نہیں چھٹا پڑتے۔ وہ
غلطی ہماری مددگی تو ہے مگر یہ نہیں ملتی ہوتی۔ اس غلطی کی قیمت نے آگے ہماری یہی
مددگی کی قیمت بہت مضمون ہوتی ہے۔ سمجھو کہ تم بھی پہلے ہی وہ غلطی کر چکے ہو اور میں بھی
کر چکا ہوں۔ اب ہم اس دوسرے دھڑکی کا دوا کرتے ہیں

آپ یوں نہیں چیتے جاتے یہاں سے فیکٹس یہاں آپ تو بھاگ کر آئیں گے۔ ویسے بھی آپ کبھی
بھٹے ڈیڑھ بھٹے میں ایک پھر لگا تے ہیں یہاں کو نہ آئیں یہاں آپ یہاں سے نکلتے کہ مسند بھی
نہیں ہے اس نے یہی حرف ہے۔ بچہ ہوں

میں جل رہے ہیں جسکے نغم ہونے کی بھی کوئی امید نہیں ہے۔ ایک نغمہ ہونے والا اور یہی رستہ گئی
رنگ کی کو بھی میں غور پر تکیہ ہوئے ہے

بڑے مولد صاحب نے مجھے کہا کہ تر میں غمے مشق میں نکا ماتھو دو نکا وار نکا کام رو نکا تو وہ مجھے
رنگے جد ر امر ایگے شرط یہ کہ میں قرآن پر صرف غم ہوں کہ پورے روز کی یہ مارے مارے پے سینے میں
ہی رکھو نکا

انہیں نے غور کر کا طرف دیکھی۔ ایسے جیسے چھبے کی ماتہ ہوائے

پسے بنا ہوں نے ۲۴۴

ہاں پیسے ہی

پھر کیا جواب دے تم نے ۲۴۵

میں نے وہی کہا کہ ب میں کسی پے ناہن جانتے ہیں لو نکا۔ وہ اپنی بات پر اب بھی انکا ساتھ
تو کیا کرو گے ۲۴۶

میں یہاں سے بھاگ جاؤنگا۔ کچھ بھی کرو نکا اور چہا نکا یہاں سے نکلے گا صاحب کی
بات نہیں، نو نکا۔ بتا نہیں ہے وہ میں نے غمے ہے
نہیں جاؤ گے نہیں ۲۴۷

یہاں سے بھاگ جاؤ نکا تو کسی بڑے فوجی پڑپوس والوں سے یہ پھر کسی بڑے آدمی سے مل کر یہاں
کی ماری چلاؤ نکا اور پے مار پے مارنا ہی ہے پہا بھی، نگ لو نکا
اور تمہیں لگا ہے کہ وہ لوگ تمہاری بددتر ہنگے ۲۴۸
کیوں نہیں کرہنگے

وہ ایک دم سے قہقہہ لگا کر ہنسے اور اتنا ہنسے کہ اٹی پلٹیں بھڑکائی، پیسے جیسے میں نے کوئی بہت ہی
چھوٹا طبقہ سا دیا ہو۔ بس ہنسے ہنسے تھک گئے تو نعلی خرف جو رسے دینے لگے۔ ابھی نکالی چھبے سے گئی
طرف دیکھا رہا۔ یہ قہقہہ مار رہا۔ تو اب بھی نہیں ہنسے تھے

بہت مصعبہ بہتم مجاہد نقد۔ تم نے صرہ مارے اور یہاں کے لوگوں کے علاوہ جی کہ کچھ ہی
میں سے تمہیں لگا ہے کہ مولانا صاحب اور جنہوں پر شتمیں نکا وہ جاتا ہے وہاں بڑے لوگوں
سے چھپ۔ نکا ۲۴۹ یہاں سے اس ملک کی ٹیکسیوں وہاں کے پل پل سے وارے میں
چتا ہوتا ہے تم نہیں جانتے نہیں میں صاحب کی کوئی دیر مشیر کبھی نہیں مرا۔ سراج نے دھماکوں میں
کیونکہ تمہارے مولانا صاحب کے پاس آئے۔ سے پہلے ہی خراج کے ی تھیسے نکلے ہاں بھی پہنچا۔ یہ

جاتے ہیں۔ وہ پہلے سے دائرہ جات میں کہ ان فلاں جگہ دھماکہ ہوا ہے یا آٹ فلاں چمک پر معصوموں پر مار لگا ہوا ہے اسے کبھی سننے میں نہیں آتا کہ یہ سونا ہندو ہے یا ورکا۔ سام کے مجاہدوں کو یہ بدروں کو نہیں بلکہ معصوموں کی موت کا عظمہ نامہ ملتا ہے۔ درقم جانے ہوگا پھر اس سب میں سب سے زیادہ فائدہ کس کو لوگ دیتے ہیں جہز سب کھانہ پر سیاست کرتے ہیں۔ جو بھی رنڈیروں کو لوگوں کے پیر بنے جاتے ہیں اور یہاں سے ان معصوموں کی موت کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور تم یہ سب سمجھو کہ یہ ف مورو صاحب ہیں جو یہ سب کر رہے ہیں۔ نئے پیچھے مختلف ملک کے لوگ ہیں جو پیسے دے رہے ہیں۔ یہ کام دیتے ہیں۔ درمورو صاحب تم درمورو جیسے لوگوں سے مذہب کے نام پر یہ بھی کام دیتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے پیسوں کے ٹھیلے بے سوتے ہیں۔ اور جس کام کیسے مگی تمہیں مولانا صاحب کہہ رہے ہیں تم چاہتے ہو اس میں کیا لگاؤ؟

یا ۲۲۲؟ وہ ہر پل فکرات کا منتظر رہتا

اس کام میں فوجی وردی استعمال ہوگی۔ در فوجی تحفے بھی۔ اور فوجی وردی نہیں بلکہ ملکی اسل ورڈی۔ در قم دھمک وروں میں کر یہ کام کر گئے۔ در قم چاہتے ہیں ہمجہاد کہ وہ وروں جاں سے آئے گی۔ میں بتا ہوں وہ چند لمحے رہ گئے

اس کام کیسے پہلے سے لوگوں کو خرید جاتا ہے وراس یا میں ہر مسلمان کے ایمان کی ایک قیمت ہے۔ ان اور سب مورو صاحب کے کہہ رہے۔ وہ قیمت دے دیتے ہیں تو کوئی بھی ایک جاتا ہے فرق۔ فکرتا ہے کہ کسی قیمت پر دے دیتی ہے۔ کسی قیمت پر دے دیتی ہے۔ یہ سب بھی جاتے ہیں جو سچ جاتے ہیں۔ در کی قیمت پر یہ نہیں بیچتے۔ اللہ کے بعد یہ سب ہی لوگوں کی وجہ سے یہ ملک چل رہا ہے وروں اس ملک نے یہ ختم ہو جاتا تھا۔ فوجی دے رہا ہے جو قتلہ۔ اسے اس وطن سے ساتھ لیکر اس چور کی فوج کے مدد کوئی ایک آدھا یا آدھی ہوگا جس کی ایمان کی قیمت ہوگی۔ وہ بھی یہی قیمت وصول کر کے یہ وردی ور تحفے فرام۔ لگا۔ اور یہ وکی وردی وکیں سے آئے گی۔ جہان بگ میں جاتا ہوں۔ رے ہی فوجی چاہے وہ امریکا یا پھر کسی وطن پر چاہے۔ بھانہ۔ سمجھتے ہیں۔ در چاہے۔ یہ بھی ہیں۔ لیکن مورو صاحب اور نئے سیٹ ورک کو پے نام لینے پر سنا ہمارے میں ایک بھی مدد مل جائے تو ناکام ہو جائے گا۔ در لوگ بڑے پیسے ہی ایک آدھ دے کو کھاتے ہیں

وہ رانیگی کی حالت میں نہیں دیکھتا۔ ہا اور وہ انٹراب پر نکٹاف کرتے رہے

مرنا دہی سے مجاہد ہوئے۔ جاتا ہے۔ جو کسی وار میں مرنا چاہتے۔ دھماکے سے مار رہی تھی سچے

کر رکھتا تھا ورنہ بھی ہے۔ میں ہوں

وہ بظاہر ماموش تھا، ایسے جیسے سناپ سٹیج نہ ہو

جانے ہوتا ہوں میں نے ایک داریہ بھی سوچا کہ بچے عادیات کی تروانی دے روٹکا لیکن

مزید مصمصوں کا گنگا رنگیں ہو گا نہیں جاتے، خوب کی ہوا؟

وہ ساریا لکھروں سے اکٹھیں دیکھتا رہا

شب میں نے بہت رازد رنی سے کھون لگایا کہ میں جا کر میں سے بات رونی دور سے ہوا

مانگوں لیکن مجھے میں طور پنا کا می ہوا، شایہ کہ لوہی تھا جس کے ہاتھ کسی راجا کوئی بیس

نہیں رہتی تھی بچے میں نے مدنی لوگوں کا سر لگایا جو دروہوں و ریشیوں و ریزا سے بڑے عہدوں

پر ہیں میں نے سوچا کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دروہوں کے رستے اور حفاظت سے بخوبی آگاہ

ہیں یہ لوگ میری کسی طرح سے نہ کر دینے لیکن یہاں پر تو میں بلکل ہی مایوس رہ گیا، ان کے سامنے

اب پیسے کی ہمت تھی وہ لوگ تو ڈھی رکتہ کر پیسے سے بھر بیٹھے تھے ورنہ یہ سب رہے تھے

جو یہاں پر مولانا صاحب نے رہے ہیں میں فرق یہ ہے کہ وہ حکومت کے ایوانوں میں بیٹھے تھے

وہ مولانا صاحب یہاں رہے ہیں کوئی کوئی فرق نہیں تھا سب کی فکر یہاں ہی کو ہے اور نہ

وہاں یہاں بھی مدد سب کے سوا، وروہاں بھی ہی سے سب یہ لوگوں کی بے وقوفی یہاں سے میں نے

مایوسی ہو کر وہی رستہ دور رہ پڑا جسکو چھوڑا چھا تھا گر میں بٹھ کر نہیں سکتا تھا تو بچے بچہ یہاں کو بچے

راجا کو رو کر میں کیا حاصل کر رہا؟

وہاں بھی انہیں اسی طرح حیرت سے نگہ بگ بگے چا رہا تھا، ان کے پاس چڑی چاے کی پیلا سب کی

تھنڈی ہو چکی تھی

تو میں سمجھ گیا کہ یہ سب پاس و بیک کا کوئی رستہ ہیں سے سب ماری رہی تھی بے گناہوں

کی چائیں ہی ہیں، رستے بچے میں ایک عمارت جو سرفراہ تھا

لیکن تم نے تو بھی جہاں کہ مولانا صاحب نے تم سے کہا ہے کہ اگر تم گلہ یک مشن افی مرضی سے

کر لہو وہ تمہیں چاہئے کہہ رہے ہیں

آپ ولکے کو دایا، نلتے ہیں؟ سب مسکرت بہت تھی سوا تھی

میں نے جہاں سے تو وہ دور یہاں، سکتے ہیں کیوں کہ کچھ بھی ہے ایک بات کی کہ میں

دور و نا کہ مولانا صاحب محنت نہیں ہوتے، وہ برادری میں ہم سے دلی ام، سکتے ہیں دور و نا تھی

یہاں بھی سکتے ہیں میں، میں نے تمہیں پھٹش کی ہے تو میرا ہیال ہے کہ تم غور، انہیں یہ پہلے

تجھی طرح.. سے عاتنا حارہ لے لو جو روپے سے اس کے بعد فیصلہ کر۔
 مجھ وہاں بیٹھا سوچتا رہا تھا کہ سے عاتنا کو مدلل ہارون جیسے ہوئے تھے کسی نے اس سے
 نہ تھا کہ ہارون جیسا مت ہی پیا
 لیکن وہ ہارون جیسا ہی بن گیا تھا

جمید سے عام رہی بنا نا پیا ہتی تھی سوان ووتوں نے اسے سکول داخل کرنے سے پہلے قاری
 رہیں کے پاس بھلا پیا ۶ سات کو انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے قاری صاحب کے پاس
 بھیجا شروع کر دیا جائے ور سکول میں جب داخلوں کا موسم آئے گا تو اس وارا سے داخل کر پئے لیکن اس
 میں ابھی سات مہینے کا عمر رہتا تھا

اور گئے دن کو نہیں ہو سکا بہتہ اس سے کئے دن فضل نے عقیدہ سے جدی چھٹل سے و تھی
 ور گھر آ کر رحمت کو گھر کے قریب وادی مسجد میں لے گیا تھا جس کی سات قاری دریں سے تھے
 بہت ہی بد دور و عاتنا و ماناں تھے گاؤں کے لوگ، گو قاری صاحب ہی ہوتے تھے فضل ور پئے
 اسی مسجد میں پڑھا ہے آتے تھے

یہ محل میں یک چھوٹی سی مسجد تھی جس کوں رکے وقاات کے عدا و ہدر سے کے صو پر مسال
 کیا جاتا تھا جسے کے پئے قاری دریں سے قرآن کا سبق پڑھا ہے آتے تھے و قاری دریں یک
 ورمح وریک ورمح میں پچوں کو پڑھا تے تھے سچے سکوں جاتے تھے و ہصر کی د رکے بعد پڑھ
 پتے تھے ورمح سکوں میں جاتے و ہچ پڑھا پتے اس طرح سے مسجد کا عمل بھی تک پڑھا پتے کے
 وار پئے پڑھا پتے جاتے

گاؤں کے لوگ قاری صاحب کی بہت عزت کرتے تھے و تھے ہی سے چھہ ہر کسی سے
 عاتنا سے سے تھے کھی غنول ورت کرتے تھے کسی سے ہچھا مکتے تھے س کا حق س گاؤں
 سے میں تھا لیکن کسی کو پتہ نہیں تھا کہ کافانہ س کہاں ہے و اس پچھے چھہ مالی سے محو تھئی کی مسجد میں
 آباد تھے گاؤں کے ووتوں نے کھی اس کے سر سے پ عاتنا کے کی قرار کے وارک میں ہیں
 سا کھی کسی نے لوشن کی تھی تو قاری صاحب سال و تے خود س اس میں بہت تھی ہونا رہ پتے لیکن
 خورک سے ہچ نہیں مکتے تھے گاؤں کے کچھ مالی عو پر مستحکم لوگوں نے میں میں کے جانے
 کا بد ورت رکھا تھا اب وہی نوک یک ایک دن کا کھا قاری صاحب بوجھ تے تھے قاری صاحب
 گاؤں کے پچوں کو ہیر جرم کے پڑھا تے تھے پڑھا تے کی اترت انہیں نے کھی میں مالگی کسی

نے کبھی دینے کی کوشش ہی تو قاری صاحب یہ کہہ رُٹھ رہے تھے کہ وہ یہ کام اللہ کی رضا کے سوا کچھ نہیں اور اللہ سے کیے جانے والے کام کی اجرت نہیں دی جاتی رہا کھانے پینے کا تو وہ گاؤں میں کہہ نہ سکتا تھا۔ قاری صاحب بولے ہی رہتا لیکن قاری صاحب عجیب و غریب تھے کہ وہ پورے سال میں دو سے زیادہ جوڑے قمیص ہی نہیں کرتے تھے جب گویا سال میں دو جوڑے مل جاتے تھے تو تیسرا وہ "میرا بھی نہیں جتے تھے

جب فصل رحمت کی ٹہلی تو مے مسجد میں داخل ہوا تو بچے بھی سہو ختم کے اندر گئے تھے جب کہ تاریک صبح دھڑکی میں جا رہی تھی۔ بیٹھے تھے

ہم امام و عظیم قاری صاحب دہلی نے عقیدت سے سوام کیا
 و بیگم سیدہ افضلہ بیگم جو آؤ بیٹھو قاری صاحب نے بھیجی ہوئی چار رکعتیں افضل
 کیسے جگہ دیں
 کہو اس وقت سے آنا ہوا

قاری صاحب میرا چھوٹا بیٹا ہے رحمت اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے کہ یہ آپ کی طرح بنے۔ دیکھو اور آخرت میں واقعی ہمارے لیے رحمت بن جائے۔ فضل نے بدعا بیان کیا۔

قاری اور میں مکے چلے۔ پر ایک مسافر کا ستر گز دور تھا۔ کچھ سپرد ہے۔ یہ ابھوں نے آنکھیں موند دی تھیں جیسے کوئلہ تلخ ہو گئی ہو۔ کسی رقبے میں چلے گئے۔ وہیں پہنچ کر جلدی سے غصوں نے آنکھیں بھولی دیں۔

مفضل اللہ باللہ سب کو تھہرے اور حاکم کے لیے واقعی رحمت بناوے لیکن میری طرح نہ
 ناے فسقو کے کاوش میں قاری صاحبان دیکھیں آوار کوئی نہیں۔ والا یکدم سے چونا تھا
 یہاں قاری صاحبان میں سے بھی غلط کہاں؟

نہیں ہیں۔ یہی کوئی بات نہیں۔ قارئین صاحب کو یاد رہے کہ یہ فیصلہ بری طرح چونکا سے ورہ چٹھہ کھوجنا چاہتے ہیں۔ اس لیے جلدی۔ اسے انہوں نے مسموں بدل دیا۔

چھ عید کے افضل تقدیم جب چاہو بچے کو بھیج گئے سو اور چاہو تو آج شام ہے ہی قاری صاحب مکرے تھے جیسے وہ بیٹھ مکر تے تھے اس دن مکر سٹ پر فرشتوں کا آمان ہوتا تھا چھ عید کے قاری صاحب میں اسکو بھیج رہا تھا یہ نکل میں رہا چلتا ہوں۔ اللہ حافظ

اللہ حافظ قاری صاحب آہستہ سے بولے تھے۔

وہ دنوں میں چاہتا آگئے تھے نہیں ہنسوں گے وہ میں یہاں سے ہی چھوڑ گئی تھی ۔ یہ وہ رات تھی

بھاد چندی آجنا آج ناٹھتے کے بعد دریں ہوگا حیدر نے اسے نکلے ہوئے یہ دریا

کون دریا ۱۹۴۴ء میں ٹرک پلو چھ

ہم جیسے کے بن جاتا ہے دریا میں ہم لوگ ہر سے کے آئے وہ لوں پھول کا سو میں

تھیں، دیتے کیا؟ ۹۹

لیکن میں کیسے رہے۔ ملتا ہیں ۹۹ میں نے سرکوشی کی

جیسے جہتے کرتے ہیں۔ میں چندی آجنا حیدر نے وہاں سے تھیں کی

چھ اور وہاں میں

وہ اس وسیع میدان میں خطر آگاہ تھے وہاں چھ لگا کر اس نے کس سے دریاں اس کی

تھیں، ۹۹ درود کیا اس قابل ہے کہ وہ کسی کو تھیں ت سے ملے۔ ماضی یکا ویکہ پنی پوری

شدت سے تھیں اور وہ

بہا و صبح تمام قاری اور میں کے پاس حیدر رہتا وہ وہی تھا قاری صاحب و لکھنوی کہ پانچ سال

کا بچہ صبح تمام کا یہ درود کیا وہاں پہلے وہ نہیں رہا پڑے گا اس کا محل انھوں نے یہ تھا کہ صبح اس کو دینی تر

پڑھے وہ پچوں کے ساتھ تھیں وہ تمام کہ لکھنوی یہ درود سے قاری صاحب چاہے تھے کہ

ترجمہ لکھنوی وہ درود کرے لکھنوی چلو اسی پر نے کچھ لکھی جانے گا

— یہ درود کا

یہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ملتا ہے، ہم لوگ جیسے رہتے ہیں چلا ان

لوگوں کے رہتے ہیں چھ تو انھیں فضل و کرم کہتا رہا کہ لکھنوی رہتے ہیں پر تو غصہ ہوتا رہا، درود لکھنوی

کے رہتے ہیں

(لکھنوی)

— اللہ نام پر ہم رہیں خوش اسے نام پر ملتا ہے۔ ہم اس قابل نہیں ہیں لیکن تیر فضل

پہنچتا ہے ہم کم ظرف ہیں لیکن تیر طرف بہت سے ہمیں ہمارے اعمال کے مطابق رہتے

کیونکہ ہمارے اعمال وہ تیر سے قابل ہیں لیکن پھر رسول کے صلہ قے ہمیں خوش رہتے

ہمیں قوم عام کے، ہم سے بچا لے ہمیں قوم مشورہ بننے سے بچا لے ہمارے حال قوم لکھنوی ہمارے

یہ کاموں سے بچا لے کہ ہمارے قوم شعیب جیسا ہو ہمارے مال وہ لکھنوی اپنی و دماغی کے

صلہ قے ہمیں آگ سے بچا لے، میرے والد تیرے نصیب کی تاب نہیں لے ہم میں ہم پر یہی

رحمت کی چادر ڈال دے۔ وہ رحمت جسکے سامنے ہر چیز پیش رہے ہم سب کو اعلیٰ مستقیم پر چلا دے۔
اس رستے پر جس پر تیرے درگاہ گزرتا ہے۔ چلے۔ وہ ہمدرد۔ جو تجھ سے محبت کرتے تھے۔ اور وہ ہمدرد
جس سے تو محبت کرتا ہے اور وہ رحمت جو تیرے رستے پر ہے۔ اور جس پر تیرے چادر جس پر سہارا ہے۔
اللہ! سہارے بچوں کو تنگی کی توفیق۔ ان کو چادر الٹنا دے۔ ان کو چادر مسلمان بنا دے
یہ ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ قبول فرما۔

آمین ختم نہیں

پاؤں پر آکر رہنا ہے۔

آج جمعہ کا دن تھا۔ منے کے سارے مروجہ پڑھے آئے تھے۔ یہ قاری درس کے انتظام
تھے۔ جموں کی ذمہ داری کی تھی انہوں نے ہمیشہ جموں کی ذمہ داری کرتے تھے۔ ہمیشہ ہی
میں رہا کرتے تھے۔

قاری صاحب اعلیٰ مستقیم کیا ہے؟

قاری درس نے پانچ کرنا چاہا۔ طرف دیکھا۔ جو پانچوں طرف سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا
یہ لمحہ کا وقت تھا۔ پانچ قاری صاحب۔ قرآن کا سبق پڑھتے آئے تھے۔ رحمت اللہ علیہ
وہی پانچوں کے چہرے میں تھا۔ میں یاد کر رہا تھا۔ وہ بھی رک کر قاری صاحب نے جو بات کہنے لگا
عزیز دہا۔ اعلیٰ مستقیم کا مطلب ہے سیدھا سادہ۔

لیکن قاری صاحب سیدھے رستے کا مطلب کیا ہے؟

میں نے سال کے بچے کی طرف سے پھر سوال کیا۔ وہ بھی آج جمعہ کی رات میں موجود تھا۔ قاری
صاحب کا پورا خطبہ وردہ من چلا تھا۔

دیکھ بیٹا تمہارے گھر کی طرف ایک راستہ جا آجے تم یہاں سے نکل۔ دن رات پھوگے
تو سیدھا پنے گھر پہنچو گے لیکن اگر اس رستے کو چھوڑ دو گے تو پے گھر کا رستہ نہیں پاؤ گے۔ بند نہیں
ورہی نکال جاؤ گے۔ یہی حال اعلیٰ مستقیم کا بھی ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جو اللہ کو پسند ہے اور جس پر چلنے کا نام
مسد ثوں کو حکم دیا گیا ہے جس پر اللہ کے رسول اور گریہ ہو رہے ہیں۔ اور یہی رستے پر چلنا ہے۔
اللہ خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب اگر ہم اس رستے کو چھوڑ دیں گے تو جس طرح تم پے گھر نہیں پہنچ
سکتے۔ مثل اسی طرح ہم اللہ کو خوش نہیں کر سکتے۔

قاری صاحب نے بچوں کی جگہ کے مطابق بہت آسان الفاظ میں جواب دیا تھا۔

تو قاری صاحب ہم اس رستے پر نہیں چلتے کیا؟

یہ سالی رہا دن طرف سے آیا تھا جو قاری صاحب کے مقلد پیچھے بیٹھا تھا
 بیٹا کو خوش تو ہم سب ہی کرتے ہیں لیکن اس کوشش میں کئی اوقات ہمیں ماکالی ہوجاتی ہے
 ورحم اللہ کے کہ اسے کو چھوڑ دیجئے ہیں۔

ماکالی کیوں ہوتی ہے قاری صاحب؟؟

بیٹا! طے مستقیم پر چلنا آتا مال نہیں ہے اس راستے پر چلتے ہوئے انسان کے سامنے بہت
 مشکلات آتی ہیں وہ مختلف طریقوں سے آتا جاتا ہے پھر کئی مسائل مشکلات سے صبر کے ساتھ
 سمجھنے والے درپے درپے کی رضا پر چلتا تو وہ اللہ کے ہر ایک کام پر ہوتا ہے لیکن یہ بہت کم لوگ ہی
 جانتے ہیں ہم جیسے کمزور ایمان کے لوگ تو مشکلات کے آغاز پر ہی ہمت ہار جاتے ہیں پھر اللہ ہمیں
 آزماتا بھی چھوڑ جاتا ہے۔ دینی آپ کی بات کر ہم کام کیوں ہوتے ہیں تو بیٹا اس کا جواب یہ ہے کہ
 ہمارے در صدق و مصبوطی نہیں ہوتی ورنہ یہ بھی نہیں سکنا کہ ہوا مسکن طے مستقیم پر چلنا چاہے
 ورنہ اس کی بدولت کرے۔ پس بیٹا ارادے کی مصبوطی چاہیے ہوتی ہے

قاری صاحب ہم لوگ چھٹی ریش؟؟ سوئے ہے آوار تامل

ہاں بیٹا چلو چھٹی کو رہتا مرنے والی ہے۔ اور یہ بچس نے سپرد سہرا کے ٹھکروں کی رو

و

پانچ سال رحمت اللہ سارا مدت یہ سوچتا رہا کہ سفر طے مستقیم پر کیسے چود جاتا ہے؟ اور اگر کوئی
 چلتا ہے تو اللہ اسے آزماتا کیوں ہے؟؟ کیا معصوم ہی سمجھ میں قاری اور میں نے انہیں میں کیا سمجھا ہے۔
 قاری اور میں نے خطبہ بھی پڑھا تھا جیسے کہ سب سے پہلے سنا سننے والے گئے لفظ سے دیا ہوا ہے جس پر
 پھر ناپید ہو گیا کہ وہ اس کی زندگی کا سب سے پہلے سنا جانے والا خطبہ تھا۔ لیکن اسے بھی پتہ سمجھ نہیں
 آتا تھا وہ نہیں سمجھ پڑا تھا کہ قوم کا اس تھے تو مسمود کا تصور دیکھنا اچھا تھا ورنہ کہ قاری صاحب
 نے قوم کو طے مستقیم پر کی دعا کیوں کی تھی۔ پس وہ پورے خطبے ورتان قاری صاحب کے اس میں
 اسکو اتنی ہی سمجھ آتی تھی کہ اللہ کے نبی اور صحابہؓ کو کما رست چھوے ہوئے کہ قاری صاحب نے ان
 جیسے بنے۔ ماکالی یہ ہے چلتے ہوئے وہ گھر پہنچ پڑا تھا ورنہ وہ بھی اس کے ساتھ نہیں لگ رہا تھا

ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو

مومن آتے جدی سے ہر دور رک کر پوچھ آئیں گے تو گھومنے چائیں گے یہ ہم سب تھا

بھائی جیل چائیں گے؟؟ طوں حیران ہوا

پتہ نہیں۔ اس نہیں بھی چلیں گے۔ نہیں خوب مزہ کریں گے۔ ماکالی خوش لگ رہا تھا

میں نہیں سمجھتا تھا کہ تو ہم شرک ہیں۔ یہاں تک تو بات سمجھ آتی ہے کہ بعد آتا ہے
 ذمت میں شرک۔ اب میں میں ہم لوگ بہت غلطی کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے اللہ سے کسی
 اور کو اپنا رب نہیں مانا تو ہم اچھے مسلمان ہیں۔ ہم نے کسی دیوتا یا دیوی سے دعا نہیں کی تو ہم نیک ہیں۔ ہم
 نے کسی جانور کو پناہ نہیں دی، تو ہم شرک نہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز پر ہم اب بھی شرک
 کرتے ہیں۔ ہم میں ذمت میں بھی شرک ہے۔ اتنے ہیں ورمعات میں بھی۔ اللہ تو نہیں نہیں
 مانا۔ سب ہم دل کھول کر شرک کرتے ہیں۔ ہم دوست کو خدا مانتے ہیں۔ رشتہ سے۔ اور امید پر لگائے رکھتے
 ہیں جس کو پورا کرنا صرف ہمارے رب کا خاصا ہے۔ شائوس سے مانگتے ہیں۔ بیچارہ دوستوں کے لیے
 ان لوگوں کے آگے جھکتے ہیں۔ کیا ہو۔ ہم جنوں کے آگے نہیں جھکتے تو۔ اس باتوں کے آگے تو ہم جھکتے
 ہیں۔ اور یہ سید ب پور۔ جو نے یہ لگا اسی رب سے کرتے ہیں۔ یہ عبادت نہیں تو کیا ہے؟ ”وہ رب
 فرماتا ہے

”اللہ کے مال میں شرک نہ کی جھگڑ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ معاف ہو سکتا ہے جس کو وہ
 معاف کرنا چاہے۔ جو جس سے اللہ کے ساتھ کسی وشریک پر یا خود ہماری میں بہت وہ نکل گیا۔“
 اللہ

اس کے بعد ہم آئے ہیں کہ یہ جو اسلام کا دوسرا رکن ہے

اللہ تعالیٰ کی تائب و توبہ ہے

صبر اور توبہ کے درمیان اللہ تعالیٰ سے دعا و طلب کرو۔ یہ توبہ بہت بھاری ہوتی ہے۔ سوائے ان
 کے جو اللہ سے ڈرتے والے ہیں۔

ایضاً ۵۵

ہمارے یہ سچے توبہ کا اثر ہے کہ

جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے سیدہ مانا ہے تو اللہ ہی کے بدلے اس کے لیے ایک نئی نصرت
 ہے۔ اور اس کے بدلے ایک گناہ مانتا ہے۔ اور اس کے بدلے بندہ مانا ہے۔ یہی ریا و عبادت ہے۔ یا نہ
 ہم مسلمان ہیں میں پانچ بار روز پڑھتے ہیں۔ پانچ بار اللہ کے رب میں پانچ گنا میں صلی
 مانگتے ہیں۔ اس سے رخصتی ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہیں۔ میں نماز سے منارہ نہیں کرتے۔ عجیب و غریب
 مانا غور ہے کہ ہم صلی تو مانگتے ہیں لیکن منارہ کبھی نہیں کرتے۔ اور صلی پڑھتے ہیں۔ عجیب و
 پتے میں عبادت پڑھتے ہیں۔ اور اس نے بعد اللہ کے رب میں توبہ ہے۔ ہم صلی مانگتے ہیں۔ تو ایسے
 میں میں صلی ایسے سے گی۔ ہم واقعی میں صلی چاہتے ہیں تو اب سے پہلے ہمیں خود دوسرا۔ میں



یہ ہوا جناب؟ رسل کو تھے پیار سے تیوں پر دیا جا رہا ہے؟
میر کی چھم، ختم ہو گئی ہے کل سے میں دھواؤں کو مل جانا شروع کر رہی ہوں
ہاں وہ تو شجاعت ہیں۔ وہ وہاں پر نظر کرتے ہوئے ہو۔

صبا اور اس دھڑکن کی نشاندہی کو اٹھی، مہینے ہوئے تھے۔ ٹھٹھاس سا۔ رعدوں کی ایک بیل میں، کاکا بلف تھا۔ وہ دیکھیں سال صبا سکول میں لیچر تھی۔ صبا نے ٹادی سے پوچھا: "مہینے کی چھٹی کی تھی جو آج صوم جو تھی تھی۔" اسے اپنے آنے کے لئے اس ٹیشن تھی کہ وہ بول کیسے جائے گی۔ اس کی جی پر۔ اسے کس سے لگا اور یہی بات آج اس کے لئے سنسور اور ماں سے بھی تھی۔

رہا اس میں یہ ہے صبح تھیں، اسلاب چھوڑ دیں۔ گا۔ اور وہی پرتھ کامرن کے ساتھ
 شکل و عورت کی دین میں آجایا کرنا۔ وہ بھی تو دیو پورشی ہے، کھال بیکے سی آتا ہے، جواب اس کے
 ہنسنے دیتا تھا، مشکل منسوب میں آجاتا، ہونے لگی

ہاں ابو جی یہ عجیب ہے۔ اس طرح آمدن کو بھی پریشان نہیں ہوگی اور میرے آگے جانا بھی آسان ہو جائے گا۔ یہ خیر ہے۔ سے یہ سہ آگے بڑھتی ہے۔

اور بھی رات کو بچے کمرے میں آ کر اس نے رسدات سے ملنے دلت چھینے کی بھی اس کی ٹن کو رہا تھا۔ اس رات میں یہ ٹال پر بھی نظر پڑا۔ بچے نے ہرے تھا
 "بچہ چائے پیے ہیں تو پھر حل کیوں نہیں نکالا آپ نے؟"
 کہا تھا؟

کہ میں کس کے ساتھ جاؤں گا، وہ اپنی کس کے ساتھ آگے
توکل کے لیے تم کو بھی اپنی بات کہہ جاؤ

۶۶۶۔ غصہ کیوں رہے ہیں؟ غلے میں آپ اس نے تباہ لگا کر

مختصرہ میں جل بھی رہا ہوں اور بلا بھی رہا ہوں۔ تم نے وہ مہیے میں تھر میں سب کو پناہ دیہہ جو پناہ
 دیا ہے مجھے عریب کی تو اب کوئی سنا بھی نہیں ہے۔ سارے تھر میں تمہاری علمانی چلتی ہے ہر کام م
 ہے۔ بوجھ، مٹا ہے۔ وہ کچ جی بھر لگے کر رہا تھا۔

دعا ہے کہ یہ قریب میں ملے سے پہلے ہو آ رہی ہے اس نے غائب سے کہے ہاتھ سے
چلائی

تو شکر خدا رہا میں نے مل گیا تھا وہ رہا میں تو ظاہر سے ہو گئی مجھ سے ہی آ رہی ہے اس اصرار پر ہوا
مقصود وہاں پہنچنے کی تھی۔ درست نہیں ہے

چھ تو آپ مجھے صبح سکول چھوڑ کے اس میں لائیں گے

نہیں جی میں تو نوبت میں چھوڑ رہا خود ہی چلی جاؤ

لیکن بوجی تو بہرہ سے تھے کہ آپ سے بات ہی سے فوس نے وہ آپ نے عامی بھی پھرتی سے
تھکے رہ صبح چھوڑنے سے

مجھ سے تو کسی نے پوچھا ہی نہیں میں بھلا بنا کہ اس صبح صبح کو چھوڑتے ہوئے ہمارا سب مجھ
سے کسی نے مرضی پر چھٹی سوئی تو میں بناتا ہوں وہ چھٹا صبح ہو گیا تھا

تو کیا آپ انکار کرتے ہو وہ نہ بنا تے ہوئے ہوں

رہے بی بی بھناہنے کی بجائے جو ہارنا

تو ۱۹۹۹ء میں نے مصروفیت سے بچ چھا

تو یہ کہ میں اس میں بد مصروفیت کی ہوش و حواس کتنا ہوں کہ مجھے صبح صبح اپنی رواج پر مصروف ہوں اس
کے سکول چھوڑنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ وہ وہاں ہے ہمارے ساتھ بیٹھی ہوگی تو ہمیں خبر ہو
گا۔ اور ہم خود کو اس دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھیں گے اس نے ہمارا ہمارا ہمارا کہا جیسے وہاں
حلقہ رہا ہو

سے جی بھر کر پیار آیا تھا اس پر وہ تھا ہی اس فائل کو اس پر پیار آئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جتن
ہا تھا۔ اور وہ بنانے لگا ہا تھا مصروفیت ہی اس پر نہ تھی۔ یہی وقت میں میں سے نہیں لگتا تھا کہ
یہ وہی تھا میں ہمارے جوان رہا ہوں جس نے ہمارے شاعر کی ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے

اس کھر میں کل چار ماہ تھے جو وہ میں نے پہلے صبح کئے تھے۔ سے پانچ ہو گئے تھے۔ مصحفین اس کی
ہوئی شمس اور وہ اپنے اس صبح اور اس صبح وہ پانچ لوگ تھے۔ ہلکے صبح سے صبح ۱۲ بجی اس گھر
میں وہ لوگ پانچ دن بجائے خود کو اس محسوس کرنے لگے تھے صبح کے آنے سے تو قدر بہت بڑھ گیا تھا وہ
تھا وہ چھٹی ہی جی کسی نا پید رہنے دیا۔ مصحفین وہ شمس کو صبح کی شکل میں چنی میں گئی تھی وہ
لوگ، شمس نے ہمارے فوس سے تھے میں اس صبح کے آنے سے اب نے ہمارے شکوے صبح موئے
تھے رہی کامرس کی بات تو میں نے تو جاں صبح میں تھی اس نے تو کبھی سے بھائی نہیں سمجھا۔ ہمیشہ سے

آپنی ہی کونہ کرچکا تھا۔ وہ فحش و زانیہ میں تھا بڑی بہن سمجھتا بھی تھا۔ وہ اس کے بعد نمبر ۲۲ ہے
 رسلان رضا کا جو شادی سے پہلے شادی نہیں سنا چاہتا تھا۔ بلکہ جب سے شادی سونا بھی۔ وہ اس
 کو حساس ہوتا تھا کہ اس کے ہاں وہ پڑا قیود بظلم تھا۔ وہ بظلم بروقت تھا

دو خواب

دور اسلام کا تیسرا کن ہے۔ اسلام کے اس رہن کی اہمیت ہم لوگ تو اس کی اس بہت سے بخانی سمجھ
 سکتے ہیں

— ایمان والو! ہم پر دور — فرض ہے کہ میں جس طرح تم سے میرے لوگوں پر فرض ہے کہ
 تمہارا کہ تم پر — گارہیں چاہے

المعبر ۱۵۸

ایک اور جگہ فرماید

رمضان کا مہینہ وہ اسے اس میں قرآن نازل کیا جو لوگوں کیسے بہت سے اور اس میں حق و باطل میں
 الٹی کر کے حق و باطل کا نیاں ہیں۔ اس تم میں سے جو اس مہینے کو پڑھ لے تو اس کے دور سے دور کے
 ایتر ۱۵۸

وہی مہینے کے دور سے میں نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہت سے دور سے کھول دیے جاتے ہیں اور شیطان رنجے وہ میں
 جکڑ دے جاتے ہیں

بجائے آپ نے ہی اس میں فرمادیا گیا ہے کہ دور سے اس پر فرض کیے گئے ہیں تاکہ ہم
 پر ہر گارہیں جائیں۔ اب اس کا مطلب سمجھنا بہت دور ہے کہ بھلا بھوکا رہے۔ وہ ہر گارہیں
 بگاڑا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مبارک مہینے میں جہاں اللہ نے ہمیں ایک خاص وقت تک بھوکا رہنے
 کا پابندی ہے وہاں اس بات کی بھی رعایت دی ہے کہ اس مہینے میں ریہہ سے ریہہ عبادت کرو۔ غل
 عبادت رہے تو فرض کا ثواب ملے گا و فرض عبادت کرو گے تو فرض کے سزا گئے گا۔ اس مہینے میں
 ریہہ سے ریہہ صدقہ دے کر۔ رواج اگر اس مہینے میں وہ گئے تو افضل ہوگا اگر اس مہینے میں کرو
 گے تو حج جتنا ثواب ملے گا فرض جو بھی ملے گی اس مہینے میں کرو گے تو اس کے اصل ثواب کا سزا ملے گا
 دوسری طرف اگر یہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ہر غلط کام سے سختی سے منع بھی کیا ہے۔ اب کوئی یہ نہ
 سمجھے کہ باقی مہینوں میں غلط کام جائز ہیں۔ یہاں پر غلط کاموں سے ہر دوسرا کام نہیں جو غلط تو

ہیں لیکن کچھ نامحاصلات میں حائر ہیں جیسے کہ قصاص کا قتل۔ اب قصاص کا قتل عام حالات میں حائر ہے جیسے کہ کسی نے آپ کے بھانا بچے کو قتل کیا تو تو سلام آپ کو اس شخص کو قتل کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ کسی نے آپ کو گول اور ٹھکان پھینکا تو سلام اس حد تک ہدایت دیتا ہے کہ آپ اس شخص کو قتل ہی نہیں کر سکتے جو نہیں رمھان کے مہیے میں اللہ نے ہر شے سے بھی منع کر دیا ہے۔

دوسری آیت جو آپ نے کسی اس میں ایک نامحاصلات یہ ہے کہ اللہ کی کتاب میں ہم سب کیسے ہدایت ہے اور جس میں حق داخل میں تیار کرنے کی کتابیں ہیں وہ ان میں سے کسی کی کتاب ہے۔ اب آپ اس بات پر غور کریں کہ جو کتاب سارے چھان کے ہو کوئی کے یہ ہدایت ہے جو کتاب کو صحیح اور غلط میں قرار دینا ہے وہ اس مہیے میں مارل ہوا ہے۔

اب رسول اللہ ﷺ کے رشتہ پر غور کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس مہیے میں جس کے دروازے غول دیے جاتے ہیں اور شیطان جکڑا دیتا ہے۔ اب اس کتاب کا مطلب یہ ہے کہ کہیں آیت کے کسی کو شے میں ساری دنیا کے شیطان جمع کر دیے جاتے ہیں اور ان کو سب سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ یوں کہ یہ جتنا لوچہ بواں مہیے میں پوری دنیا میں اور خاص طور پر مسلمانوں میں کسی گناہ کا نذر نام کا وجود ہی نہ ہوتا کہیں نہ دیکھتے ہیں کہ اس مہیے میں بھی ہم یہ گناہ کرتے ہیں تو پھر اس بات کا یہ مطلب ہے کہ سارے شیطان کو سب سے نہیں جکڑ گیا۔ یہ نفوذ اللہ کے رسول ﷺ کا فرماں تھا کہ یہ ہر فرشتے ہم سب کے شیطانوں کو جکڑا ہی چھو گئے۔ بے شک اب اس میں ہے ہند شیطان کے جکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ چھان میں اچھے کاموں کی ترغیب دی گئی ہے اور غلط کاموں کا مومن سے بھی روکا گیا ہے وہاں جھوکار ہنے کا پابندی بھی لگائی ہے تاکہ ہم اللہ کی جو ہدایت کے سر پرست گھوڑے کو بھی لگام دے سکیں اور ایسے لوگوں کو بھی سمجھ سکیں جو غریب ہیں اور ہم سب کی بے بسی کی وجہ سے سارا سال ہونے رہتے ہیں تو حرام نے لہذا یہ قابو پا کر دیکھیں کہ ہمارا شیطان جکڑ دیا گیا ہے اور اللہ کے فرمان کو کر کے ہم بھوکے ہو تو کون کھائے۔ نہیں کہ ہمارے شیطان بھی اگر دے دے اور ہم آزاد ہے بلکہ ہمارا رشتہ بھی ہے۔

اب ہم اللہ کے ہر نعمتوں کی بات کرتے ہیں جو کہ رکوع کے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا جو روتے ہیں رفاۃ کے جو سے تو دوستوں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ اور جو ہر گاہ اس مال میں سے وہ اللہ نے ان کو پہنچا دیا ہے۔ عطا کیا ہے بغل کرتے ہیں (اور اس کی رفاۃ نہیں کرتے وہ یہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں پھر نہیں بلکہ یہ ان کے لیے شکر ہے اور غنیمت ہے۔ اس کے لئے میں لکھتا ہوں کہ حق کیسے ہونے مال کا حقیقی پستانہ ہو جائے گا۔

وہ تقدیر نے ہی سہا پہرہ روتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

جب تم نے پہلی بار کوٹہ کی رقم پہنچنے سے سجدہ ہو گئے

بقرہ آل جمہل اس آیت پر "مغور کریں تو کچھ بہت اچھا تھا اس ایک آیت میں واضح کی گئی

ہیں جیسے کہ مال جس کو ہم سب میں قسمت کا شریعہ دیتے ہیں وراثی کی وجہ سے غور سے سمجھنا کہ پہنچے

ہوئے ہوتے ہیں وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے تو سب سے پہلے تو ہم پر دیا گیا تھا کہ ہمارے ہاتھ میں کچھ

تھی نہیں ہے بلکہ سب ہمارے ہاتھ کا دیا گیا ہے اس کے بعد ہم نے کوٹہ دیا گیا ہے کہ "وہ روٹا نہیں

دیتا اور مال جمع کرتا رہتا ہے وہ وہی نہ تھے کہ اس سے اس کا مال جو بڑھ رہا ہے تو یہ سے من غلام وہ

گناہ کا مظلوم یہ ہم میں سے جس کے پاس مال یہ دیتا ہے تو ہم سب اس پر حق لکھتے ہیں کہ فلا نے

کے پاس دو گنا دیا ہے یا فلاں کے پاس تین دیتے ہیں تو اگر اس شخص کے پاس دیا وہ مال ہے اور وہ اس

کو پاک نہیں کرتا تو منہ ہی طرف سے ہر کا مستحق ہے یہاں یہ واضح ہے کہ یہاں یہ پاک کرنے کا

مطلب صرف کثرت ہے تو صاف مال میں سے بلکہ آپ کا مال صاف سہرے آپ نے یہی قسمت

سے لکھا ہے یہ آپ بھی آپ نے اس کی رکاوٹ نہیں دی تو وہ آپ کے لیے صاف نہیں بلکہ اللہ سے

وہ ملے اسماعیل پر آپ کو نہ ہوگا سب کچھ لوٹا دینا کہ جس کے پاس وہ چاہتے ہیں کہ ہم مال

پہلی قسمت سے ہمارے میں تو اس میں وہ وہی کہ اپنے کا پندہ نبیوں یا گیا ہے "تو اس کا جواب اللہ نے

پہلی آیت میں دیا ہے کہ جو مال تمہارے پاس ہے وہ سب اللہ کا عطا کردہ ہے اس میں سے اللہ کی مقرر

کرہات میں روٹا ہے کہ جسے اس کو پاک کر لو اور جو مال تمہارے پاس جمع ہوگا وہ جس کو تم سے

ہے ہر جگہ ہو وہ ہر قسم کے ہر قسم کے بلکہ وہ تمہارے لیے ہے سب یہاں پر مال کو حقوق

بنانے کا مطلب وہ طریق سے لایا جائے کہ تو مطلق صاف و سیدھا ہے کہ جس نے کوٹہ نہیں دی

ہوگی تو قسمت کے دن اللہ ہی مال کا خلق ہے اس کے لئے جس کا اور وہ مطلب اس بات کا یہ بھی

ہے کہ ہم ان لوگوں کی مدد کی جس کی کبھی کبھی یہ حالات آجاتے ہیں کہ مال میں سب گئے کا چند آلت ہے

کبھی کو مال کے لیے غمناک ہو رہا ہے اور وہ اس مال کو اپنے لیے عذاب سمجھتا ہے نہیں وہ مال وہ اس کی

وجہ سے اپنے رشتے اور محبتیں کھو رہا ہے اور پھر پیچھتا رہا ہے کہ کاش اس کے پاس نہ رہتا نہ ہوتی لیکن

محبتیں رتی نہیں پڑتے اس کی وجہ سے عرقیں کوئی چاہی ہیں تو میں یہ مال کی بدولت لوگ اپنے

پیمانہ کھو رہے ہیں ان سب حالات میں مال دور سے گئے میں طوفانی طرح سے لگی ہیں وہ مال خراب

نہیں کہ بہت قیامت کے ساتھ ساتھ نیا میں بھی روئے دینے وہ اس کے مال و گئے کا طوفانی بنا دینے

پر فائدہ ہے

سب آتے ہیں حدیث شریف کی طرف کہ جب کوئی شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ دے دیتا ہے تو وہ اپنے فرض سے عکروش ہو گیا۔ سب یہاں پر اس چیز کا مطلب کچھ لوگ اس طرح جتے ہیں کہ وہ حرام حلال کی تمیز کیے بغیر دانت لکھتے جاتے ہیں۔ اور پھر اس میں سے روقا اور صدقہ وغیرہ دیتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ مال کا مال پاپ ہو گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ مال کے جوئے سے اللہ نے ہم پر دینا عرصہ عائد کیا ہے۔ سب جب یہ ان فرض کو پورا نہیں کرتے تو بعد ہمارے مال ہم پر اور ہمارے مال ہمیں پہنچ کر نہ ملے گا۔ ہمیں سے یہ بد فرض تو یہ ہے کہ ہمارے مال حلال خریدتے۔ سے کیا ہو گیا ہو۔ درود یہ کہ ہم نے اس میں سے روقا آدی ہو۔ سب سوال یہ ہے کہ اللہ نے روقا آدے دینے کا پابندیوں کیا ہے۔ تو دوستوں! اپنے اور گروہ کچھ لوگ کالی لوگ پہلے چاہیں گے جو خود کو لے گئے۔ کتنے نہیں ہوتے۔ بیکار ہوتے ہیں تو کوئی معدوم و مال مسافر ہے۔ عمر سے دور ہوتا ہے تو کوئی مسکین ہوتا ہے۔ سب جب اللہ نے اپنی مخلوق میں اپنے لوگ پیدا کیے ہیں تو اپنے وعدے کے مطابق سے ان کی مدد کی ہوئی۔ کا بدوست بنی کرنا ہے۔ اور اس کا بدوست اس سے بھڑکوا نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے اپنے بندوں پر جو امتداد رکھتے ہیں زکوٰۃ فرض کر دی ہے کہ

بے شک اللہ بڑا کار ساز ہے

ہم آتے ہیں اسد م کے چٹوڑی و آخری کن یعنی حج پر حج سال میں ایک بار چلیا گیا کے مسئلہ لوں کا ایک عظیم حکم ہے جن میں مسئلہ لوں کے لیے اس کی ہدایت صرف ایک جگہ ہے۔ نہیں ہے اللہ سے محبت کی ایک مثال ہے۔ اللہ کی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں

بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اسکے سامنے کی امتداد رکھتا ہے

آل عمر ۷۹

اور رسول بھی پہنچے اور شاہ فرماتے ہیں

جیسی شخص کو بھی جتنا حق ہیں وہ کار بھی ہیں اور کسی ظالم کلمہ میں طرف سے رکاوٹ بھی نہیں اور پھر بھی وہ حج کرے تو پتا ہے وہ یہودی سر یا نصرانی

ایک اور جگہ اور شاہ ہے

لوگوں!

جب تم پر حج فرض ہوا ہے تو اس کی دینی میں تاخیر مت کرو اس لیے کہ تم میں سے وہی نہیں چاہتا کہ آپ کو بل رکاوٹ آج ہے

اب حدیث میں یہی علیہ السلام نے جھوٹا ذکر یا سچے جس کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسلمان مافی
ی ظ سے استظاعت رکھتے کہ وہ جو بھی سچ کرے تب بھی اسے کہا گناہ نہیں ہے جیسے کہ اگر کوئی شخص
بیکار ہو یا محدود ہو یا پھر سے کسی عام شخص یا حکمران نے روک رکھا ہوا وہ اس سے بھارت کی صورت میں
اس کی جان کو خطرہ ہو تو اسے سچ پر نہ جانے پر کوئی سزا نہیں ہوگی اب اگر کسی شخص کو اس سے کوئی غدر
نہیں ہے اور اس کا وجود بھی اس نے سچ نہیں کیا تو کئے یہاں کہ خطرہ ہے سیوری یا نقصان مارنے کا
مطلب یہاں یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے بھی کسی سخت غدر سے سچ نہیں کیا ورنہ اسے اس سے موت
آگئی تو اس سے موت یہاں یہ نہیں ہوگی کہ اس نے اللہ کا حق نہیں کیا بلکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ اس
سے راضی رہے۔

دوسری حدیث میں یہی خطرہ ہے کہ اگر کوئی ثابت ہے سہولت کے واسطے میں نہیں
جانتا یہی موت کسی ذی روح کو ملے گی جسے سچ سے روک رکھا ہو یا جو کوئی سچ سے روک رکھا ہو
تیار ہو کر کیونکہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس وقت موت آگئی ہے یا نہیں یعنی آخرت میں سچ سے روک رکھا
اور نکالت کھڑی ہوتی ہے لہذا اللہ سے جدا کر دینے کا نتیجہ دے دے کہ جب اللہ کے سامنے جان تو کم
کم اس کے گھرنے پر دست توں مچا رہا۔

وہ بیٹوں کو سلام میں بیوی دی اور اس کے بارے میں پکارا تھا اور وہ اس کے کسی کوٹے میں کوما اور دل
رہا تھا وہ جس نے اسے بہت پیار سے روکا تھا اس سے جس پر اب وہ بری طرح چبھتا رہا تھا اس نے
ایک ایک کر کے سلام کے سہارے رکھ دیے اور وہ گھٹنے کے اس درمیان آدھے سے زیادہ وقت
وہ بے حسوب میں تھا ماضی کا ایک یہاں ڈھاکھا تو کسی پہ اسے اپنے چنگل سے نکلے نہیں رہا تھا جو
باتیں اور جو تعلیمات اسے کئی نے سمجھا لی تھیں ان وہ اسی اور کو رہا تھا لیکن وہ لوں دلوں میں فرق تھا
اور وہ لوں بیٹوں میں بھی۔ غلط ثابت وہی تھے جو فی دور کے سر سے اس نے نئے تھے لیکن وہ نہیں
تھا

آخر ماضی کسی کو بھولتے نہیں ہیں۔ اس ختم ہونے پر بچوں کے شو جانے کے بعد نے دیو
سے ٹیکہ لگا کر کھینچ کر لے گئی ہے سوچا

وہی، شیتہ ریہ ۹۹۹ انہوں نے پیچھے سے آوری

کی عام۔ یہاں سے وہاں سے سے نکلتے رہنے ہو

منٹکی اور کج سے پہلے یہ کبھی سنا ہے نہیں کرتا تھا ماضیتہ بنائے کا وہ کچھ ۳ سال کے ہاتھ

کر رہی تھی۔ سر پر وہ صدمہ کھاتے تھے بیٹھ جھڑی، غمگین تھی رخصتم کے ساتھ ہی مائیت کرتی تھی
 بعد میں سب کچھ کھانے لگا، مائیت در کبھی بھی وجہ نہ تھی مائیت نہ تھی تھی، لیکن جس سے منگی ہوتی تھی آج
 در ہوا اس تھا در وجہ نے ایک در کبھی شے پاس مائیت نہیں کیا تھا، وہ در پچھتیں در در وہ ایک ہی
 جو بدلتی

وکی، انہوں نے پیچھے سے ایک در کبھی بدلتی

مکی خاں، وہ مکی

تھیں مکی ایک اہل سے میر سے پاس

ات ۲۲ کوئی ات ۲۲ وہ کافی حیران ہوا

تھا بھاتی ہوں، وہ ہنس نہ طرف کئی پیچھے دیتی تھی

میں نے دیکھ کر ماری کھوں در میں سے ایک چھوٹا سا کمرے رنگ کا پلاسٹک کا کھانا لگا،
 در کچھ ہاتھ میں دیا

یہ کیا ہے حال ۲۲

دیکھ کر وہی، وہ مسکراتی تھی

نہیں الی ہوتے ہوئے کھانا کھوں، در سے حیرت کا ایک اور ثبات لگا

اٹھنے کے در سے سرخ رنگ کا ایک خوبصورت گلاب کا پھول ہو بھی پور تھا، مکی نہیں تھا لگا، دو

نہیں الی لکھوں، سے حال کو دیکھے لگی جو حال سے سے ٹھکڑا ہو رہی تھیں

صدمہ سے دیکھ بے تمہیں، اپنے کیے

یا ۲۲ ۲۲ ۲۲ وہ تیرے کے صدمہ میں تھی

وہ تیرے کو بھی آج کل تھوڑا در سے آتا ہے در کبھی بھی تھیں سے سے چھوٹا ہے

در پھر سا کچھ بھی تو چھپا ہوا نہیں ہے مجھ سے سے بر جڑ ہے سے آگاہ ہیں صبح جاتے جاتے

نچھوڑا کہ تمہیں در در

اس نے، سانکھوں سے خال کو لکھا در پھر وہ کھلی پھول کو

بجاء نہیں تو میں نکال جاؤں تیرا ہی حال نے سے وہ در

مکی سے جلیے نے جہاں در در سے سے طرف بہ تھی

سے یقین نہیں آ رہا تھا مکی کے بعد تو دونوں کا ایک در کبھی سا مٹا نہیں سوا تھا، وہ صبح کا کھانا، رات

کے گھر آتا تھا اور سے سچ میں ہمیشہ کی طرح کبھی دیر سے پیچھے در کبھی پیچھے سے، دیر لگے آتے جاتے

رہے تھے لیکن یہ مسجد صدمہ سے آنے سے پہلے ختم ہو چکا تھا۔ ایسے آٹھ بار وہیں گئے مگر وہ مسجد ایک بار بھی نہ بنا سکی۔ جو تھیں ان کی ایک خوبصورت سا پھول — اس نے کوہِ اہلبوسجود کی احساس دلایا تھا۔

میں ایک سے نکلتے ہوئے ایک دھڑک دھڑک کر اس نے لٹکانے لکھو در پھول نکال کر ایک بھر پور بھری نظر اس پر ڈالی اور لٹکانے لکھ کر کے پیرس میں ڈالا۔

مجاہد شجئے باب لگا کر تیر لگا رہا تھا۔ جہاں سے یہ بھر کسی روز باب لگا کر تجھ میں اللہ نے یہ وحدت رکھی ہے۔ جنگل جب وہ پریشان رہ رہے لگا تھا تو سے روایت ششکل و خود آیت و ذرا بولی ہی دست کر پڑتے تھے۔

اس نے ایک مکی سانس لیا اور بتائے لگا

رہتے اہل مسجد کو روٹ لگا تھا۔ رشید چیخا

جو باب میں رحمت اللہ نے ممکن میں پڑھا ایک چھوٹا سا پتھر ٹھکڑے سے مارا جو سپید تھا۔ اس کے سر پر لگا۔ وہ تھوڑا دھڑکیا پڑ گیا۔

رحمۃ اللہ ور رشید گل کے گھر پاس پاس ہی تھے آٹھ مسجد آتے ہوئے رہتے میں کسی بات پر دونوں میں ابن ابن ہوا۔ فحشی اور مسجد میں داخل ہوئے تو دونوں ہی صدمے میں تھے۔ مہینہ نہیں کر سکتے تھے۔ یہ کیا تھا یہ سطلی سے ایسا ہوا تھا لیکن چاکر سے رشید کا پادشہ پیچھے آتے ہوئے رحمت کے پیروں کے سامنے آ گیا۔ اور وہ دھڑکیا کر گر گئے۔ تھے بچا اس نے آواز دینا اور رشید کے مرنے سے پہلے ہی اس کی کمر پر ایک رو کا پیرا تھا۔ وہ پڑا تا بہ آگے جھکا اور فوراً سے مرنے لگا۔ تھوڑا اس کے منہ پر رسید کر دیا۔ رحمت اللہ کو اس تھوڑے کی امید نہیں تھی۔ اس نے جلدی سے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑا اور ہاتھوں سے اس پر کام کیا۔ اس کی ٹانگے کی تیز چھگی کہ رشید چھچھکل گئی۔ بہت مشکل سے اس نے اپنی کھانا کو اس سائرس سے گریہ کیا۔ اس کی جلد و جہد میں رحمت اللہ ایک ٹھکانا لگا رہا ہے پیچھے چلا گیا۔

میں مسکوڑو لگا تھا۔

رہیہ نے دوسرے کمرے پر گئے۔ صحت کی۔ اس میں رحمت کی درود کا جو رحمت کو لگا تھا۔ ٹیپہ بہا کہ رحمت سے ممکن میں پڑھا پھر ٹیپہ درنا۔ رہا نہایت بڑے رشید نور۔ مارا جو سپید اس کے سر پر چلا گئے۔ وہ جو پیرس ہی درود سے پڑا رہا تھا۔ اس چاکر جسے پر گھر تھا۔ پتھر لگے۔ اس کا رخ پھر گیا تھا۔

دور وہ ایک ہاتھ سے ہر تھا۔ مے اور میں پر بیٹھ گیا

یہ بڑا بلی سات سال رحمت اللہ وراں سے پورے چار سال بڑے رشید کے بیچ میں ہو رہی تھی
رحمت نے اپنی عمر کے سات سالوں میں کال قد کا ٹھکانا لیا تھا۔ دوسری اس کی عادت تھی کہ گھر میں جو بھی
تا ہوتا تھا وہ پوٹ بھر کے کھاتا تھا۔ اسے کھانے سے کبھی کوئی شکایت نہیں مینا۔ شاید اس پر وہ کسی بھی
حفاظت سے رشید لگے۔ مے کم نہیں لگتا تھا۔ پس دور کیکنے لا۔ مے مے کے پھانٹا اصرار سے۔ سمجھتے تھیکہ
در حقیقت مے دونوں کی عمر میں ساڑھے تین سال کا فرق تھا۔

تھوڑی عرصہ سنہاں جانے پر رشید تھا۔ اس دور وہ بہت غصے میں لگ رہا تھا۔ ایک لمحے کو رحمت کو
ڈر لگا لیکن کچھ لمحے بعد وہ رحمت کی کڑا پکڑ رہا تھا۔ میں ہی وقت قاری صاحب سرے سے نکلے
رشید مے کو کچھ روک گیا۔ دیکھ کر پامک ہوا۔ چیل آنے پر وہی پتھر تھا۔ مے کی طرف مڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ
رشید قاری صاحب اس کی شکایت لگانے پر مے

برہنہ میں کا۔ میں نے مارا۔ رکر پھر نکال دیا تو پ قاری صاحب کو شکایت لگانے میں پڑا
خود تکی ہمت میں ہے کہ کچھ سے مقابلہ مٹا۔ اور برہنہ میں اس کی آواز سے خود ہی کی تھی
وہ امید رہا تھا کہ بھی قاری صاحب سے پڑا۔ ڈانٹیں گے۔ اور اس نے پہلے ہی میں رشید کی
خفا چوں کے انہرنا ہے۔ جسے جو اس نے قاری صاحب کے سامنے سے دہر نے جسے لیکن اس کی تہ کی
میں نہ رہی۔ مے موں نے رشید کی پوری۔ مے کی کر بھی سے میں بدلیا۔ بلکہ مے تدریج دی۔ مے مے
دہر کا تو سمجھتا تھا میں اس رقرآن مجید بھی مسجد کے کونے میں پتھر کے پٹھے اٹھا۔ روہتا پچھا۔ ہنسی
دہر رہے تھے۔ رشید بھی ہا۔ ال کے ہاتھ بیٹھ گیا۔ رحمت وہی کھڑ رہا۔ وہ نظر رہا تھا کہ قاری
صاحب سے پڑا۔ گھر کہیں گے لیکن یہ پتھر بھی نہیں ہوا بلکہ اس کی بجائے انھوں نے اسے بد کر پٹھا
سپور ماہر سے نکال کر پڑے مے کا ہمدرد۔ وہ غنیمت ہا۔ نا موٹی سے مدر گیا۔ درمیان نکال کر رحمت میں
بیٹھ بونی بچوں کے ساتھ پڑے لگا

رحمت بیٹا دھرا بہ میر۔ پاس

بچوں کی چھٹاں کے بعد قاری صاحب نے۔ مے پاس بدیہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ قاری صاحب
سے ڈانٹیں گے لیکن انہوں نے یہ پتھر بھی نہیں کیا۔ واجار۔ مے کے پاس بیٹھ گیا۔ ہوں مے کمرے
سے نکلتے ہوئے رشید کو بھی اپنے پاس بدیہ تھا۔ سب شخص میں فہ بھی انوں در قاری صاحب رہ گئے
تھے

رحمت بیٹا لہرنا لہا کرنے سے پتھر بھی نہیں مٹا۔ ب آپ دونوں پر مے ہو گئے ہو پھر جس طرح

نہیں تھے۔ تو آپ تو دوست بہادر ہیں۔ آپ کا ایک ہاتھ دیکھا ہے
 قاری صاحب میں نہیں تھے۔ اسی نے شروع کی تھی۔ اس نے صداقت ہی
 یہ بظلم محسوس ہوا رہا ہے قاری صاحب میں پے رستے ہی چل رہا تھا کہ اس نے مجھے چنگی کاٹ
 رشید گل جیسے میں ہو۔

یہ حدود سے قاری صاحب میں نے کوئی چنگی نہیں کاٹ۔ بلکہ اس نے پاؤں دیکھ کر مجھے گرنے کی
 کوشش کی وہ بھی بتا دیا سر رہا تھا

چھ چھ غصیب ہے۔ اب رو رہا ہوں کہ وہ بات نہیں کہ کسی نے ہماری چنگی کاٹ کر وہاں دے
 نہیں۔ کسی کو بھی غلطی سے تمہارے سامنے آکر
 لیکن قاری صاحب غلطی سے نہیں

رحمت بیٹا۔ بات کو اگر آپ رہنے دو کہ رشید نے غلطی سے ایسا کیا۔ قصہ نہیں آپ نے جس طرح
 مار اس کو وہ بھی تو غصیب نہیں ہے۔ اگر واقعی میں رشید سے غلطی سے یہ کیا ہوا تو پھر آپ نے جو کتابیں تو
 مار گناہ کیا۔ قاری صاحب بہت آرام سے سمجھا رہے تھے

قاری صاحب۔ وہ چھہ بنا چا رہا تھا

چھ چلو بیٹا غلطی کی بات ہو رہے دیتے ہیں چلیں غصیب ہے کہ رشید نے آپ کو گرنے کی کوشش
 کی نہیں اگر آپ سے جو بات میں نہ مارے تو سچ چلیں کہ اللہ آپ سے کتنا خوش ہوتا ہے۔ وہ دوسری بات یہ
 کہ وہ آپ سے بڑے بھی ہیں تو آپ کو مارنا نہیں چاہیے تھا۔ دیکھتے تو مارنا بظلم نہیں چاہتے تھا بیٹا۔ وہ
 میں اچھا چھہ پالک چاہتا جیسے ہنگامہ میں ڈکیر کرتے چھ

دونوں بچے قاری صاحب کے پاس رہیں پڑھتے ہوئے تھے۔ انہوں نے دونوں کو بہت آرام اور
 کون سے سمجھ دیا تھا۔ اب وہ سمجھ گئے تھے۔ یہ نہیں یہ تو کونا نہیں جانتا تھا لیکن اس وقت جس طرح وہ قاری
 صاحب کے سامنے بیٹھے تھے اس سے لگ رہا تھا کہ سمجھ رہے ہیں

چلو بیٹا۔ دونوں اٹھوا اور گئے طوائف دوسرے سے ملائی۔ تم دونوں بھلا ہو آئیں میں اور
 بھلا کرتے ہیں لیکن پھر سچ بھی کہتے ہیں کہ قاری صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ اور
 ایک دوسرے سے گھٹے روہ دونوں آپ بے فکر آگئے

یہ دونوں کی زبان پر اس قاری صاحب نے قسم کرو دی تھی لیکن اس زبان کا ایک ٹکڑا
 رحمت اللہ ہو یہ ہوا تھا کہ اب مجھے کسے دہرا پچے اس سے ڈرنے لگے تھے۔ اب ہر بچہ چاہے لگا تھا کہ

رحمت اللہ سے اس کی وقتی موجہ سے تاک کوئی اس سے مراد طاقتور ہونے کا ایک سب سے بڑا نمونہ
 بنی ہوتا ہے کہ لوگ آپ سے دبتے ہیں سر شخص آپ سے دوستی کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے دشمن بھی
 اپنے دوست ہو جاتے ہیں یہی حال رحمت اللہ کے ساتھ بھی تھا اس کے دوستوں کی تعداد بڑھ گئی تھی
 جس میں سے چھوٹا س کی بی بی کے تھے لیکن چھ یہ بھی تھے جو بڑے تھے میں بڑے بھی انہوں نے
 رحمت سے وقتی کوئی اس وہ بدشاہ یہ تھی کہ اس نے بے چارہ مالی پر رشید کی پہلا لگانا تھی
 درود اس وقت سے بے خود بھی نہیں جاتا تھا کہ وہ خود سے بڑے لڑکے کو نکال دیتا ہے اور وہی رحمت
 یہ کہ سنا گیا تھا چھ سے نہیں کہ نتیجہ سے بغیر اس نے پتھر سے رشید لگی سے سنا ہی تھا نہ یہ تھا در پتھر
 سیدھا جانے اس سے ہم پر لگا تھا کہ یہ رشید کی خوش قسمتی تھی کہ اس سے سنا نہ سنے کے اوپر ہی جسے کافی یہ
 در پتھر جانے کے اس نے کچھ بھی چھوڑ سکتا تھا کہ اس کے بہت سے دوستوں میں گئے تھے سنے، تھا
 گھوم پھر سے مر آتا تھا درود لوگ شہر دھڑ دھڑ رہتے تھے اس کا سنا تھا چھ تھا یہ
 تو اس زمانہ میں سب کو امداد ہو گئی تھا کہ اب تو کچھ نہیں رہتا نہ دی کے چھوٹے چھوٹے مقابلے
 کرتے رہتے تھے سب چاہتے تھے کہ وہ جیت پاتے ہیں جیتے تھے طور پر اس بھی مقابلے میں وہ
 شریک ہوتا کوئی وجہ تھی نہ پاتا اس کا نام وہ صورتوں میں چھوٹا تھا کہ ایک تو یہ کہ وہ باغ و تھا
 درود تھا کہ وہ پتھر میں ٹک رہتا تھا نہ پاتا درود یہ کہ وہ اس کا دل مقبول کرنے کو نہ چاہتا درود اس
 وجہ سنا نہ سنی نہ تھا وہ لوگ اس بہت شرمش کرتے تھے چلتی گاڑیوں کے ٹیٹے کا سنا سے گا نہ
 سے رجوع ہار تے تھے کبھی لگ جاتا تھا اور کبھی نہیں ایک درود پھر سے بھی گئے تھے اس شرمش کے
 اور اس لیے اس کا حل انہوں نے یہ لگانا کہ درخت پر چڑھ کر خود بوتوں میں چھپ جاتے تاک کہ سنا نہ
 سے یہ درود سنا رحمت اللہ ہی جانتا تھا کہ اس لیے کہ سب کو پیش تھا کہ اس کا سنا بہت کم پڑتا ہے
 درود وہ لوگ خوب ہستے تھے یہ پتھر چار درود سے گاڑی کے ٹیٹے سے ٹکراتا ہی گاڑی کا شیشہ تو
 کبھی ٹوٹا نہیں لیکن چھوٹا ہوتا درود ٹیٹے میں پڑی جاتی تھی درود گاڑی کا ایک سرنگی کی
 عادت میں گاڑی سے نکل کر ادھر ادھر دیکھ رہا ہوتا تو وہ لوگ تھوڑی دور سنی رحمت کے بتوں میں چھپے
 ہوئے یا کسی پورے پیچھے سر ہی سر میں ہتے وہ جیسے ہی وہ شخص چلا جاتا تو رحمت سے آ جاتے یا
 دیو بن اوتے سے نکل آتے درجی تھی کے خوب ہستے در یک اور سے بو خوب تھا، شیاں بھی دبتے
 یہ جیسے بول بہت بڑا کا سنا سر سے نہ پاتا

ہاں بچے سنا یہ طاقتوروں سے تعلق رکھتے تھے یہ اس دپ کے بچے تھے جو بہت مشکل
 سے وہ وقت کا صاف پیسہ پھر کہہ پاتے تھے اس کی تربیت اس کو فکرمندی اور جواں اتنی غایت دروداں

تھوڑی دیر بعد اس نے سواری کو اپنی منزل پر تارو یا اور فور ٹیکسی موٹر سائیکل کے گھر کے دروازے پر ڈال دی۔ آٹن وہ سڑک پر ٹیکسی چلا کر نہیں چاہتا تھا۔ گھر کے راستے میں ایک ٹیکسی پر رک کر اس نے آٹن صبح سے جتنے پیسے کمائے تھے سب اس کی سہ ماہی خرید دیے۔ اس کے برائے کامیابی کا معمول تھا جس دن فیصلہ کار ہوتا وہ ٹیکسی کرتا تھا۔ یہی جیب خالی کے ہی وہ گھر جاتا تھا۔

وہ گھر پہنچا تو سب اس کے منتظر تھے۔ فیصلہ نے جیسے ہی گلی میں ٹیکسی کے سڑنے کی آواز سنی فور سے پہلے بھاگ کر گھر سے باہر نکلا۔ آٹن وہاں آتا ہوا پہلے باپ کی طرف آیا۔ حساب جاتا تھا اس کی اس سال کو سب اس کے پیچھے سے پہلے ہی ٹیکسی روک کر نکلا۔ آٹن وہاں آتا ہوا دھڑلے سے پہلے باپ کے کتے میں تھک گیا۔ وہ جانتا تھا کہ باپ کے مضبوط دلوں سے روتے نہیں دیکھے۔ اور یہی اس کا حساب ہے۔ اس نے اپنے گھر کے لگا رکھنے یا اور ٹیکسی وہی گلی کے پورے چھوڑ گھر کی طرف روٹ گیا۔

ٹیکسی بوڑھے بعد میں گھر لے آئی جانا لیکن خوشی کے یہ لمحے اس کی زندگی میں بہت کم ہوتے تھے۔ اس لیے وہ ٹیکسی کی فکر میں رہتا تھا۔

دوستوں میں حق، ہم حقوق العباد پر دست، بچے جس میں سب سے پہلے ادا دیتے ہیں والدین کے بعد بہن بھائی و بھائی رشتہ دار آتے ہیں۔ والدین کے حقوق پر نظر ڈالیں جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد قرار دیا ہے۔ مطلب یہ کہ سب سے پہلے باپ کے حقوق پورے کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد والدین کے، اللہ کے حقوق پر ہم سے ایک دوسرے پہلے ہیں۔ مومنوں میں والدین کے حقوق کے بعد والدین کے بعد مطلب یہ کہ باپ اور باپ دونوں ہیں۔ اگرچہ حدیث کی روش میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماں کے حقوق باپ کے حقوق سے تیس گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باپ کے حقوق کم ہوتے ہیں۔ آیت سے مدد لیں گائیں کہ اللہ نے یہی خوشی کو باپ کی خوشی اور اپنی، راضی کو باپ کی راضی کے ساتھ ملایا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت بار والدین کے حقوق کا ذکر کیا ہے جس میں سے ایک کا ترجمہ یہ ہے:

ماں باپ کے ساتھ حساب کرنا۔ سب کی موجودگی میں سب میں سے کوئی ایک یا دونوں یہاں پہلے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اب ٹھیک نہ کرنا۔ ورنہ جری سے ان کے آگے نہیں رہنا اور دانا کرنا۔

میر سرباب الہ پوریہ بھی رقم جیسا نمونہ نے چھپیں میں میر پور میں

نمبر ۳۲۳

والدین پیدا کرتے ہیں۔ آپ سب میں اکثر خود بھی شادی شدہ ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ

بچے کے بڑھنے کے پیچھے ماں باپ کی محنت کا خزانہ ہوتی ہے تو گرا آپ نے اس مرحلے سے غور کیا ہے کہ اگر بچے کو بڑھانے کے لیے کچھ کرنا ہو تو وہ ان پر احسان کرنا ہے۔ بڑھانے کے لیے اس سے کہہ دیجئے کہ بچہ بھی اس کے حسابات کا مدبر نہیں ہوتا۔ اس کے لیے بہت کچھ بھی کرنا پڑے گا۔ اس کے لیے حساب کا بندہ کیسے تیار ہو گا جو اس نے پورا تو مہینے اپنی کوکھ میں رکھ کر کیا

قاری صاحب نے بہت سارے بچے جانتے ہیں اس وقت سے تھیں یہ دیکھ

فضل اللہ امیر اور مہاراجا اس محلے میں پورے میں مال کا ساتھ ہے اور ہم بہت جیسے بڑی ہیں اس لیے میں نے رحمت کو چھوڑ دیا ہے اور تمہیں بتا دے آئیں اور میں نے اسے بھی خرچ دیکھ دیا اور پکڑ بھی لیا لیکن تمہاری مہارت کا خیال آگیا۔ یہ تم ہی اس موقع پر رکھو

یہ محلے کا چار دیواری جو آن فضل اللہ کے خیر رحمت اللہ کی شہادت ہے۔ اسے آگیا چار دیواری کے دو چار لوگوں میں سے تھا جس کے بچے گھر سے ان کے فرزند کے تھے اور کچھ کیوں میں بیٹے بھی لگے تھے اور جو بچی میں بھی اس پر انھوں نے کچھ پودے لگائے تھے چار دیواری کے دو بیٹے اور ایک چھوٹی سی بیٹی تھی اور وہ پورے میں محلے میں رہ رہا تھا جب اس کے ماں باپ رمدہ تھے اور وہ بیٹا دن شدت میں تھا تو وہاں اس سال کا بچہ پورا مرنے لگا۔ اس کا چھوٹا سا کاروبار کرتا تھا۔ امیر کیسے تھیں اس محلے کے چند ایک بچے گھر میں رکھا تھا بھی بیٹا تھا اور صبح میں وہاں پر جاتا اور دونوں بیٹے لکھ لکھ کر میں نے اس کی بڑی سہارا اس کی گود میں دیا وہ بیٹی رہتی

آن کل چار دیواری کے گھر میں لگے ہوئے امروہ کے دو درختوں پر امروہ پک گئے تھے رحمت وہاں کے دوست گیارہ بجے تک پہنچ چکا تھا۔ فارغ ہوتا ہے تو جاوید کے گھر میں رہا جیتے ہیں ان کے پاس ہوتا ہے اور ان کے پاس کھڑے ہو رحمت امروہ کا نشانہ بنا دیتا ہے پھر مارتا تو مردانہ کر پائے چار دیواری کے گوشے میں جا کر اس کے دوست سے نظر بچا رہا تھا۔ یہ سب کو پتا نہ چلتا کیونکہ ایک تو وہاں کا مومن میں سے وہ فہمی بھی کبھی اور جی نانا میں بیٹھی تو بھی نہ میں بھی کہتا ہی ہوتی۔ اور وہ یہ کہ گھر بڑا تھا اور رحمت کے ایک کونے میں تھے سو وہاں پر تو بھی جیتے رہا بھی جیتے اور وہ بڑے رہتی

آن تھا رحمت اللہ کی بد قسمتی کا یہ تھا کہ چار دیواری گھر پر تھا یہ خدا سے کئی دن سے بخار تھا ۱۰

لوگ تو حسب معمول گیار بجے اپنا سچا شتم کر کے ص نے گھر کے باہر آ گئے جاوید صحن میں بیٹھا تھا
 یہیں وہ لوگ اس کی موجودگی سے متعلق ہے۔ تھے رخصت کے ہاتھ میں بیٹھا تھا اور وہ دھ دھ کھوم
 پھر کر کبھی ایک اور کبھی دوسری آنکھ بند کر کے در مختلف رویوں سے مشاہدہ بنا رہا تھا کہ چائیک سے ٹپکا
 ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال گیا بھی وہ ہاتھ مارنے کے لیے تیار نہیں تھا وروہ پیسہ روپے سے کھڑا تھا
 کہ پتھر میڈیا چا پر جاوید کی چارپائی کے قریب ٹر گیا جاوید قسمت اچھی تھی کہ اسے لگا نہیں اور ایک
 آدھ پھوڑا تو وہ درمیٹا جاوید بہت ڈر گیا یوں کہ پتھر سے لگ جاتا اس کے پاس ہی کھڑی پر لگا
 جاتا تو وہ اس کا نقصان ہوا درمیٹا وہ دھڑک رہا تھا وہ منہ زور جانے لگا کہ باہر کھلے کہ پتھر یہاں سے آو
 یوں اس کے آگے کی سمت ہٹا رہی تھی کہ وہ دروازے کے ساتھ مختصر دور کے پار سے آو ہے

دوسری طرف حسب اللہ و روایت اس مارے معاملے سے ہے امر وہی کوتاہ ہے تھے
 و رخصت سے ایک دوسرے پھر جو وہ لوگ دسٹے سے جمع کر سکے تھے جیب سے نکال کر مشاہدہ کیا
 تھا اس دوسرے امر کے متعلق نیچے کوڑا تھا ورنہ لفظ آہا کی طرف بدلتا تھا اس کے دونوں
 دست دوسری طرف تیار کھڑے تھے کہ وہ جیسے ہی امر و گرانے کا ان میں سے ایک چپکے سے گھر میں
 کھسکا امر وہ ٹھلا لے گا بھی اس نے نام نہاد ہادی تھا کہ پیچھے سے جاوید نے آو ردی

سمجھتے اور سمجھتے

و اس نے پیچھے دیکھا تو جاوید اسی کی طرف آو ہوا اس نے آو دیکھا مینا و ایک حرف کو دوڑ لگا
 دی اس کے دونوں دست پہلے ہی گلی کے اندر رہ گئے پچھلے تھے ہاتھ قدم آگے پا کر اس نے پیچھے مڑا
 دیکھا تو جاوید سے اپنی طرف متاثر آو پھر تو اس نے پیسے سے ہاتھ دھو لگا لگا کہ جاوید تو
 کیا کوما بھی سے نہیں پھر نکلتا تھا لیکن پرستی یہی کہ جاوید سے کچھ چٹا تھا ورنہ دیکھا نہیں تھا بلکہ
 پیچھا بھی کرتا تھا و پھر نام کو فضل اللہ کے گھر آو نے پر شکایت سے اس کے پاس پہنچ گیا

رے نہیں جاوید یہاں میں سے سمجھ لوٹکا سمجھ جائے گا ورنہ سمجھ تو میں جتنی بھی مر
 لوٹکا آپ ہے فکر موج میں آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا بس بس مار معاف کر دیں مجھ
 سے فضل اللہ نے التجا بھی میں جا

معاف کرنے کی بات نہیں ہے فضل بھائی میں آپ سے کبھی ہٹتا ہوں نہ ہوتا تو آپ
 کے بچہ پھر سے بچے ہیں امر و اپنے آو تا تو معاف بھی نہ رہا نہیں پتھر پھٹانے سے تو کوئی یہ نقصان بھی مر
 نکلتا ہے یا جیسے آو مجھے لگ جاتا ہے لگ جاتا تو ورنہ میں بس کی دس گھر میں بیٹا بھی
 نہیں دوس جاوید جیسے میں تھا

و تماموں کا وہ چہرہ تھا کہ بہت صاف تھا اور آپ کو قیاس و تاہوں کہ میں اسے فایزہ کو لکھا تھا ۲۰
میں کرے گا یہی چیز ہے افضل بہت شرمندہ تھا

چلیں صبر ہے پھر میں چلتا ہوں بعد حافظ

تو حافظ جا رہا تھا

و پھر وہ چہرہ نہ گیا لیکن سنا کہ مسجد کے آگے کے جد فہم نے رحمت کہنے کی بد

رحمت دھڑا

جی اب اسے وہاں کے پاس چہرہ

تھیں مرد بہت پسند ہیں کیا ۱۵۵۵۵۵۵۵ میں نے کھورتے ہوئے پوچھا

و اس کا نام اس کے لیے چھوٹا تھا لیکن کے بڑے روپ جسے میں وہ حافظ چاہتا تھا

لیکن سبب بتا رہا

اس مرد کو نہیں تو

یو پھر وہ وہی کے گھر میں میں پھر میں پوچھتے ہوا مرد کیسے ؟ مرد پسند ہیں وہ ۱۵۵۵

و میں نے تو کسی کے گھر میں پھر میں پوچھا اس آٹھ سالہ بچے کی دروغ گوئی رات میں عروت پر

تھی افضل نے حافظ کو بتا دیا کہ وہ لکھا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے

حافظ نے مجھے بتایا ہے آج کرتے اس کے گھر میں پھر پھینک دیا اس نے تمہیں لکھا کے

ماچھا کچھ یہ ہے

و وہ چچا منزل جھٹ بول رہے ہیں و میں نے مجھ سے اب بھی یہی بات ہے

و حافظ تھا

و میں نے دیکھا اس کے گاہ پر پٹانٹاں چھوڑ کر اب اسے بیستیس سال بڑے شخص کو

صاف بہا افضل کو غصہ کیا اس نے تو جس کشش کی تھی کہ بے بیٹوں کو اس سے وہ بونی مارے

بچہ اب بھی تھے لیکن آج کیا اسے اب نے بیٹا دل میں ہے وہ بھی تھی تو غصہ آگیا

و یہ بھی بتا رہا تھا کہ اب اسے آیا تمہارا پس ؟ کر کے راتوں میں پوچھا گیا

اب میرے پاس نہیں ہے وہ اس نے کہہ دیا تھا

میں کہتا ہوں سچ سچ بتا دیا کہ اب اسے یہ وہ بہت مار لگا رہے ہیں و تمہارا ساتھ رکھتا تھا

یہ بھی بتا کہ اب اسے افضل نے اس کا کال کر دیا

آپ بھی اب اس کا پاس چھوڑ دیا بہت دور دور ہے

ایک فنکی جواب آیا

دیر بعد وہ جاں نیا تھا کہ سنا سنا مذاق ہی ہے اور یہ صدا حیرت سے حد کی طرف سے عزارت ہا مل
تھی لیکن ابھی تک وہاں اس کے رست ہی جائے تھے

محبوبہ اللہ تم نے کیا سوچا ہے ۲۲۲

کس بار سے ہیں ۲۲۳

سان میں نے بتایا تھا تمہیں۔ ایک پیشکش دیکھی میری خیالی تھا کہ تمہیں وہ ہوگی لیکن شاید
پھول کے ہو تو دوبارہ یہ یہ ہے ہیں کہ

مجھے سب یاد ہے وہ بارہ ہمارے کی صورت نکلیں سے سوہرت کرو۔

تو پھر کیا سوچا تم نے ۲۲۴ وہ آگنی بھی ہے اسی بچے میں ہوں رہے تھے جس سے وہ دلوں کو رم
کرتے رہتے تھے

میں تیار ہوں لیکن میں آپ پر بات نہیں ملتا آپ ہو کہ بھی ملتے ہیں میرے ساتھ

کئی دلوں میں وہ کافی دھڑکے گیو تھا

تو نہیں جیسے آنے کا تمہیں ۲۲۵

یہ تو میں خود بھی نہیں جانتا میں اتنا دور جاتا ہوں کہ بٹن آپ پر کسی بھی طرح کوئی اعتبار نہیں
کر ملتا آپ مجھے یکسو رہ رہی ہو کہ ملتے ہیں وہ غصے میں تھا

کیا دھم کہ ۲۲۶

آپ مجھے دہر ہے ہیں کہ آپ مجھے آواز مرد چکے نہیں آپ نے یہ نہیں کہا تو ۲۲۷ جیسے بھی مجھے

قید کر دیا ہے تب بھی کر سکتے ہیں اور یہ میں کوئی ہوتا ہوں آپ کو وہ سن پابندی پر مجبور کر سکتے ہیں

تو اس طرح کا نہیں چاہتے ہاں ۲۲۸ تمہیں اس طرح نہیں دہرا جا ہے ۲۲۹

میرے بہت مشکل ہے آپ پر نہیں ملتا

کر آں پر حلف اٹھالیا جا ہے کہ تمہیں اس مشق کے بعد آواز دکر دیا جائے گا تو مان جاو گے

۵۲۵

اس نے حضور نہیں دیکھا لیکن ہندو لائیں۔ اس وقت ان میں نہیں تھی سے

دیکھو بچے میرے لیے یہ بھی مشکل نہیں تھا کہ تمہاری بددست کے ساتھ ہی تمہیں مرد داؤغا اور

میں اس کتاب پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہوں کہ ختم میری مرضی ہے چاہے تو میں تمہارے کسی بھی سب کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا اور جب تم مجھے ساقیوں سمیت یہ کام کے آجوا گئے تو کچھ دن تمہیں رہ رہ کر دیکھنے کے بعد رات کو روٹکا ملے بعد تم آکر آجوا گئے چاہے جہاں بھی جاؤ لیکن تمہیں میرے ساتھ یہ وعدہ سنا پڑا گا کہ تم ساری زندگی جہاں کے رہو پے سینے میں دے رکھو گے اور کبھی ہوسے سے بھی دوڑو، وہاں نہیں رو گئے اور آپ پر ہاتھ رکھ کر ہوئے

وہ چند ٹاپے رکے اور مجھے دوا دے رہا تھا کہ قریب قریب ٹیڈر کھا آئے
 آپ بھی تمہیں نہیں نہیں ہے مجاہد تو میں مل دینا نہیں دے رہا میں عدسہ دینا سے بعد تو تمہیں نہیں
 بچا چاہئے کہ تے لوگوں میں موجود کی میں ہے گئے وعدے سے میں نہیں سلوٹا گا، وہ مسکراتے ہوئے
 بولتے رہے اور اس کے اندر ایک دوا چھتا رہا

نصیب سے میں تیار ہوں مشکلاں تاکہ وہ جھڑی سے وہاں سے نکال دیا

حمر اہم نے ہم سے تم کئی مختلف جگہوں پر حصے کیے ہو گئے؟؟؟؟

اس رات کھانے سے عارف ہو کر وہ سونے سے بیدار ہوئے تھے کہ مجاہد نے چاکل سے سوال کیا

یا مطلب؟؟؟؟ وہ انکی طرف مڑا

میں نے کوئی مشکلاں دیت نہیں پوچھی اور یہی جی جو تمہیں معلوم نہ ہو میں نے مسکراتے ہوئے

منظر کیا

حمر انکی طرف دیکھا رہا

حمر انکی عادت تھی کہ مولا نا صاحب کے حکم پر کوئی بھی مشن کرنے کے بعد واپس آکر وہ ایک کاپی میں امریکا، مل لکھتا تھا سارا دوست اس پر جنتے ختمے لیکن وہ جنتے ہوئے جو سب دیکھتا تھا کہ آقا قیامت میں اس کے گناہ دیکھ رہے ہوں گے اور فرشتے کچھ بھول گئے تو وہ یہ کاپی تو پیش کرے گا جس میں مل دین کی نہ بندی نہ کاوشیں محفوظ تھیں۔ اور اسی عادت کی وجہ سے مجاہد اس پر طنز کر رہا تھا
 مل نہ سو گئے ہیں

ہم تمہیں یاد ہے حمر جب ایک بار ہم نے ایک بار میں جنتے کو کوئی برائی نہیں ہم نے یہ رنگ نہیں دیکھا تھا کہ وہاں محصور ہے بھی تھے اور خوش بھی تھیں لیکن پھر بھی ہم نے کوئی برائی نہیں
 اور ہمیں قسم مولا نا صاحب سے دیا تھا وہ چھتیاں طرف دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ بولتا رہا

تو خوش تھیں کہ وہاں بار بار میں آئے کی سبب دوست ہے؟؟؟؟ جب اللہ اور رسول ﷺ نے

خواتین کو ریلوں میں کھڑے سے بیٹھنے کی اجازت تھی۔ وہاں گھوڑے اور وہ بھی مارنے کی
 سزا تھی۔ یہ سزا دینے والے اور مسافر صاحب نے مسئلہ ٹھیک کر وریم نے بھی کہ جہاں تھی بے حیابا
 جیسی ہوگی وہاں کسی طریقے سے تو انہیں روکا جائے گا۔

خزانا یہاں آگے بھی نہیں ہے۔ دیر چلائے کہ ہمیں کسی کو جان سے مارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بے
 شک وہ جتنا بھی گناہگار ہو۔

یہاں نہیں ہے مجاہد۔ براہِ کرہ کئے نیسے کسی کو تو قہراً لٹا دیتا ہے۔ وہ جہاد میں تھا
 تو پہلی دفعہ کے کا ایک ہی حل ہے کہ وہ جانیں بے میں ۵۵۵ کوئی دراصل بھی تو ہو سکتا تھا
 تمہیں لگتا ہے مجاہد کہ ہم کر وہاں جا رہا تھا جو تمہیں کو سنتے کہ کتنی جی آپ نے بہت غصہ کیا ہے کہ
 آپ وراثر آج ہیں۔ وہ بھی اس صی میں کہ شخص میں آپ دعوت نکال رہی رہی ہیں۔ اس ہے آپ
 اللہ سے تو ہر ریلوں و ریل غارت کا خیال رہتے ہوئے ہے گھروں چار دیواری میں رہا رہیں جو وہاں
 جاتیں ۱۹۹۹ یہ آگے بھی نہیں ہوتا تھا مجاہد وٹ ہوتا ہے سو پھر ہر پاس ایک ہی رہتا ہے کہ ہم نہیں
 ڈر رہیں۔

نئے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ لوگ ہیں بے شک وہ پھر بھی کے مسئلہ میں چلیں گے۔ کسی نے
 سے سالوں کے حقوق سمجھنے نے ان کو خوش نہیں

دو تو ہر چھپے دن میں ہم نے الدین کے حقوق پر بحث نہ تھی۔ اب ہم بات کریں گے
 دینی حقوق کے بارے میں۔ اب آپ یہی فرماریں ہیں کہ آپ میری بات سے اتفاق کریں۔ میں میں سمجھتا
 ہوں کہ اس میں ہر سب سے بڑا حق انسانیت کا ہے۔ کھنکھ ۱۹۹۹

مطلب یہ ہے کہ کسی شال کو کوئی تکلیف ہے یا سے کسی چیز کی مراد سے تو مراد سے
 قطع انکار کیا وہ مسلمان سے یہ نہیں ہمیں فوراً اس کی مدد کرنی چاہیے بھی ہمارے پس میں ہو۔ اب
 دیکھیں ہمارے کسی گاڑی میں ہاتھ مسسور و ریفریکر، تھوٹھے منڈی کی طرف جا رہے ہیں اور رہتے
 میں کوئی شے پٹش آ یا گاڑی نہ تھی۔ اب ان لوگوں کو ہمارے مدد کی ضرورت ہے تو کیا ہم ان میں سے جو
 مسلمان سے ان کی مدد کر دیں گے، ورنہ نہیں ان کو بے ہی چھوڑ دیں گے ۱۹۹۹ قطع نہیں کیا پھر اس بات کو
 اس طرح پتے ہیں کہ ہمیں پہلی شخص رنجی یا پار ۱۲ میں پڑے وہ سے آپ کی مدد کی قدر
 مراد سے اور آپ کا نئے ہوں کہ وہ آپ کا کھلے دار ہے لیکن وہ مسلمان نہیں ہے تو کیا آپ کا سے ہی
 کا میں چھوڑا گئے پڑھا پڑھا چاہیے اب اس ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے ۱۹۹۹ یہ تو کوئی بھی نہیں کر

[illegible]

نکندہ ہونے نہیں ہے۔ یہ پیغام خدا کا ہے۔ یہ پیغام رب بھی تھا جب اسلام میں آیا تھا۔
 مگر آپ یہ بتائیں کہ چھ مسلمان ہونے کے بعد پانچ اہل بیت و زکائی سے یہ پیغام
 نہیں پہنچا، ہے کہ روزہ رکھا، حج اسلام کے پیروی ارکان ہیں لیکن یہ بھی اسلام نہیں ہے
 اسلام تو وہ فہم نہیں جسے جملہ رکوع کی تر نے کا طریقہ ہے ایک دوسرے سے اب ہم اس سے ملتی
 و جمعی ہوتے ہیں یہ ہم پر منحصر ہے۔ اگر کسی نے ہمیں یہ بتایا کہ میں نے جملہ رکوع کی تر نے کا
 طریقہ سمجھا۔ لیکن میرا دھیان ہے کہ ہم نے اسلام کو فہم نہیں سمجھا ہے۔ یعنی یہ عبادت کا ایک
 مجموعہ ہے جس میں ہم نے اس کو تو اسلام نے غفلت کے بعد رکھا ہے جیسے کہ رکوع چھوڑ دیا۔ بعد
 میں تھا پڑھ لو لیکھ۔ کسی کا شہدہ ورت سے وہاں سے پوری روئے چاہیے کہ اگر کسی نے غفلت کے لیکن
 کسی نے نہیں رکھی تو اس کے اوپر صبر و قنوت نہیں لگا سکتے۔ بلکہ کسی کو بھی کھڑے نہیں کر سکتے۔ جو ان
 کل نے بولیں وہاں۔ تے ہیں مسخند سے ہم خود کنا بگاڑ میں ہم یا سمجھ نہیں کہ ان وہم یہی
 ورت میں ورتی نہ رہے اور نہ۔ یہ سمجھنے میں وجہ ہے کہ سمجھ رہے ہیں اللہ کے ایک اس کا
 کیا مقام ہے۔ کیوں کہ اللہ کے فضل میں صرف فیروز سے کام نہیں چلتا۔ اللہ سے اختیار ہے اس
 رکھنے کے کہ اس کا بندہ گناہ ہے اور پھر نام ہو معافی، غفر تو وہ فور سے عاف کرے لیکن کسی
 انسان کا حق مارنے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کے بعد اللہ بھی اس کو معاف نہیں کرنا جب تک وہ شخص
 آپ کو معاف نہ کرے۔ جس نے نقصان عطا ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ نے اسلام کو فہم نہ دیا۔ اس کا
 ایک مجموعہ ہے۔ اس میں بھی ایک رسالہ دی ہے اور اس کے ساتھ ایک سورہ بھی بھیجا
 ہے ﷺ کی صورت میں اس بات کا بار تھا کہ خدا میں آئے وہ مسلمان میں گئے کہ ان تعلیمات
 پر عمل کرنا مشکل ہے۔ سو ایک انسان کو بھیجا ہے۔ دشا کو معاف کرنا ممکن ہے تو خدا رکھ دے کہ نبیوں نے
 ان کو معاف نہیں ہے۔ ہے چچو کے ناموں کو معاف کیا۔ خود یہ حمد کرنے والوں کو معاف کیا۔ ان کو بھی
 معاف کیا۔ جو کفر کا پیر بن چکے تھے۔ ان کو بھی معاف کیا۔ ان نے جسے پتھر برہا ہے کہ جوتے ہوتے
 سے پھر گئے۔ بھوکے ہوا اور ما نہیں ہے تو کسی شخص کو دیا۔ جس کو جوتی بھوک لگا کہ پیر پر ہتھ
 دے جسے پیر لیکھ وہاں نہیں یا جو اللہ کو بند نہیں تھا۔ میرے ہاتھ میں نہیں کو یا۔ جس کے پاس مال
 قیمت آتا ہے تو اب تک ہن جگہ سے نہیں اٹھتا جب تک ہے ہاتھ چھوڑنے سے۔ عیب ہوتا اس دن
 صحت کا خیال نہ رکھتا۔ وہ یہ کہتے تھے۔ اگر یہ ہوتا۔ تو اللہ کے محبوب بھی تو بن رہے تھے کیا
 تمہوں نے ہماری طرح اللہ سے شکایتوں کے ہاتھ لگا دیے تھے؟ یہ بالکل نہیں بلکہ وہ ہر حال میں اللہ کی
 رضا میں راضی رہے۔ اور اپنی زندگی کا قدم قدمہ اللہ ہی سے اٹھایا۔ اب اس سے دو باتیں ختم ہو گئی

تو دوستوں! اس کے دل کو ہی جُھڑھ کر دیتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ آج گھر جا کر ہم سب غور کریں گے کہ مرنے یعنی رملگی میں اسلام کی جُھڑھ جہاں رکھی ہے کیا سلام ہماری رملگی میں عبادات سے لڑا رہا تھی کچھ ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیس ہیں۔ یہی کوئی بھیجوری ہے جو ہمیں دولتِ عبادت پہنچنے نہیں دے رہی۔

قاری صاحب مفضل پر غمازت رکھے دھوڑنے چلے گئے پھر ذال کی اور اس کے بعد سب نے ایک ساتھ بیٹھا۔ چنے پنے غمزدگی کی راہ لی۔

مفضل غمزد اور صحت آج کے دن میں بھی موجود تھے۔ وہ بھی تمام کا دھندلا پھیلنے کے بعد گھر واپس آئے۔ اور صحت رہے۔ دیکھ قاری صاحب کی تلوں پر غمزدگیاں۔ ذال کی باتیں سوچتا ہوا ہند کی وادی میں چلا گیا۔

تم مجھے بہت غم رہا، مجھ پر بدانتظامیہ سے میں نے تمہیں تھکا دیا ہے۔ اور مجھے مجھ سے بھی
 گھبرایا کہ میں تمہیں بھی لوں کہ تم غلط جہاد و غلط سوچ رہے ہو لیکن میری دل نہیں یا کہ میں تم سے یہ کہہ
 کر تمہیں دھوکہ دینے کی کوشش کروں کہ مولانا صاحب دین کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں اور تم ان
 سے بدانتظامیہ کے غلط ارادے نہ کرنا کی تم میرے جیسے وہ بدانتظامیہ سے جتنے مجبور و بدانتظامیہ سے
 جیسے وہ بدانتظامیہ آپ جیسے ہی غلطی کرنے جا رہا ہو، ہمیشہ الگ رہنا ہے کہ اس طرح میں نے
 سے بچایا ہے تم فیصلہ بہت سوچ کر نہ کرنا کیونکہ تمہارے لیے ہوئے ایسے سے تم سے جڑے گی اور
 بدانتظامیہ کے استحکام کا فیصلہ نہ کرنا کی بھی بھی ایک کے بعد دوسری غلطی کرنے سے بہت نہیں جاتی
 چنانچہ دریک بہت بڑی غلطی تم نے پکارتی ہو جس سے ہمہ گلا قدم احتیاط سے اٹھانا نہیں بیاد ہو کہ گلا

فیصد بھی غلطی نہ ہو رہے پیچھے باقی کا وہ رہا نہ ٹھوٹا لے کچھ رہے بھائی میری دہائی ۱۳۳۹
میں رہا تھا

جی اور بہت سے چارٹنگ

ٹھیک ہے تم کا جواب اللہ سے دعا ہے کہ تمہارا

وہ رہا ہے قدر تھا تا وہاں سے کل آ

کتنی مشکل ہوئی ہے سی انسان پیسے میں ات کوئی کرنا کہ جس انسانوں سے وہ بے انتہا محبت
درنگی سے خدمت و محرم کا تھا اسی نظر میں وہ ایک ہی چیز سے بڑھ رہا تھا جس کو چاہے
مقام صد کیسے مستحالی کیا جائے اس سے زیادہ تکلیف وہ زندگی میں کیا ہوگا کہ چاہا نہ ہو کہ اس
روشنی کی لکیر کے پیچھے وہ زندگی بھر اندھیروں میں بیٹھا رہا ہو وہ اس کی گھسیٹ کا محسوس نہیں
کرتا وہاں وجود ہی نہیں تھا اور اس سے بڑھ کر تکلیف وہ تو یہ کہ جب وہ آنکھوں کا محسوس نہ ہو
میرے اندر کے کا پیش نہ ہو

لیکن یہ سب اس وقت صرف وہ ہی جانتا تھا کسی کو نہیں بنا سکتا تھا وہ اپنے دوستوں کو بھی
نہیں دیکھو اپنی زندگی میں دوبارہ بھی نہ آ سکتے تھے
رہتے چلتے ہوئے اسی کے جکڑ ایک بار پھر سڑکوں میں چلے گئے

ہو میں جب حفظ کر لیا تو اس کے بعد کیا کر دینا

اس کے بعد تم قاری صاحب سے ترجمہ پڑھتے رہنا اور علم پڑھتے رہنا

لیکن اب قاری صاحب کے پاس تو صحیح سے مدد نہ ملے گی اس میں مدد نہ ہو سکتا

کون سے مدد سے ۱۳۳۹ء

لو کوئی بھی مدد سے تو بہت سارے ہوتے ہیں

لیکن بیہوش قاری صاحب سے کیوں نہیں پڑھنا چاہتے؟

ہاں میں پڑھتا رہا تو قاری صاحب سے لیکن آگے پڑھنے کے لیے مجھے مدد سے چاہنا ہوگا

۱۔ رکر رہا تھا

چھٹھ سے بیٹا حفظ ختم ہوئے میں تو بھی کائنات سے بھی نہیں فکر کر رہا تھا

تاریخہ وقت کو نہیں ہے اب میں بیسویں سیر پر پہنچ چکا ہوں اور بھی نوید کی رفتار بھی

رہا وہ بھی ہے قاری صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر میں اسی رفتار سے پڑھتا رہا تو اس سالوں میں

قرآن پاک ختم کرونگا

چلو کچھ سوچتے ہیں اس دورے میں بیٹا میں کسی مدرسے کا پڑھ کر لوں گا۔ خراجہ ہوگا تو بھر چکے
جہاں بیس دن سالی قالی وقت ہے بھی سے فکر نہ کرو
غضب ہے لیا

رحمت اللہ کی یہ سالی کا چٹا تھا۔ پانچ سال کی عمر سے حفظ شروع کرنے کے بعد آٹھ دو سو سو
سمیاد پر پہنچا تھا۔ اور آٹھ ہی قاری صاحب نے خوش ہوا تھا کہ ”وہ اسی رفتار سے پڑھتا رہا تو دو
سال سے کم عمر سے میں وہ ختم رہے گا تو عمر دایر آتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ ختم کرنے کے بعد وہ
کیا کرے گا اور یہی بات اس نے چوپا سے ہی سنی تھی

اور پھر دو سال بعد حفظ ختم کرنے کے بعد جب اس نے مدرسے جانا چاہا تو قاری صاحب نے بہت
مخالفت کی اور فضل کو بھی قائل کر دیا کہ مدرسے نہ جانے دیا جائے۔ در فضل قائل ہو بھی گئے۔ حمید
بھی اسے کسی صورت خود سے دور کرنے کیلئے تیار نہیں تھی۔ لیکن پندرہ دن بعد محمودی طرف سے آنے والی
شکایت مصل کو بہت بڑی مشغول میں پڑا اور بھی تھی

فضل اللہ میری گاڑی کا شیشہ ٹٹ گیا۔ اور یہ گاڑی میری نہیں ہے، مالک ویرتہ چنے کا تو بہت
غصہ رہے گا اور میں خود غصہ آدھی ہوں ڈا، پور میں میں مالی سے تاروان بھروسہ گا ۴۴۴۴۴۴
میں میری بات سو سمجھیں واقعی نہیں ہے کہ یہ میرے پیٹے لے لی یا ۴۴۴۴۴۴ اسے نہیں میں

آ

وہ فضل انہیں کا کیا مطلب ۴۴۴۴ میں نے خود دیا ہے، اسے بیان سے پتہ چلتے ہوئے
بہ تم مجھے بتا، فضل میں کہہ آؤں گا ۴۴

میں آپ سے معافی مانگتا ہوں، بھائی میں بہت شرمندہ ہوں
تمہارے شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا ہے فضل میرے نقصان تو پور نہیں جاتا ہے گا، ماحول تمہاری
معافی سے میں سبھریوں سے بچ جاؤں گا جو مجھے مالک سے ملیں گی تاکہ وہ کیا ہے وہ بہت مجھے میں
تھا

میں کیا کہتا ہوں محو بھائی ۴۴۴۴ پنے پیٹے سے تو میں انجی طرح پوچھ لوں گا لیکن آپ کے سپے
کیا کہتا ہوں ۴۴۴۴ وہ حد شرمندہ تھا

میرے پے تم کچھ بھی نہیں رکھتے فضل کیوں کہ اس گاڑی کا شیشہ ٹٹا تھا۔ اسے میں کا کام نہیں

ہے اور نہ ہی میرے پاس کا ہے

تو پھر یہ ہوگا محمود یا ^{عن} فضل اللہ بہت پریشان رہے حدیث مند تھے

یہ تو میں خود بھی نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔ سمجھ کے مجھے کوئی نہیں جانتے میری نوکری بھی چاکتی ہے
اس وجہ سے کہ میں گاڑی کا حیل نہیں رکھتا۔ اگر کوئی بیکریڈٹ ہو جاتا تو پھر بھی ٹھیک تھا لیکن اس
مرح

محمود بھائی میں سوائے شرمندگی اور مصافی ہاتھ کے دریا کر سکتا ہوں وہ نظریں رہیں
پہ گاہے جوتے تھے

مرشد مدد ہو کر اور مصافی ہاتھ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے فضل تمہارے بیٹے نے جو ساتھ وہ مرد یا سے
متم ہتھ نہیں رکھتے یہ کہہ کر وہ بہت غصے میں چلا گیا

اور اس لمحے فضل کا دل چاہا کہ میں بھٹ جائے ورنہ اس میں سما جانے رحمت نے سے کسی
قابل نہیں چھوڑا تھا۔ وہ میں میں نظریں گاڑے۔ دھڑکی پھر۔ پر میں پر بیٹریا۔ وہ پچھنے میں مال سے
اسی نکلے میں رہ رہا تھا۔ ورنہ اس کے مجھے وہ لوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ وہ کسی کی عزت رہا
تھا وہ بچے لے میں مجھے۔ سے بھی اس کی خوب عزت کرتے تھے اس نے بچے بیٹوں کو بھی نہیں سمایا
تھا لیکن جتنا نہیں رحمت اللہ نے دھڑکی کو تکیہ دینا اس سے لیکھا تھا حالانکہ فضل درہن جید نے
سے یہ سکھایا تھا

وہ کافی دیر دھڑکی رہیں پر میٹھا رہا۔ سے کچھ کچھ نہیں آ رہا تھا آن سے چار سال پہلے بھی ای
مجھے سے ہوا وہ کے ہاتھوں رحمت نے اس کی بے عزتی کر دیا گی ورنہ چار سال بعد ایک بچہ وہی ہے
مراتی ہوں لیکن حادیہ ہیں محمود کے ہاتھوں آن سے چار سال پہلے وہ سات سال کا تھا تو اس کی عزت کو
بچھینا جا سکتا تھا لیکن اس کی عزت کو بچھے پر غولی نہیں جا سکتا۔ چار سال پہلے بھی وہ بیٹوں کے
ساتھ پکڑ گیا تھا ورنہ چار سال بعد بھی غلیہ کے ساتھ۔ سے ننانے پر مرو تھا تو آن گاڑوں کا
شیخ علیہ السلام سے نہ پہلے فضل تقدس سے روٹھا ہی آن اور اس کے دوست آن بھی وہی تھے جو آن
سے چار سال پہلے تھے
تو

تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پچھنے چار سال سے بھی بد ہتھ رہا سے؟ تو کیا وہ دھڑکی
نہیں اب تک؟ وہ چار سال ہو رہے تھے آتا سے ورنہ جو بد ہتھ پر غلیہ جو پ رہتا ہے
تو اس نے آج بھی وہی کیا سے چار سال پہلے کیا تھا غلیہ سے نکال دیا تھا کسی کا وقت کے

ماچھو میں کافی رہی بدل یا تھا۔ سرور سے گاڑی کے شیشے بھی پھٹی تھی وہ اور وقت انہیں کو
ہمیشہ ہوتا ہے۔ چاہے وہ اچھائی میں ہو یا رات میں

وہ گھر گھر آنکھیں کھلی میں سے آتے ہیں۔ دیکھ رہے تھے وہ وہی جگہ رہیں پر مینا تھا
تو لوگوں نے توہم زد کیا تھا اس کے اندر فحش کی جگہ ٹکاروں نے لے لی تھی۔ رحمت کی خوش قسمتی یا
پھر ہشیاری کہ وہ بھی تک گھر نہیں آیا تھا۔ درختوں کے انھوں نے ان میں خوب ہنسا ہونے لگا تھا

مغرب کی آواز کو کافی دیر۔ روٹی بھی فضل حسن مغرب کی ڈیرے سے مسجد نہیں تھی۔ سے شرم
آ رہی تھی جو آگلی میں سے آتے تھے۔ سنی اور محمودی دھن کی ہوں وہ۔ رحمت کا تھکا رہ رہا
تھا عصر سے ہی وہ اس کے تھکا رہیں تھیں۔ ہ بھی شاید۔ چننا پنے اردوں سے خوب واقف تھا
ٹامی ڈن ہوئے بھی کافی دیر ہو چکی تھی لیکن ابھی تک اس کا دل چاہیں تھا۔ یہ وہاں گیا وہ نہیں تھا
وہ کبھی کبھی ہی وقت گھر آتا اور کبھی وہ نہیں پوچھتا تھا کہ ان عام دن ہیں تو ان وہ شہر سے اس کا
نظارہ رہا تھا۔ وہ آج۔ میں بڑی جوانی چاروں پاؤں پر بیٹھ جاتا اور پھر تھوڑی دیر بعد اٹھ کر بیٹھے لگتا۔ پھر
بیٹھتے پھر غمزدہ غمزدہ وراثت رکشاپ سے اچھے تھے اور پسپا کو نچتے بیٹھے نہیں نے بھی ایک
یا تھا۔ درجید تو ہلی دے۔ سے مسطرب دیکھ رہی تھی۔ اس نے فیسو کو کبھی جایزہ نہیں دیکھا تھا
دور رہ تھوڑا سا۔ تو فضل چون بویہ آج سے وہ اس کی آمد کو کچھ چکا تھا

رہتے اور رہتے دھڑا

وہ بدھا ہی ماں کے پاس دور پتی مائے میں جا رہا تھا جب وہ اس کی رک و آواز نے سے
مڑنے پر مجبور کر دیا۔ جیسے وہ بہت جلد سے نکل آئی تھی وہ کا پیسے مل کے ماچھو برآمد کی طرف
قدم اٹھانے لگا۔ جتنا تھا کہ محمود نے کو فضایت لگایا ہوگی۔ ہن عقل کے مطابق وہ کافی دیر سے آ رہا
تھا تاکہ لو کا حصہ کم ہو جائے لیکن یہ نہیں تھا وہ۔ ف حصہ جسے بلکہ جسے کی بٹھاپہ تھے اور وہ طوفان کا
دور رہ لگا سکتا تھا

جی د۔ جتنا انرا۔ دے نظریہ جھکا کر اس نے جا۔

فضل چند قدم اس کے پاس آیا۔ وہ ہتھ بولتا چاہتا تھا لیکن نہیں بولی پڑا اور پھر چانک سے
گھوم رہا۔ سے سر پر روکا ایک ایسا جھاندار کہ جس کو پتا آپ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس میں تاریک
نظر آتا سے سمجھ میں آئی تھا وہ وہ بھی مسجد بھی نہیں تھا اس سے زیادہ شہر کا ایک دروازے
دے چھو اس کے منہ پر پڑا۔ سے لگا کہ منہ کے عمارت کے دور دورے گئے۔ گئے۔ جیسے

روئے ہوئے اس کی طرف آنا۔ وہ تو ماں تھی، دیا دھر سے، ادھر جوں سے لیکن اس کے سپرے تو سا بیٹا
بے قصوری رہے گا

تم قریب مت آنا امید میں کہ وہ ہا ہوں کہ قریب مت آنا ورنہ اس کے ساتھ ہی تمہارے بھی نہیں
حشر ہو گا۔ اور اور سے چٹخا

کیا ہو گیا ہے تمہیں فصل ۲۰۲۰۲۰ یوں مار رہے ہو پٹے کو تھا ۲۰۲۰ وہ پریشانی میں تھی
دو چھوٹے بچے اس نے وہ تھی دیکھا مچان تھی کہ تا پورے۔ مٹھو لوں سے اس کی ہوگی۔ اس کے
روئے در فضل و رحیمت اور اس کے مٹھو اور ماں بھی کرے۔ بے نکل آئے تھے حمید بی جگہ
ماں سے تھی مٹھی۔ بے شہرین ہوتے سے مٹھی اس نے بے نکل آئے تھے فضل کے ساتھ
پڑتے چہ۔ مٹھو اور ماں بھی اس کی طرف بھاگے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتے۔ اس
سے پاس کھڑے رحمت کے مٹھو پر ایک وزن لگے۔ مٹھو مارا یا اور مٹھو پر بھی مارا چاہتا تھا لیکن ہاتھ وہ
میں ہی مٹھی رہ گیا جب مٹھو نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ ایک دم سے بچے کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ دونوں
جوان تھے۔ بچے کو کھڑو کر سکتے تھے۔ اور انھوں نے کیا بھی نہیں۔ رحمت کے بچے کی ایک مٹھی بھی
کالی تھی۔ وہ جلدی سے بھاگ کر اپنی ماں کے پاس چھوڑ گیا۔ جو بچے کو پٹے دیکھ رہا موش آس رہا
رہی تھی۔ اس کے پاس جا کر وہ اور بھی روئے لگ گیا

مٹھو وراثت نے فضل کو چا پوٹی پہ بٹھا دیا۔ سامان جلدی سے بھاگ کر نکلے۔ بچہ پا لیا۔ پا لیا
کر سب فضل کے اس تصور سے بحالی ہوئے تو انھوں نے مانہ اپو چھ

تم نہیں جانتے بیٹا اس نے آج مجھے کتنا شرمندہ کیا ہے۔ مجھے نظر میں رہے۔ کے قابل نہیں چھوڑ
انصاف کیا بھی تھا تو تانا کی شیں اس کو پور کرنے کے قابل تو مٹھا اس نے تو وہ انصاف کیا جو میں پور
بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے محروم ہونے کو کتنی مٹھا میں ڈا ہے۔ تم جانتے ہو ۲۰۲۰ اس کی ہاتھیں
کسی کو سمجھ نہیں آتی۔ اچھی ہی ہے ربطیات کی تھی اس نے

لیکن ماں گویا ۲۰۲۰ آپ صاف بات کریں۔ سمجھ نہیں آتی۔ سامان نے پوچھا۔

اس نے مجھے شرمندہ کر دیا۔ بچہ نکل کر رہا ہے اس نے مجھے

مٹھو یا کیا ہے اس نے ۲۰۲۰

مٹھو آئے تھے آج۔ وہ جو مٹھو کے پیچھے رہتا ہے۔ ماں نے مٹھو کی گاڑی دیا تھا۔ بچے مٹھو تو اس

نے مٹھو مارا۔ شیشہ زردی سے اس کا

لیکن آپ کہ اس نے مٹھو دیکھ کر رحمت نے بھی کیا ہے ۲۰۲۰ وہ یہ بچہ مارا۔

بانا کیا ہے؟؟ اس نے خود دیکھا ہے سچوں کو میں نے ساتھ دیکھیں کو بکڑے کے بے بھی
بھاگ لگیں یہ ہاتھ نہیں آ رہا ہے

ہاں کے پاس تو میں بھی نہیں ہے محو چپ کو کو، عذاب بھی ہوا ہے
رے وہ!! شوق کو عذاب بھی ہوا ہے؟؟ پیسے جاوید کیا تھا کہ اس کے گھر میں پتھر مارتا ہے
ورب

کیا؟؟؟؟ جاوید بچا کے گھر میں پتھر مارا؟؟؟ یہ کیا کیا؟؟
ظفر بہت تیز اس ہو رہا تھا، اب اتنا ہوشیار تھا؟؟ سوچ میں پڑ گیا اس کی حرکتوں پر
وہ فتنے پر اس نے جہلی نہیں کیا ہے؟؟ ہر دور سے دن گلی میں اس سے کسی ماسکی بچے کی
بٹائی کی جوتی ہے جھگڑا تو یہ رو رہی کرتا ہے اس نے تو ناک میں دھک رکھا ہے میرا اس کی حرکتوں
پر پردہ ڈالتے ڈالتے میں ٹھک گیا ہوں، وہ بہت سے رنج میں ہوں
یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، ۲۲۲ آپ سے تو آج تک کچھ بھی نہیں بتایا
آج تک ہمیں بتایا تو آج بتا رہا ہیں، آج میں بھی اس کی سستی نکالیں تاکہ تم لوگوں سے نیوں روکا
مجھے ۲۲۲ ایک بار پھر غصہ ہو کر آ رہا ہوں
اب پیسے کا ریزرٹ سے یا ہو جائے گا، ہم خود بچے کو میٹھی کی مرمت کے پیسے دے دیں گے، رحیم
نے تجھ سے دی

ہاں ہاں پیسے دیں گے، جیسے اس گھر میں تو کس کا لگا ہو ہے، رے رے وقوف وہ بتا رہا
تھا کہ اس گاڑی کے ایک ٹیٹ کی قیمت اس بڑے سے زیادہ ہے
کیا؟؟؟؟؟؟؟؟

ہاں رحیم محمود چچا خوب کہہ رہے ہیں اس گاڑی کا ایک شیشا تانے کا ہی ہے بلکہ اس سے بھی
میں زیادہ، ظفر ہی چونکا گاڑیوں کی درکشاپ میں کام کرنا تھا اس لیے وہ قیمت کا اندازہ کر سکتا تھا
لیکن بھائی

لیکن وہ! کچھ نہیں اچھا، نصے اس مہم سُن مسکتی ہیں، تو ٹھیک ہو جائے گا، اس کا غور و
نوا حل میں سے اس کا اس کی آواز بہت تیز تھی، جو باور دیتی ہے کہ میں بھی بولی جمید وراں کی خود
میں رہ سکے، رے روتے، رے رحمت کے کانوں میں بھی پائی

ہاں میں نے کچھ نہیں کیا، رے مجھے اتنا راز آپ دور لکھ رہی
رے میرا بچہ میں جانتی ہوں کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا، میں تیرے بار کو کسی نے پتھر مار دیا، وہ دیکھ رہا

کا تو خیر ہوئے

وہ ماں تھی کبھی اپنی اور دیکھتے ہیں کہ سکتی تھی وہ بوپ تھا، سے نہایت کا سامنے کرنا تھا، وہ ماں تھی
سب دور سے پیا تھا وہ بوپ تھا سے مرمت کا بھی خیال تھا، بوپ تھا تو صحیح غلط سمجھ رہا تھا ماں تھی
تو ہار رہی تھی اس کے سامنے غلط تھی سوائے اور دیکھے بوپ اور ماں میں اتنا فرق تو ہوتا ہی ہے

پاپا میں آپ سے ناراض نہیں ہوں

رہا وہ پیا، یہ انقلاب کیسے آگیا؟ وہ بے حد خیراں تھا

پاپا ماما کہہ رہی تھی کہ آپ دو روز پر کام کرتے ہیں اور باقی آپ میں نے آپ کو ٹھک کیا تو آپ صحیح
سے کام نہیں کر پائیں گے اور پچھلے دوسرے ملک سے لوگ آکر ہمیں مار ڈالیں گے تو ب میں آپ
سے ناراض نہیں ہوں

اس نے تھکس سے تھکا کر رکھا ہی تو اس کی بات ہوئی تھی پٹی اس سے وہ دونوں کافی دیر تک
بھٹکتے رہے، عاشر سے سمجھا ہے وہ بھٹکتی رہی

شکوہ پیا پاپا، اے ایسے ناراض نہیں ہوتے وہ پھر داس ہوتے ہیں

اس نے بات نہ دینے کی کیسے برداشت نہ کی تھی کہ اس کی حاضر فکر سے باہر رہنے والا
تا ہو رہے ہیں کا پیا رکھو، وہ اتنی جلدی نہیں آتا تھا یہ تو غلط تھا، وہ مڈ پر ڈیوٹی سے رہا
تھا، اور وہ داس جیسے لوگ ڈیوٹی سے رہے تھے تو ہی اس وقت اس ملک کے کبھی سونے کی غید سو رہے
تھے لیکن یہ بات اس پانچ سالہ بچے کو سمجھ نہیں آ رہی تھی، تاہم وہ نہیں سمجھ پاتا تھا کہ وہ اپنے بچے کو کیسے
سمجھائے، وہ دوسرے پر وعدہ توڑتا جا رہا تھا، اور ساتھ میں اس بچے کا غم رہا تھا، وہ بچہ، شعوری طور
پر سنا تھا جیسا ہے، دوستوں کے والدین سے کہتا تھا

ماما میں پاپا سے ناراض نہیں ہوں گا وہ کہیں نہیں آتے ہمارے پاس

پیا آپ کے پاپا آ رہی میں ہیں، وہ اتنی جلدی نہیں آسکتے لیکن اس کا مطلب یہ مدخل نہیں ہے کہ وہ
آپ سے پاپا کی ماما سے پیا نہیں کرتے، وہ آپ سے بہت پیا کرتے ہیں
ماما پیا کرتے ہوئے تو آتے ماما سے پاس میں وہ تو نہیں آتے، وہ اس وقت مارشلنگ کی آٹری
حد پر تھا، آپ بوپ کی محبت پر شک نے لگا تھا

پیا میں بتا رہی ہوں ماما کہ وہ بوڑھے پر ڈیوٹی دیتے ہیں، ان کے پاس ایک بہت بڑا گھر ہے اور
ایک ٹینا بھی ہے مدخل ویسے جیسے اس دن اس نے مودی میں بھیجی تھی اس سے وہ ماں کو جس طرح دے

ہیں جو ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں مظلیم ہیں کی طرح۔ وہ اسے ہمدردی نہیں
لیکن وہ مجھے برا کہتے ہیں کہ اس دورہ آئیں گے لیکن پورا ہاتھ تڑپا رہا ہے اور وہ نہیں آتے
مارشلنگ بھی کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھی

رہا اپنے پاؤں سے اس سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ آپ کو مارشل نہیں سنا پا رہے آپ
کو نہیں چاہتا آپ مارشل ہوتے ہوں آپ کے پاؤں کتنا اداں ہوتے ہیں
تو وہ مارشل پر کیوں کام کرتے ہیں وہ ہمارے پاس آ کر کام کریں
ما شلنگ دل سے ہمارے پیار ہے اس کو سمجھا مانیہ کمشکا رہیں کام تھا

بیٹا وہ اس سے وہاں کام کرتے ہیں کہ وہ بہادر ہیں اور جو لوگ بہادر ہوتے ہیں صرف وہی لوگ بورڈر
پر کام کرتے ہیں آپ کے پاؤں بہت بہادر ہیں بیٹا۔ آپ کی دوجا بمانو نے دیا تھا
لوگوں کو اللہ اور کام کرنے کے پاؤں بہادر ہیں؟؟؟؟

ما شلنگ شہر آیا چلو کسی دھڑے تو اس نے جھگڑا کاں کاں پیدا ہو

جی ہاں ہم سے وہ لوگ بھی بہادر ہیں لیکن آپ نے چپاٹ سے ریڈ رہا رہیں۔ وہ بیٹی گمن
سے گندے لوگوں کو رہتے ہیں غیبت کے پاؤں تو یہ نہیں کرتے ما شلنگ کے پاس مارکی دیکھیں ختم
ہو گئی تھیں

تو میرے پاؤں سے کھڑ نہیں آتے کہ وہ آگے تو گندے لوگ ہمارے ملک میں آ رہے ہیں
گئے؟؟؟؟ وہ چھو رہا تھا

مظلیم بیٹا مظلیم ہی موت ہے کہ آپ کے پاؤں آگے تو گندے ہو گئے آپ کے گئے رو
لوگ بھر سب کو تکریں گے اس سے آپ کے پاؤں تو نہیں آنے دیتے مانتے سمجھتے ہوئے ہیں
تو وہ مارشل بھی نہیں آئیں گے؟؟؟؟ وہ ایک اور کچھ سوچنا۔ مارشل ہو رہا تھا
بہیں مظلیم ہیں بلکہ جیسے ہی وہ مارشل آپ کے پاؤں جیسے کوئی درپہ میں آئے گا تو پاؤں فوراً ہمارے
پاس آ جائیں گے

ما پاؤں سپر میں ہیں کیا؟؟؟؟

بیٹا ہر میں تو نہیں ہیں لیکن کام مظلیم ہر میں جیسے رہتے ہیں

ما میں بھی ہر میں ہونگا اور گندے لوگوں کو مارو گناہ میں چپا کی گئی تھیں گے۔ مارشل گائے میں چپا ہے
کیونکہ اس دور آتے ہیں یعنی مارشل بھی رہیں

آپ بھی ہر میں ہو گئے بیٹا مظلیم ہے پاؤں کی طرح نہیں آپ پہلے پرہمیں روک ہے پاؤں سے

ماراٹکی ختم کرو گے

وہاں میں چوپا سے ماراٹھ نہیں ہوں آپ نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ چوپا یہ میں نہ کام کرتے ہیں رہے
میں ماراٹھ نہیں ہوں

بیٹا ام سوخار سے تھے کہ ہمارے شمشو تنہا بکھدارے وہ خود سمجھ جائے گا مانو سے یہاں کرتے ہوئے
بوسٹ

سوری ماو

رہے جیسا سوری آپ کل اپنے چوپا سے کہہ کر بیٹا ٹھیک ہے وہ بہت اس ہوتے ہیں آپ کی
ماراٹکی پہ

ٹھیک ہے میں چوپا سے سوری کر لوں گا

ما شے حد کالہ کھلا کھٹھو دیا جو ہاٹی آسانی سے سمجھ گیا ورنہ جب وہ کسی بات پر ٹک جاتا تھا
تو پھر سے سمجھا دیتا تھا ہوتا تھا وہ بہت ذہین بچہ تھا۔ مٹا ہوا تو گھر پر نہیں ہوتا تھا۔ اکثر دو تین
مہینوں بعد گھر کا ایک پھر لگا لیتا تھا لیکن اس سے ریو ۱۰ سے چھٹی کھل جاتی تھی وہاں بیٹا ہونا تو گھر میں
جوتے تھے۔ یہ میں نہ وہ کسی بات پر ٹک جاتا تھا اور ضد شروع کرتا تو اسے لے لے لے سے متنبہ کرنا
مشکل ہو جاتا۔ یہ وقت میں، نوکل تھوڑی سی حد کر پاتی تھی لیکن ماسٹروں، ورنہ کی شدت سے
محسوس ہوتی ہیں آج وہ آسانی سے سمجھ گیا ورنہ سے گئے رٹ نہ پاس نے ٹا ہوا۔ سے فوج پر یہی
ماراٹکی ختم لے کا عدل یا تو وہ ٹوٹے گرنے پہلے سے اپنے غائب پر نہیں آتا تھا۔ تنہا
بڑا خطاب کیے آتا تھا۔ اور وہ بھی تھاپا تک؟؟؟؟ اسی لیے وہ پوچھ بیٹھ

چوپا، وہ لو نے مجھے کل بتایا کہ آپ ہارڈ ورک کر رہے ہیں اور جلدی جلدی نہیں آسکتے

تو دنیا یہ تو میں آپ سے دور کہتا ہوں میں آپ سے ملنے ہی میں میری بات

چوپا آپ نے مجھے یہ تو کبھی بھی نہیں بتایا کہ آپ کے پاس گین بھی ہے۔ آپ چوٹ کی طرح
گندہ کوں کو ہار دیتے ہیں

چوٹ کی طرح؟؟؟؟ وہ یہ سب

ہاں چوپا، نے مجھے رت دینا کہ آپ کے پاس گین بھی ہے

چوپا میں آپ سے مسئلہ بھی ماضی نہیں۔ وہ سب آپ کی طرح ہر پہر میں آتا ہے گا آپ
تب آجائے گا میں آپ سے ماضی نہیں ہونگا

وہ پہر میں؟؟؟؟ وہ پھر میں نہ کتنا چہا ہوتا اگر کا شرف نہیں دے دے یہ سب ہمارے حق کے

اس نے سنا وہ پچھنے کی سچ روح سے اور ایسے روح سے یہ بھی بتا رہی
ہاں نا پوچھا، نے بتا دیا تھا کہ جب آپ کے جیسے دوسرے میں آئے گا تو آپ ہمارے پاس آئیں گے

ہاں بیٹا یہ تو ہے نہیں ہم لوگ، نظامِ مری سے ہیں دوسرے سیر میں کا اور جلدی مل جائے گا تو پوچھنا
کے پاس آجائیں گے

پوچھ میں بھی سیر میں ہوں گا آپ کی طرح، رہا رہے لوگوں کو، رہا رہے اور پوچھ میں کہہ بھی
دیتا

آج بہت عرصے بعد وہاں جا رہے تھے سے بات رہا تھا اور فوں نے دوسری طرف مٹا ہوا خوشی
ہے پھر سے نہیں ہا رہا تھا شکر تو اس سے جب سے ناراض تھا جب اسے دیکھ کر غصے کا لہر آتی تھی وہ وہاں
کچھ سمجھنے کی باتیں کرتا تھا وہ اس دل سے آگے نہیں بڑھتا تھا وہی جانتا تھا
ہاں بیٹا آپ بھی صبر رہو گے اور پوچھ سے بھی، مجھے پھر میں بتاؤ گے آپ تو اپنے پوچھ سے بھی
بہت زیادہ دور نہیں ہونا

پھر میرے پاس بھی آج ہوگی نا پوچھ ۴۴۴
مطلوبہ اور بہت بڑی آج ہوگی آپ کے پاس اور آپ کے پاس تو نینا بھی ہوگا اگر آپ ہوم ورک
میں سے نہ لے کر دینا حاصل ہو گئے تو

پوچھ میں ضرور پڑھوں گا اور ہوم ورک بھی کروں گا، سب سے پوچھ میں میں نے اس بھی کیا ہے
درست میرا بہا اور بیٹا آپ پوچھ کا بہا دور دور لکھتا ہے
ضمیمہ ہے پوچھ کا نوٹ دیکھنا میں آپ سے بات کر رہی
وہ دور کا نظر رکھے میں نے فون کا شکریہ ادا کیا تھا

آج تو ٹاٹا دوسری ہفتی نہیں رک رہی تھی وہاں شکر سے حد شکر تھا اور بات سے بات قبضے
نگا رہا تھا، شکر کو نا ہی بہت بھلی تھی سب سے دوسری تو دل کھول کر رہا تھا اور نکال دیا فون
یہ شکر سے بات کر کے اس کو دیا گیا تھا وہ بات تو سے بہت ہی تکلیف دہ تھی جب شکر سے کہتا
تھا کہ وہاں دلوں سے چار نہیں ہوتا اور پھر فون بند کر کے وہاں سے دھواں میں خود سے ہی پوچھ بیٹھا
تھم ب دلوں سے پھر نہیں رہتے تو تم اس یا میں رہا یہی ہے، مجھ سے ہمارا بات

میک ہا رہا، آج میں کر رہی تھی، پچھنے سے پوچھتا ہے، اب آج گئے گناہ میں نہیں ہے کہ وہ کی غلطی

نہر سال کا بچہ ہی تو تھا مگر ماں سے داشت کرتا ہاڑ گیا تھا

فصل چہارم چلے گئے تو آن ماں اللہ سے حفظ کیا ہے اور میں اسی بات کی مبارکباد یہ ہے کہ
لئے چہارم پاس آیا ہوں۔ قاری صاحب عیش کی نگر پڑا کہ فضل اللہ کے گھر آئے تھے
آن وہ خانہ بہت خوش تھا ایک حافظ قرآن بن گیا تھا ان کے گھر میں عظم اور ماں آن
ورکشاپ سے جلدی چھٹ کر کے گھر آ گئے تھے ورنہ پڑا کام پڑ گیا ہی نہیں تھا ورنہ فصل و رحیدین خون کا
تو کون سکا نہ ہی نہیں تھا۔ ان دنوں کے چچا تو بے چارے تھے جیسے اس کوجہ کا ٹکڑا مل گیا
ہو۔ رحمت اللہ تو پانچ سال ہی عمر سے حفظ سا شروع کیا تھا ورنہ آن پر سے آٹھ ماں جدتجہ مالی کی
عمر میں اس نے قلم ختم کیا۔ وہ قاری صاحب کے کڑی طلبہ میں سے ایک تھا۔ وہ تھا اور اس کے ختم
القرآن پر سب سے زیادہ فو قاری دریں ہی خوش تھے عظم، ماں ورنہ فصل میں مسجد گئے اس کے ساتھ
ور وہاں نئی موجودگی میں ہی اس نے آٹھ ماں پڑھیں۔ آن کے گھر میں، پیچھے کر چاول بنے
تھے ورنہ محلے میں بھی بنے گئے۔ رحمت اللہ حافظ قرآن بن گیا تھا

مبارک قاری صاحب نے نہیں صل میں سے زیادہ مبارک، کے مستحق آپ ہیں آپ ہی تو
سبب ہیں اس کے

پہلی فصل اللہ یہ اللہ کا حکم تھا میں تو وہ ذریعہ بنا ہوں۔ اللہ نے جو کیا تھا وہ اس کے ہی
رہنا میں نہ ہوا تو کمال اور ہوتا یہ خدا کا حکم تھا۔ قاری صاحب سے کہہ

کچھ بات سے قاری صاحب! میں اللہ نے آپ کو ہمارے بے وسید بنا دیا وہ دل کھول رہا تھا
بچہ بچہ کیا کر کے فضل اللہ؟ مگر اس تو ختم ہو گیا ہے اس کا فارسی صاحب نے پوچھا
قاری صاحب میری تھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ آپ ہی کچھ بتا دیں۔ عمروں سے چھپوں گا کچھ
تو اس بات پر تو وہ کچھ دس پے سے سوچ رہا تھا

حفظ تو اس نے کیا ہے فضل صاحب سے ترجمہ پڑھا دوں سے بنا تو چھپا کہ جس کتاب کو اس نے یاد
کر لیا ہے اس میں اس کے بے یا تھا ہے

رہو آپ نے بہت پتے ن بات قاری صاحب میرے تو دھین ہی نہیں تھا اس بات پر میں کھر
میں بات رہتا ہوں

ہاں ٹھیک ہے فضل ہم گھر میں بات رہا لیکن میں نے اس لیے کہا کہ بچے، سنی سے دودھت کرو اور نہ
وہ سیکھا ہوا بھی بھول جائے گا

نہیں قاری صاحب یہ تو نہیں ہوگا۔ میں آن علی دست کرتا ہوں۔ رکشیں میں کھانے لے کر آتا ہوں۔ آج تو آپ کھانا میرے پاس بھی کھا میں

وہ کھانے کا پے ہی کبہ چہ تھا تھوڑی دیر بعد وحید رے میں ایک گلاس جگ ایک پیٹ میں مری اور ایک میں چاؤں لے آیا اور ماتھو میں ہمت خوں میں دوروئیوں لے آیا۔ قاری صاحب کھانا کھا کر رخصت ہو گئے تو فضل بھی گھر کے صحن میں آ کر چار پاما پر بیٹھ گیا سب سوچنے تھے وہ مدیرے میں چار پاما پر بیٹھو مدیرے سے پیش سے ہی یہ سہ تھا۔ وجہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا

رحمت چاہا آگے یہ رنے کا رہا سے حفظ تو ماہاً اللہ نسیم ہو رہا ہے۔ وہ رے دن رات کو کھانے کے پے دور پتی خانے میں فضل نے اس سے پوچھا جتنا نہیں آگے پتھو ملو وہ پڑھ لو نا بخشی وہ پانچ لیکن پے ترجمہ پڑھنا چاہتا ہوں اس نے اپنے آگے کے حصہ سے بتاتے ہوئے کہا

ہاں بیٹا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ترجمہ پڑھ لو اور قاری صاحب نے بھی رات کو یہی تجویز دی نہیں اور میں قاری صاحب سے درمیں پڑھنا چاہتا میں مدرسے میں جا کر پڑھنا چاہتا ہوں دور پتی خانے میں بیٹھے جسے تمام افسرانے ایک ماتھو گھوڑا لے دیکھا پے پے جیسے اس نے یہ رے میں نکس سرخ پر جانے کی بات کی ہو

کو سے مدرسے میں چلا ۱۹۴۵ء ۱۹۴۶ء ۱۹۴۷ء میں تو کوئی بھی مدرسہ نہیں ہے۔ جمید نے فکر حادی سے پوچھا اور ماتھو میں اطلاع بھی دی

اس دیر سے قاری صاحب چاہیں گا وہی کہ پڑھ لو نا یہاں نہیں پڑھ سکتا میں وہ دست روئی سے دور جیساک نے چلے سے فیصلہ رہا تھا

لیکن کو سے مدرسے میں ۱۹۴۷ء میں درنہم نے پوچھی

بھلا اس کی بھی پڑھ سکتا مدرسے میں

لیکن تم قاری صاحب سے کیوں نہیں پڑھنا چاہتے ۱۹۴۷ء بھی تھی۔ ان تھیں بات پر

ہاں میں اس ترجمہ پڑھ بھی نہ سکتا تو تھیں۔ ورنہ یہ علم کے لیے بیٹھے جا پڑے گھر سے میں

توضیح سے دیا۔ تو میں سال میں ترجمہ ہوگا تو ہماری عمر بھی تیز ہو جائے گی پھر چلے

جانا

ہاں میں ابھی بھی صید ہوں خود کو تنہا لی سکتا ہوں۔ وہ جھٹ کر رہا تھا

لیکن جیسا بھی تم چھوٹے وہ نہیں کاہکتے تم نے جمعہ فارسی صاحب سے پڑھ لو پھر سے نکلا۔ چلے
جانا جسید تو ظاہر وہ سن کر ہی پریشان ہوئی

میں میں فارسی

لیکن وہ نہیں جیسا۔ یہ تم نے جمعہ فارسی صاحب سے پڑھ لو پھر چلے جانا اور میں یہی فیصلہ سے ہم سب
کا غی اور شہر بھی

وہ چپ ہو گیا۔ اب نے پتا فیصلہ بنا دیا تھا فصل بھی مطمئن ہو گیا۔ وہ اس کو ایک ڈیڑھ ہفتہ
تھیں اس کے لیے چھوڑ کر رہا رہا قاضی صاحب کے پاس بھیجے گا۔ وہ خستہ تھا۔ تیسرا رہا ماکو یا ملت
نے کھریا۔

فصل اللہ چنے پئے کوتاہی میں کھود رہے ہیں۔ یہ قابو لوگنا کہ تھریا۔ دھارے وہ بھی ماری
رہی ہیں میں پائے گا۔ وہ بہت غصے میں تھا
تھیں یا منت بھلا کیا ہے ۲۹۹ وہ بے بسی سے ہوا

یہ تو تم جانتے ہو۔ پتہ ہلکا قرآن جیسے سے پوچھو

اس سے تو میں پرچہ ہی لوگنا بھلا لیکن آپ بھی کچھ بتایا مجھے وہ انتہا پر چارگی نہ جانتا
میں ہوا

میرے بچے رشید کو رہا ہے اس نے کل بھی اس نے رہا تھا۔ لیکن میں نے بچوں کی رہائی سمجھ
کر لکھنا اعدا کر دیا لیکن آج تو حدی ہو گئی جب جہاں رہنا ہمارے میں پے دوستوں کے ساتھ میرے
پہننے کا نتیجہ رک رہا تھا اور اسے دیکھتے ہی اپنے وہ دوستوں سمیت اس پر ٹوٹ پڑا اور تھار سے
کہ تم آؤ میرے ساتھ میں تمہیں دکھاتا ہوں

وہ جیسے کو چنے ماتھ ہے کھڑے سو۔ جی ہو کی کو وہ۔ کہ۔ میں بھیج رہا فصل کو کہ۔
میں لے آیا جہاں رشید بیٹا تھا۔ سید سالہ رشید اپنی جہاننا۔ عات سے سیر چودہ سال سے دیا وہ نہیں
گلتا تھا جس کے مقابلے میں رحمت جو تیر سال کا تھا۔ پے قدم اور صفا۔ عات سے قطعاً سولہ سال سے
کم نہیں گلتا تھا۔

فصل نے شرمندہ ہی نظر پئے ہوئے رشید پر ڈاؤنی جس کے چہرے اور جسم پر چھوٹے چھوٹے
کھرچنے کے نشان تھے۔ سب ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ تو بے کسی ہے۔ چاہیے یا پھر سے۔ کی طرح
میں پر گھسیٹا ہوا۔ اور یہ کم سے کم نیلے رحمت لہو سے مس کا کام نہیں تھا۔ وہ مطلب یہ کہ جس نے پے
وہ توں کے ساتھ تھیل کر شہر کا رہا تھا۔ وہ چارگی نہ جانتا تھا۔ عات میں بستر پہناتا تھا

فضل اللہ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ اس ناخون اتنا بے رحم ہو سکتا ہے یہ اس کے لیے قابل قبول بات نہیں تھی۔ رشید ہے مگر ہونے والی روایتی کا حوالہ دیتا ہے کہ وہ اپنے منہ سے رحمت کا نام لے رہا تھا اور اس دن جب ایک دیکھ کر فضل اللہ کا دل کیا کر رہا تھا چھٹے چائے اور وہ اس میں جا کے ایک ہفتہ پہلے وہ جتنا حوش اس کے حافظہ میں تھا اس کے لیے آج تمام افسوس کے لیے پیدا ہونے پر تھا اس کا بیٹا۔ اس میں میں گاڑ گیا تھا اور اسے لگا کر اس پر نال ہے وہ کبھی نکل نہیں پائے گا۔ وہ سر جھکائے کھڑا رہا اور سنا رہا۔ وہ اور بھی یہ سنا تھا۔ نالی اللہ ہی کی دعا میں وہی کھڑا رہا۔ یہ وقت کیا ہوتا رہا اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ دوسرے دن کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ خاص طور پر اس سے وہ کبھی شہید اور کبھی یہ وقت کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ یقین نہیں رہا چاہتا تھا لیکن وہ انکار بھی کس بنیاد پر کرتا رہا۔ ہمارے وہ اس کے سامنے پڑا تھا اور خود ہی روئے اس کے پیٹے کا نام لے رہا تھا۔ وہ تو سوچ رہا تھا کہ اس کا بیٹا دھریا ہے۔ جہنم میں ہونا شروع ہو گیا اور چٹا ہے لیکن یہاں ہوتا ہے اس نے تصور سے یہ وہ خطرناک تھا۔ اس کی یہ وقت کے ساتھ ساتھ میں فضل کے تھوڑے سال گزرے۔ وہ بہت بڑی تعلقات تھے اور آج ہی کے بچے پر یہی بے پرواہی سے نظر۔ اسے کام طلب تھا کہ رحمت اللہ کی پر بھی تھوڑا سا ملتا ہے۔

باب نئی پر بھی

یہ وقت اپنی بات ختم کر چکا تو فصل لے خاموشی سے اپنے قدم دوبارہ اس کی طرف بڑھا دیے۔ اب اس کے رکنے کا کوئی جو رہی نہیں تھا وہ دہرنا بھی کس لیے برسوں سے نال ہو گیا تھا۔ ایک پل میں کیسے خاک بڑی ہے یہ آج فضل اللہ جان گیا تھا۔ یہ وقت کے ساتھ اس کی بہت جھگی دیتی تھی اور یہ وقت اس کی بہت سے باتوں میں آس کی نگر میں اپنے بے غرت فضل سے بھی نہیں جاری تھی۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے آگے بڑھا۔ وہ نظر ایک لڑے ہوئے مسافر کی طرح اور اس کے پاس وہ ایک مٹا ہوا ہی تو تھی جو اس کی نال ہو گیا۔ تھوڑی بہت سے بھی لیکن رحمت اللہ وجہ سے رفتہ رفتہ لانا جا رہا تھا۔

فضل اللہ ایک بار سے ہوئے جواری کی طرح تھکے تھکے قدموں سے چلتے ہوئے نظر پہنچا اس کے چہرے پر تھوڑے سے پسینہ۔ رب کے آثار تھے وہ یہ کھو کر آیا تھا یہ صرف وہ ہی جانتا تھا۔ اس نے یہی دعا دے دینا کہ وہ کھو دیا تھا۔ آج کے وقت وہ پہلے کے وقت میں رہا تھا۔ اس کا فرق تھا پہلے وہ دعا دے رحمت اللہ سے ملتا تھا۔ لیکن آج اس کی آنکھوں میں غرت اور غصہ تھا۔ وہ ریویں نہ ہوا رحمت اللہ کے ہاتھوں سے پڑا رشید دینا تھا اس کا

گھر میں داخل ہوا تو سامنے نعم کے درخت کے نیچے چار پل پر چیدہ بیٹھی نظر آئی جو ریخت ہو چکا تھا

اصغر
تم جا رہے ہو یا نہیں؟؟؟ یا تم رہے دو میں خود ہی جا رہا ہوں
جیتا ہوں نے دور رس کی طرف قدم بڑھا
لیکن ایک دھڑکن تھا مجھ پر ڈاکٹر مجھے بتا تو بچے پوس پر نکل کر اس گھر تک نہیں آئے
گا مجھے کئی تم دل نہ کھولنا جاتے ہوے ایک ماہیگر مڑیوں
"آپ رک جائیں میں جاتا ہوں" سے اصرار نے سے آتا ہوں سے اصرار کرتے ہوئے
پہاں کے سامنے آیا فصل اللہ نہیں رکنا اس کے دو توجہ نہ ہو رہا تھا
"اوش جا رہا ہوں" اس کے دوستوں کو بھی حیرتوں نے آتا ہوں سے آپ کہاں
دھونڈیں گے

پہلے میں خود ہی چلا جاتا ہوں تم رہے رہو
اوش جاتا ہوں" آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں میں سے آتا ہوں پھر پتہ نہ رہا
"وہ پہاں سے آگئے نکال گیا فضل نے بچے قدم نہ کیا
اصغر تم سے ہیں" سے اس گھر میں ہیں تمہیں دیکھا تمہیں چاہے تم ماری رہا ہوں
"رہو نہیں اس گھر میں" تک نہیں آو گئے تک سے ساتھ نہیں رہتے اصغر نے گھر سے
نکلنے ہوئے بچے پیچھے دیکھ کر آواز دی
جمید درخت تک آگئے کھڑے تھے جمید تو حق حق بچے شہر کو مچھتی جا رہی تھی جتنا نہیں کیا
کر رہے رحمت نے یہ بھی کیا کر دیا سے جو فضل اتنا آگئے گھر ہو رہے؟؟ اور گھر چھوٹا ہی نہیں ہے
تو کچھ ہے تنہا ایک بے ضرورت ہے؟؟
لیکن یہ بے وفا بچے شہر کو نہیں کہہ سکتی تھی بھلا چاہے جو ان بیٹے کو حاضر میں نہیں آ رہا تھا اس کی
کیا مہارت اس نے تو اس کو بھی رحمت کے بغیر گھروں سے آنے سے منع کیا تھا
یہ نہیں رحمت نے یہ کیا کیا ہے جو اس سے سے میں ہیں گھر سے نکلنے ہوئے اصغر سوچ رہا تھا
وہ اس کے دوست اس کے گھر گیا وہاں سے پتہ چلا کہ یاں بھی گھر پر نہیں ہے وہاں بوب کے گھر
گیا لیکن وہاں سے بھی تینوں عاب تھے پہاں جاسکتا تھا وہاں وہاں سوچ میں پڑ گیا
فضل جیسے ہی بیٹری کے ایک کونے سے دھڑکنے کے ہر کات رہا تھا یہاں کیا غلطی
ہو گئی تھی اس کے کہ رحمت نڈر تو اس کو تکلیف سے خوش ہونے لگی تھی اس کے توجہ نہیں میں تھا اس کو
مسدود نے فی دشمن کی جی پھر یہ یا رہا
اور تو نہ نہ طرف سے ترانس ہوئی ہے نہیں کہتے ہیں کہ وہاں کوئی ایک یہاں رہتا ہے

کہ جو پے والہ رین کے لیے واقعی بہت بڑی آزمائش ہوتا ہے

ورائن سے مدد رہا ہو رہا تھا کہ رحمت اللہ اس کے لیے واقعی سب سے بڑی آزمائش تھا۔ اسے
جو جو رحمت کی وجہ سے سہا پر رہا تھا، تناؤ تک تو طے، مٹی چار پیٹوں نے سہا بھی نہیں کیا تھا
وہ جیسے جیسے سوہتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر شگنی میں عیاں ہو رہا تھا، شکر کہ اس وقت رحمت
اس کے سامنے نہیں تھا

یوب کے گھر سے ماما مہین ہوئے، اصغر سوچنے لگا کہ رحمت کہاں پہنچتا ہے؟ ۴۴ اصغر اس کے س
وہ باتوں کو ہی جانتا تھا اس کے بعد وہ بھی شہر اس کا کوالا دست تھا تو اصغر اس سے ماہ قریب تھا۔ وہ
کیا رہے؟ اس کے بغیر گھر بھی نہیں جاتا تھا کہ سنے بعد وہ خود اسے ڈھونڈنے چل پڑا کہ
دوڑ رہا نہیں، اس کے ہاتھ لگد کیے تھے، تو اسے اچھی سی گھٹی کی پرہیزگاری، مٹا دینا شروع کر
دینگے۔ اور وہ یہ کہیں جاتا تھا۔ تاناو وہ جانتا تھا کہ رحمت نے صوبہ بھر بہت سی خطا کیے ہیں، وہ باقی
جسٹیشن اشتعال میں نہیں آتے، ورنہ آگ لگے تو وہ آگ بھی کسی باغ پر نہیں ہوئے تھے

یوب نے گھر سے مل کر اس کا رونا تھا کہ مسیحا۔ طرف چائے والے سامنے پرچا، دیکھ لے
کیا جتا نہیں مل ہی جائے، بھی وہ آہا رستہ ہی چلا تھا کہ رحمت کیا، ایوب اور ایک اور مال کے ہم
عمر نہ لے دیکھتے ہیں سے نکلتے ہوئے دیکھا، ان سب کی اصغر کی طرف پشت تھی، لیکن اصغر نہیں
دیکھ چکا تھا سو پک اس کے پیچھے بھاگا، وہ آگے چلے جا رہے تھے، اس نے آواز بھی نہیں دی، مہاو
رحمت سے اس طرح پے پیچھے آیا، ہوا کچھ رپڑ بڑھا، اس نے حلدی سے بھاگ کر نہیں آیا
رحمت نے گھر چلا، اس نے نہیں روئے، مہاو

رحمت کے چہرے پر ایک ہری کر رہی، اصغر سے مول ماما دینے سے غام تھا، سے تاناو چنا چل
گوا کہ رحمت چاٹا ہے کہ سے گھر نے کے لیے بھیجا آیا ہے
نیں ۴۴ ۴۴ ۴۴ ۴۴ اس نے ایک لفظی سوال پوچھا

میں میں کہہ رہا ہوں، ماکہ گھر چلا

لیکن بھی تو ہم نے کہنا شروع کیا ہے، میں بھی نہیں آ سکتا

اصغر نے، پاس کے ہاتھ میں ملایا، دیکھ، بھی وروہ کچھ گیا کہ اس دیکھ رحمت نے ملایا، کے ساتھ چھ
کیا ہے جو باکو غصہ آیا ہے، وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ رحمت کی حال گھر نہیں چاہا چاہتا، وہ اس سے پہلے کہ وہ
بھاگے، وہ مال آریب لٹا، اصغر نے سے خفی سے وارو سے پکڑا، وہ سے کھینچنے لگا
چھوڑ دو بھلا، مجھے چھوڑ دو، وہ چپکے لگا

تو تم گھر میں نہیں جانا چاہو؟ ۲۳۳۳ میں نے پوچھا

میں ابھی نہیں رہا ہوں، میں آتا جاؤنگا چھوڑ دو مجھے

لیکن اس نے روٹیں چھوڑ کر دوسرے طرف مڑنے لگا

تو میں آ کر نہیں بیٹھا تمہارے دوسرے طرف گئے ہیں جا رہے

اس نے بعد گھر تک اس باتوں کے سچ میں کوئی دقت نہیں ہوئی، اصرار نے اسے سختی سے کچل رکھا

تو وہ جانتا تھا کہ وہ اسے گھر سے جا کر دے گا، اسے مار پڑے گی، میں وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس نے

پانچ سو روپے دے کر اس نے اسے دو کی مار سے بچا یا تو وہ بگاڑ جائے گا

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو فاضل احمد اصرار کی بیعت میں نہ ہونے سے اس کو نے تنگ کے

پتھر اتر رہا تھا، میں دیکھ کر وہ رک گیا، جمید درویش نے بھی اسی وجہ کے نیچے اسی چار پائی پہ

بیٹھی تھی، میں دیکھ کر وہ دونوں بھی کھری ہو گئی، جمید کا اس کا کاش اصرار سے ڈھونڈ پاتا

فاضل نے دھماکے سے پیچھا اور ہاتھ سے پکڑ کر تھپتھپاتا ہوا اسے اپنے ماتھے پر

رشتہ کو کیوں مار رہا ہے؟ ۲۳۳۴ وہ پوچھا

اور اس کے ساتھ ہی ایک درویش کا تھپڑ اس کے سر پر پڑا، یہ تھپڑ کہ جمید کو لگا کہ رحمت کے

چہرے کی ہولناکیوں پر، وہ روٹے لگی ہوئی

تو رحمت اللہ ایک بلڈ آؤٹ چینی کے ساتھ اس پر پڑ گیا، درویش درویش سے رونے لگا، جمید اس

کی طرف بھاگی

اور وہ جمید میں کہہ رہا ہوں کہ درویش مجھ سے روٹیں نہیں جھگڑا، وہ ایک دھماکے دھڑ

جمید کے بازو سے قدم رک گئے، وہ یا کرتی ایک طرف مامتا سے مجبور تو وہ دوسری طرف بھاری حد

کا حکم دے گا تو وہ دوسرے کے سچ میں نہیں رہی تھی

رحمت اپنی اس کو دیکھنے کے لیے بھاؤ

اس نے کال سے ہٹ کر رحمت کو کھڑا کیا اور پوچھا

رشتہ کو کیوں مارا ہے؟ ۲۳۳۵

اس نے اس نے

کیا ہے؟ اس نے مارا ہے؟ ۲۳۳۶ اس نے جھنجھڑ

اور اس نے اس کو گال دی تھی

اور اس کے ساتھ ہی ایک درویش کا تھپڑ اس کے سر پر پڑا، اس بات سے لگا کہ اس کے سارے

تو دیکھ کر اس کی نہ مانی گئی۔ اسے بہت میر نہ کسی لیکن امیر لاکوں میں نہ درمائی کی تھی شروع شروع میں یہ شور مچانے والے سبے دست کے ساتھ شروع کیا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد چھٹھ ٹھہر بیٹا جو بہت نئی جہ سے اس کے دست کو مستقل طور پر ملک سے دھرا گیا پر وہ شور مچانے میں پناہ دے گا اور کوچ گیا گا اور کے پاس چھاپا وقت پیسے پورے ہیں جو اسے تھے لیکن وہ ہر قیمت پر اسے خریدنا چاہتا تھا اس کا پتہ دست تو اس کے بھروسے کا تھا لیکن کسی رات کے ساتھ شاکت سے تھکا کو نہیں تھی سو اس نے کچھ بجی چکی اور کچھ ہینک سے قرض لے کر شور مچا دیا اور اس دن سے وہ شور مچا گا ملک تھا اس کا دھمکیہ کا ساتھ تقریباً گیا وہ رات ہی تھا اس کی وہ راتوں میں اس کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے آٹھ سالہ عمر تھی چھ سالہ طوبی ماڑھے چار سالہ رانی جہاں ورڈیڈ رانی کی بیوی اس کی نقل کائنات تھی شادری کے پناہ دیا وہاں کو وہ بہت عرصہ پیسے کم چھاتا ایک کسٹچی جس کی شادی ہو چکی تھی سب سے اس کے پاس بیٹی پانچ رشتے تھے جس کو وہ اپنے آپ سے زیادہ بہت دیتا تھا ایک وہ باوجود بہت کوشش اور خوشی کے جلدی نہیں آتا تھا کیونکہ ایک وقت پر جب وہ نڈر رہا تھا تو اس کا ایک پرانا دوست آ گیا پھر اس کے ساتھ بیٹا گیا چارے دیے گئی اور وہ اسی کھانے کے لئے شروع شور مچانے کا کام کر رہا تھا وہ تو اپنے دست کے ساتھ بیٹا ہوا تھا یہ نہیں تھا کہ وہ پر و تھا اس نے گھر فون کر کے حمید کو بتا دیا کہ وہ نہیں آ سکتا لیکن عمران تو بچہ تھا بوجھ صلاقی کی وجہ پوچھا اس کا حق تو دیتا تھا وہ وہ استعمال بھی کر رہا تھا

بیٹا آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ کے پاپا نے کوشش نہیں کی ہوگی جلدی آنے کی میں تو خود بہت ٹوش ہوتا ہوں بیٹا ہے بیٹوں کے ساتھ جانے پر

حمید سے پاپا کو ملتا ہے نہیں پھر کسی جگہ جا بیٹھے وہ یہ بھی تھا تھوڑی سی بحث کرتا تھا اور پھر سمجھ جاتا تھا سب اس پر ہنسٹک میں رہتا تھا

رہے نہیں بیٹا پھر کسی یوں نام لگتا "لڈکل ہی چلیں گے میں کل بہت کوشش روں گا جلدی نکلتی ہے یہ بتاؤ کہ میں اور طوبی لوگ کدھر ہیں

پاپا مسٹن میں سانس بنا رہی ہیں اور طوبی اس کے پاس ہی ہے شاور بننے کی انگلی پکڑے روٹج میں آئے جہاں جہاں وہ پرومل ٹارنٹون دیکھ رہی تھی وہ ساتھ میں صوفے پر بیٹھ اپنی شاپا کے ساتھ کھیل رہی تھی سب کے کچھ کردہ صوفے پر کھڑی ہو گئی وہ وہ وہ سے تا وہاں بجائے گا وہ وہ یہی رہی تھی جہاں وہی یہ وہاں ہوئی تھی وہی پر کھڑے ہو رہا وہاں بجائے گئی تھی جہاں ہی انہر بھی جہاں پر پڑی تو وہ بھگتے تھے آبی اور پسٹ گئی اس سے بتا دیتے اسے اٹھا کر پیدا کیا وہ وہ

پھر سے بھگتے جوتے ہا کرکارتوں، دیکھے گی، ہفت بہت بھی بھگتا یاں ہی جاری تھی۔ وہ اندر کے پاس نہیں آتی تھی بلکہ دور و خود اس کے پاس چاہا بڑا تھا لیکن اس مصلحتی دے دیتی تھی کہ کسی کو بھی بیدار آجانا نہ دے۔ سے سوتے سے کودیں تھیں وہ پہلی طرف قل دیو عمر ن اس کے پیچھے پس میں ہی آئی۔ سدا سر سے ورطوبی کو پیارا نہ سمجھا دھڑل میں ہی رہی پہ پیڑ گیا

رے کیا ہے چپا؟؟؟ بھی بھگتا اس ہو کیا اپنے پاپ سے؟؟؟؟ عمر اس کوئی موش کمر کچھ

اس نے پوچھا۔ عا طور پر وہ اتنا موٹ نہیں رہتا تھا ایسے

نہیں پاپ بھٹل نہیں میں بھٹل بھی ماض نہیں ہیں

وہ طہانی کے ہاتھ میں پڑی تھی۔ سے دیکھ رہا تھا۔ سے پس نہیں تھی۔ وہ جب کے یہ بھگتے تھے۔ وہ دوں چھوٹی تھی لیکن طوبی کو سڑا نہیں رکھی چاہیے۔ وہ بھگتے کے سے ہوتا تھا۔ وہی بات چاہی کی ورطوبی د ٹرال بھی ہوتی تھی

ہلو ایک کام کرتے ہیں۔ آج آپ سب کو دیوہ پکٹوں۔ پیچھے کیوں کہ پاپ آج سب کو گھمے نہیں لے کر گئے۔ نادر و لگ رہا تھا کہ آج اس کے بچے ماض ہیں اس سے ماض نے ان کو منانے کا ایک ورطوبہ تھا۔ او اس نے یہی چیز سے شو ٹال رہی تھی۔ آج ان کی پائوں میں میں سے اس نے صفائی شامل رہیے۔ طوبی ور عمر ن کوں کے پیچھے دھڑل سے دیے۔ طوبی تو بہت خوش بول۔ ور عمر ن کے چہرے پر بھی مسکرت ہو گیا۔ تھی نادر سمجھ گیا کہ دیوہ پکٹوں سے وہ خوش ہو گیا ہے۔ وہ واقعی دیوہ پکٹ تھا۔ سے خوش ہو گیا تھا۔ لیکن کیوں؟؟؟؟ یہ نادر بھی نہیں جان سکتا تھا

آٹھ سال کی عمر میں عمر ان کو لگے دمس کے ساتھ پچاس روپے پاپ۔ اتنی بھی ملتی تھی۔ لیکن وہ روزہ ف تیس روپے خرچ کرتا تھا اور طوبی تیس روپے وہ بولی کے دس روپے پر لیتے ہوئے معذور و ان حصوں میں ڈال دیتا تھا اور بدلے میں دوسروں کو دے دیتا تھا۔ یہ کام وہ پیچھے پانچ مہینوں سے کرتا آ رہا تھا۔ پہلے وہ سارے پیسے خرچ کر دیتا تھا لیکن اب سے سے معذور و مالد تھا اس نے اپنا خرچ گنتا دیا تھا۔ اب وہ ف تیس روپے خرچ کرتا تیس روپے اس کے پاس رہا جاتے اور چھٹی ہوتے ہی وہ سب سے پہلے بھگتے گروہ میں رہا۔ وہ سارا طوبی کو بھی اس کے اس کام کا پتہ نہیں چلا تھا

میں آج اس کے ساتھ چھ نہیں ہو تھا۔ اس کا وہ فیس اس اپنی پکٹ میں بھولی آیا تھا اور لٹ

نام میں سب عمر سے جسے کے تیس روپے خرچ چھ تھا فیس نے اس سے پیسے مانگ لیے

میں اس کے پاس آ پیسے نہیں تھے۔ درج تھے وہ وہا کا حصہ تھا لیکن فیس بھی تو اس کا وہ ت

روٹی کی دہری ہر گھنٹی خیمہ صاحب سے منع کیا تھا کہ سٹا سٹال کے برتن لٹک کر رہے جائیں لیکن ایک
 تو کھر میں اتنے برتن نہیں تھے کہ لٹک لٹک سٹال ہوتے ور بھی وہ لوگ کہنا یہ تھے جو ہستر پہ بیٹھ
 جاتی وہ ہم ہوتے رہتے ۲ چاری سے جاتے جاتے ہی ۲ کرنا پرنا وہ ٹی برتنوں میں سب کو کھانا
 بھی پڑتا اس کا بیجا حمل بھی تھوڑا تھوڑا کھانا تھا لیکن کسی نے درجہ عشاء نہ سمجھا بلکہ آخر بیوی کی موت
 کے دہینے بعد بد سے بھی نہیں تھے ہوں تو سب لوگوں کو گھٹی سے بھی تو وہی جان بوجھ کر لٹک
 کئی تھی بھائی بھائی خیمہ صاحب کے پاس گویا غلے کی دکان سے بھی آرام نہ آیا تو خیمہ صاحب
 نے بڑے ڈانٹ کا یہ دور سے ہاں بھیج دیا بڑے ڈانٹ فیس کے بار بار دیا یہ تو اس کی میت
 کی تقریب تو دینی عالمی بھی تھی سو مہینہ بڑا مشکل سے رہا وہ سے مہینے میں بھی بیک مال
 رہا سو کچھ بڑے کٹھن سے دھپیں دانی سے ہی تھی اور دھپیاں میں اسے بہت زیادہ
 آغاں ہوا خون کی مانی و ہلکل قسم ہوئی تھی البتہ عیسیٰ سے کبھی کبھی سوچتی لیکن وہ مہینے بعد وہ
 دوبارہ بیک گیا کیوں جاتا وہ غیبا تو ہوئی تو پھر ہر پیر مہینے تھی میں کیوں کرتے دو دانی بھی
 چھوڑ دی اس نے آتے وے چار مہینے ابھرتے رہے ۲ حمل م دوری بھی بنا دیکھتا تھا کچھ نہ
 کچھ کام بھی کرتا وہ ٹھیک ہو گیا تھا لیکن پھر پھر نہیں اپنا کام سے کیا ہو گیا وہ کھانے لگا تھا اور جب
 کھا سے لگتا تو عشاء ۲ کہ اس کی ماس بد ہونے لگتا اور پھر کھانے ٹوٹے ہوئے سے دانتوں بعد ہی
 وہ بیک دیکھ جانتے ہوئے خون تھو کے لگا تھا وہ بیک دیکھ خیمہ صاحب کے پاس یہ ہیں تمہوں نے
 پھر سے بڑے ڈانٹ کے پاس بھیج دیا ۲ کہوں سے بڑے ڈانٹ کی دواں سے بھی آرام نہیں آتا تھا وہ
 بڑوں کا وہ چار ہوتا تھا وہ بڑا وہ ستر سے بیک بھر داتا تھا تو کام کرنے سے جاتا ۲ ایک مہینے تک وہ
 ہستر پر پڑ رہا اور کھانا سارا گھر کے کونے میں اس نے بیجا چاہا چھانٹھی داریہ س کے پاس جاتی
 تو سے بھی تھرک دیتا شاید وہ قصہ ایسا بنا تھا تا کہ وہ اس کے پاس نہ آئے مہار سے بھی نہیں
 دیکھ لٹک جانے ۲ داس داس بکری نے سے زیادہ مہلت نہیں دی ایک مہینے بعد ہی ایک دن
 کھاتے جاتے اس کی سران یک طرف کو ڈھکائی داس کے چوتھے دن سے آتی تک نہ بیک، صبح
 سے ہی دم پڑتا تھا پڑھ جاتا وہ چلتے دگ سے اتنا کچھ دے ہی دیتے کہ شام کو وہ گھر دو روٹیاں
 ورنہ سب سائل لے لے جاتا جو وہ اور روٹیاں کھا جیتے

پچھلے سات سال سے اسی فٹ پاتھ پہ بیٹھے ہوئے اس نے لوگوں کی تھڑکیاں اور گایاں بھی کمالی
 تھی بدلتی بھی سی تھی پے در سے میں تن آمان اور پڑھ کر اس کے الفاظ بھی نے تھے مفت خوری کے
 چلنے بھی ہر وقت یکے تھے جس آیت کے ساتھ بیٹھا یہ ظہر مال بچوں کو ۲۵۵۵۵۵۵۵۵

ضمکی چپکھے پانچ دنوں سے خالہ سے دروغ صبح صبح ایک پھول دیتی تھی جو صبح دم رات کو گھر آتے ہوئے لے آ کر رات کو پھر دو۔۔۔ بے کمرے میں رکھے ہوئے انڈا ورنٹ کے ساتھ ہی اسکے نکلنے میں سجا جاتا۔ صبح وادھر جانے سے بچ جاتا اور صبح جاتے ہوئے وہ پھول وہ اپنی ماں کو دے دیتا جہاں پھول کو جی ہی محبت سے وجہ کو دیتی اس سارے گھر سے بس وہی تین لوگ نگاہ تھے

آج بھی وہ اچانک تو پو، کی وریدہ پورے ختم ہوئی، دو تو نچر پڑا۔۔۔ دوبارہ جاتے تھے۔ اس نے دوبارہ سوئے کی کوشش کی تو لیکن اسے پتہ نہیں آتا، سو اٹھ کر اس نے منہ ہاتھ دھو، اور پچھلے خالہ کے پاس ناشتہ کرنے چلی

اسلام و بیٹیکر حال۔۔۔ اس نے ہنسنے میں مصروف رہا۔۔۔

بیٹیکر سلام۔۔۔ وہ بہت خوش ہوئی کیا وہ آج نہیں جانا کیا تمہیں؟

نہیں حالہ آج مجھ ہم کلاس ہیں۔۔۔ تو سوچا کہ چھٹی کر لوں لیکن بھی جی دیر ہو گئی ہے اور پر سب سو رہے ہیں، بنا نہیں کیا مسئلہ سے جی دیر تک سوتے رہتے ہیں سب اس نے جھجھکتے ہوئے کہا

خالہ مجھے بھی ناشتہ کرا ہے پر کھانا کے یہ، مجھے خالہ کے ہاتھ کا پراٹھا وہ بہت شوق سے لاتی تھی

چھاتم بیٹھو میں بتا رہی ہوں۔۔۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا

نہیں حالہ میں صحن میں جاتی ہوں تھوڑی دیر اسے دن ہو گئے پوروں کو بھی نہیں دیکھا۔۔۔ اسے پود بہت پسند تھے

لیکن کے دروازے سے نکلے ہوئے وہ ایک دایہ مڑی اسے ابھی دیال آیا تھا کہ حالہ جی دیر سے مسکراتی تھیں

کیا حالہ آپ؟۔۔۔ یوں رہی ہیں؟

مجھ نہیں ویسے ہی میں بیک معصوم بیٹی پر پیارا آتا مجھے، انہوں نے اپنی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے کہا اور کلاس میں مصروف ہو گئیں۔ وہ صبح میں آج چھوٹے پوروں کی کیا رس کے پاس جا رہا تھا۔۔۔ اس میں سے سو بھی بولی بنا تھیں نکالنے لگی

بھی تھوڑی ہی دیر رہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے کھٹکھٹا رہا۔۔۔ یہ کرنے کی کوشش کی

رہتا م تکی جلدی،۔۔۔ دوڑتے ہوئے مڑی

لیکن باجہ تو حوریں ہی رہ گئی۔۔۔ وہ رہا س نہیں ساد تھا، مسکراتی کو نکلے جا رہا تھا

یسی ہو جیسہ ۲۰۲۰ پیش رہا پورا مہینہ تھا جبکہ دلی گھر لوگ ایسے وہ تو سکی تھی

میں صوبہ ہوں آپ کیسے ہیں اس نے دوپہر بھیا کرتے ہوئے ہا

میں بھی مظل بھیا ہوں آئی تم پوچھو کی نہیں جا ہی جاکیا؟؟

نہیں

آپ بھی من نہیں رہے؟؟ کچھ سحرک اس نے پوچھا

میں تو جا چکا۔ کچھ جا چکا۔ سے آ رہی ہوں واسطہ مرے چا چا ونگا

جی رہے۔ ۲۰۲۰ وجہ ہمیشہ صبح بھیا جانے کا ہی تھا آج تاہم کیسے ہو گیا تھا

دیر نہیں ہونا بھی تو صرف سات بج رہے ہیں اس نے بیٹی کلاہا پر ہمدگی ہوئی گھڑی کی طرف

دیکھا

یہ ۲۰۲۰ سات بجے ۲۰ سے ساختہ میں کھڑے نکلا

ہاں بھی ساتھ ہی رہے ہیں اس نے دوبارہ گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے تھکاتی کی

وہ خاموش کھڑی رہی۔ بچی بے وقوفی بھیا بچی تھی صبح احمد گھڑی کی طرف دیکھیں رحمت اس نے

نہیں کی تھی۔ وہ معاملہ دیکھتے ہوئے بھی ہانم پر نظر نہیں ڈالتی تھی۔ سنا۔ دلی دلی مسکرتے بھی بھیا تھی

بوشہ مارے اور پچھتاہے ہوئے فوراً حذر کی طرف قدم بڑھانے

وجہ۔ صادمی آقا پر اس کے ہاتھ قدم رک گئے

میں صبح ایک پھول دینا میں پسند آتا ہے؟؟

آپ آپ آتے ہیں وہ تو کھا رہی ہیں اور کچھ مال کا وہ ہو پھول پسند آتا ہے۔ مہمکا کے وہ

آہستگی سے ہوں اس کے بچے میں تھوڑی سی مامانگی تھی

میں کو میں ہی دینا ہوں۔ درود ۱۰۱ ہے کہ جب میں جاتا ہوں تو اس وقت تم سو رہی ہوتی ہو۔ وہ حسب

میں آتا ہوں تو اس وقت بھی تم سو رہی ہوتی ہو۔ وہ دھماکتا دیتے ہوئے ہوا

میں جاگ سکتی ہوں۔ صبح بھی اور سات کو بھی۔ وہ درود مستور دیکھے ہی دیکھتی رہی

صادمی نے چہرے پر مسکرتے ہوئے گویا پھول دینا۔ سے پسند تھا وہ پھول بھی۔ وہ پھول ہی آ رہی

تھی۔ درود ۱۰۱ کے پوچھنے پر ہی بتا دیتی تھی کہ وہ بہت خوش تھی جتنی بھی پھول پا۔ نہیں آئی صادمی کے

ساتھ وہ کہہ رہی تھی کہ وہ اس سے پھول لینے بیٹھے جاگ سکتی ہے۔ سنا مطلب تھا کہ وہ اس سے پھول

دینا چاہ رہی تھی۔ وہ یہ بات وہ سمجھ بھی ہاتھ

کچھ شیدا ہے۔ ۲۰۲۰ کی کے ہاتھ نہیں بھیجے گا نہیں۔ درود ۱۰۱ سے صادمی بھی نہیں

اس نے غور کرنا پسند کیا جیسے اس کی رہتی حالت پر شبہ
 میرا خیال ہے کہ اس دور سے میں جو بھی آتا ہے وہ پڑھنے ہی آتا ہے۔ اگر تم کچھ اور کرنے آئے
 ہو تو مجھے بنا دو پھر میں بھی سوچ لوں گا کہ یہ پڑھوں یا وہ کام ہی رہوں
 سیف اللہ کا مات پرزیر بھلا اسے ایسی بات کی امید نہیں تھی۔ خاص طور پر جب وہ آئی تھی
 آیا تھا۔ یہی بات تو نفع تو قیوں کو بھی نہیں تھی

وہ ابھی چار پانچ پر جا کر بیٹ گیا۔ باقی سب کچھ یاد کر رہے تھے۔

تم لوگ یاد رہو۔ ۱۹۹۹ء

آئی کا پرہا ہو سہی۔ جماعت سیف اللہ طرف سے آیا
 ایک دست تو جاتا؟ تم رہو گے۔ ۱۹۹۹ء میں نے وہی رہوں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 نہیں۔ تو میں سے ایک ہوں۔

تو پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ ۱۹۹۹ء

کیا ہو میں؟ ۱۹۹۹ء تمہیں دکھان دے رہا ہے کہ ہم سب پڑھ رہے ہیں
 تو پڑھنا میں نے کہا منع کیا ہے؟ ۱۹۹۹ء چھپا ہے نام تو ہمارا
 وہ سب اس کی طرف توجہ دے بغیر اپنے کام میں مصروف رہے
 تمہارا نام کیا ہے؟ ۱۹۹۹ء اس نے گونے والے سے پوچھا۔

امیر عمر۔

اور تمہارا ۱۹۹۹ء دوسرے سے پوچھا۔

علی زید۔

اس نے تیسرے کی طرف مڑ کر دیکھ کر دیکھا۔

عمر فاروقی

رہز دست

اور کب سے ہو یہاں؟ ۱۹۹۹ء اس نے ایک دیکھ کر پوچھا۔

دیکھو بد تمہیں دکھا دے رہا ہے کہ ہم اس وقت پڑھ رہے ہیں چھپ کیوں نہیں ہو جاتے
 عمر فاروقی نے مجھ سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

اچھا ٹھیک ہے یہ دفعہ یوں ہوتے ہوئے ۱۹۹۹ء جب پڑھ لو گے تو قیوں کے دیکھیں۔ دیکھیں وہ سب
 جوتی تھی۔ انہوں نے جو ٹیڈن سے نہا۔ سب اس کی تھی۔ بے تکلف چھپ نہیں لگ رہی تھی۔ لیکس ۱۰

دیکھو فضل اللہ صاحب ہر کسی سے نہیں کہہ سکتا میں بھی چھ ماہیں میں بتا سکتا لیکن
میں بھی اب فیصلے کی حاجت بھی نہیں کرونگا
میں قاری صاحب وہ بگڑ رہا ہے
بگڑنے کا انداز مدرسے پر ۲۵۹۹

میں وہاں پابندی تو ہوتی ہے مگر قاری صاحب، طرح آگے سے پھر نے اور غنڈہ تری
تو نہیں کر پائے گا
یہ غنڈہ تری نہیں لیکن بہت سی اور طرح، غنڈہ تری دیکھ جائے گا فضل قاری اور میں کسی بھی
طرح رضی نہیں ہو رہے تھے

لیکن میں پچھتا چھڑ کے ہی بھجوں گا اسے لوگوں سے پوچھوں گا مدرسے میں پڑھنے والوں سے
پوچھوں گا، یہ سب ہی نہیں بھی ادا کر رہے ہیں بھجوں گا
تم بگڑ بھی کر لو فضل میں پھر بھی یہی ہوں گا کہ فیصلہ سوچنے کو کرنا مرضی تمہاری ہے لیکن مدرسے کی
بجائے مجھے ہتھوڑا دے دیں گے

میں سوچے سمجھے کر ہی فیصلہ کرونگا قاری صاحب، لیکن تناؤ میں سمجھنے کی چٹا ہوں کہ اب سے
قابو کرنا میرے لیے آپ کے پس کا کام نہیں ہے
غیب ہے فضل ایک مرضی اور حقیقت دیکھو نہیں سوتے سمجھ
بہر حال جناب اب چلتا ہوں حد ادا کرتا، وہاں سے ہوتے ہوں

حد ۵۵

وہ گھر آ گیا، سارا سارا تہذیب انہیں ہوتا رہا کہ آؤ فارین صاحب رحمت کہہ رہے ہیں بنائیں
چاہتے حال دیکھ رہے ہیں ایسی کوئی برائی بھی نہیں ہے بہت سے بچے مدرسے سے پارہ کرا رہے ہیں
جاتے ہیں اور پھر مدرسے کا حال تو بہت چھا ہوتا ہے وہاں چاکر تو بہت بڑے شیطان مدرسہ چلتے
ہیں پھر رحمت تو مدرسہ ہی جانے گا

وہ ویسے بھی رہ سوسھی تو مدرسے چاہا چاہتا تھا، اور سنے جانے میں یہی کوئی برائی بھی نہیں ہے
حقاً تو وہ بچے رچنے والے مدرسے میں ذاتی علم بھی پڑھ لے گا اور مدرسہ بھی جائے گا، میں پھر قاری
صاحب مدرسے کا حق مخالف نہیں رہے تھے ۲۵۹۹
میں سوچتا، اس پر مثال دیتی تھی

وہ مدرسہ بھی سچا رہا، قاری صاحب کی جتنی کھلی حالت لے لے فیصلہ، نے میں مشکل میں

میں: لی دینی چاہیے۔ چار مہینے پہلے یہ سمیت تمہارے۔ مجھے میں ڈال دوں۔ ویسے صبا بٹی بی آئیں گی
 دت سے تم سے یہ کوہ گناہ کہتا تھا جس میں جی بھیا تک رٹی سے ۱۹۹۹ء کا کانفرنس سے یہ سوا
 رارڈ اور ٹماٹر از میں ہوتا

۱۹۸۱ء کی نظر سے تر کیا تھا۔ لکھا پھلا حراق اس کی حالت تھی۔ جب موٹا میں ملتا تھا تو وہ دت
 میں ہنس دتی کا کیا۔ کوئی پہلو اصرار ملتا تھا۔ وہ ہنسے والے کو لا جواب داتا تو کوئی اس سے نہیں ارور
 تو صبا بٹی تھی جس سے وہیں عام تو ملتا تھا ہیں، رٹش بھی ہیں
 میں نے کوہ گناہ نہیں دیتا
 تو پھر تمہیں ہر سہیہ کی ٹی ۱۹۹۹ء
 فیسے کوہ سے نہیں ٹی
 پوچھ میں کیوں ۱۹۹۹ء

رٹش میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ باتوں پر یہ وہ جیتا دے رہے ہیں اور کیا یہ کم دھپان
 سے چلا۔ میں اور مسند میں ۱۹۹۹ء جواب ہر جی تھی
 وہ سے بھی نہیں ہٹا سکتی تھی کہ

دوسری رصا تمہارے ساتھ حنا میرے۔ یہ میرے نہیں بلکہ اس رو گی میں مجھ پہ اللہ کا کیا کیا سب سے
 بڑا کرم ہے میرے۔ سب نے کسی گناہ کے کفارے کے طور پر نہیں بلکہ میری کسی نیکی کا انی، یا میں مجھے
 بد۔ یا سے جہنم میرے۔ مسٹر بیٹے وہ تمہاری جگہ میں رو گی رو گی مجھے لگا ہے
 لیکن یہ باتیں وہ ف سونچ سکتی تھی سے ساتھ ہی سکتی تھی

اس لیے اس نے اس کی دت کو گوں کر کے اسکا جیو ہٹا کر پر لگا دیا
 دس منٹ کے بعد اسکا سول آگیا۔ وہ ہاتر جی تو بہت شکر ادا کیا اس نے
 یہاں کیا وہ جہنم کا شکر رہی ہو؟ وہ دت سے اس کا منہ جھٹکے لگا۔ سے جو بھی دے ہو رہی تھی
 ہیں اس وقت صبا بٹی دت سے شکر دت سے دیکھتا ہوں سے رہا نہیں گیا
 میں اللہ کا شکر کر رہی ہوں جو اس نے مجھے رعدہ سلامت پہنچا دیا۔ پتا تو آتی ہوئی یہاں اور نہیں

تھا

کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ اس نے مگھو

آپ نے تو آج کہیں نہ کہیں دیکھ لگنا کہ رہی۔ یہاں تھے خود آپ نے ویلبرٹ پہنا ہوا
 اس سے وہ چارج نہیں آتی کہیں میں یہ بھی اللہ کے پاس جاتا۔ اب اس وقت پر شکر سنا تو جاتا سے

میدان میں جا کر گھنٹوں گھنٹوں وہی بیٹھا رہتا

وہ بھرا کھانسی ایک لطم کی طرح اس کے دھان میں چلنے لگتا۔ آج بھی یہی ہو رہا تھا۔ وہ کتنی دیر سے
بیٹھا ہوا کھانسی ہی کر رہا تھا۔ مجاہد لہذا کھانسی

دیکھ

جانے اس کا کھانسی تو وہ؟

مجاہد: دے مجاہد ہو جاو۔ بھڑکی اور ہو رہی ہے

سیف لہذا ہے آوارہ

اور وہ اس کا آوارہ سنے ساتھ ہی تھا۔ وہ صبح جلدی اٹھے اور ورزش کا عادی تھا اور کئی سال کی
تھکاپ کی وجہ سے رات کو بہت کم کی میڈیٹا اورانی وجہ سے اس کی آنکھ دھندل گئی تھی۔

مجاہد کی سے اٹھ جاو اور صبح کو بھر جاو۔ عت میں آ جاو۔ سیف لہذا نے اس کی رہنمائی کی

کی

ٹھیک ہے وہ بہتر ہے۔ ٹھیک

سیف اللہ تو صبح چلے ہو؟ اس نے کہا۔ سے نکلتے ہوئے پیچھے ہٹو

ہاں میں رہ چکا ہوں۔ وہ میں مسجد جا رہا ہوں۔ عمر اور عمر ہوگئے۔ تم بھی جاو

ٹھیک ہے تم جاو۔ او۔ دو صبح سے چائے

دو صبح کے کم۔ میں یہ تو صبح اور صبح سے۔ فہمی دیر جی چار چار کے ایک کو

پر بیٹھا ہوا تھا

تم نے مسجد نہیں جانا کیا؟؟ مجاہد نے پوچھا

میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ وہ صبح چلے گئے تو میں نے سوچا کہ میں وہ تم ساتھ ہی چلے جاتے

ہیں۔ ان کے مسکن نے ہوئے جا

مجہد۔ چلو ٹھیک ہے چلتے ہیں

وہ وہ دونوں سر سے نکل رہے تھے۔ پیچھے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

وہ صبح معمولی صبح تھے۔ جو وہ اپنے کمروں کا رخ کیا لیکن مجاہد وہی صبح مست میں جاتے۔

نہیں

تم کہاں جا رہے ہو؟؟ اس نے پوچھا

میں فجر کے بعد تھوڑا کھوٹے پھرے گا۔ مٹی سوں اس لیے ہیں ادھر ادھر کیسے تھوڑا ہاں حکومت کر آتا
ہوں تم جاؤ کمرے میں مٹی سب بھی چنے گئے ہیں۔

لیکن تم جاؤ دھڑلے ہو؟؟؟؟؟؟ میں تو یہاں کا رہا تھا نہیں نے مجھ کو مت ہوں حیدر اس کی
تھی غریبوں کو رہتا

مٹی حیدر میں کوئی بچہ نہیں ہوں جو تم جاؤ گا حکومت پھر مٹی کمرے میں وہیں آؤ گا تم فکر مت
رہو۔ دھڑلے ہو ۱۱

چھ چھو خفیف ہے میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔ وہ بھی جانے کے لیے تیار رہا

تم فکر کیوں کر ہے حیدر تم جاؤ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں

فکر کی بات نہیں ہے اس ویسے ہی چھو چلتے ہیں۔ آں اسی بہانے میں بھی صبح کی سیر کر لوں گا۔ وہ
مسکراتے ہوئے سوچا ہوا

وہ وہ دو دوں آستہ آستہ چلنے لگے

دروازہ کالی برائے دو دروازے تھے ایک دروازہ پختل مسجد کے دائیں طرف تھا دروازہ بڑا
وہ وہ ٹکڑا ہوا سے کھٹا بڑا دروازہ سے داخل ہوتا تھا۔ سے ملحقہ دیوار کے ساتھ وہ دروازہ
بہاؤ الدین کی ہوائی خانے میں بھی دو پہر تا کوکل ماہی جا تا تھا اس سے تھوڑے فاصلے پر دائیں طرف
کی پورے ساتھ ایک قطار میں کمرے بنے ہوئے تھے جن میں دروازے میں بنے ہوئے تھے۔ کمرے
تھے قطار میں بہت بڑے کمرے تھے جن میں مختلف درجوں کے چھ لگے تھے بنے ہوئے
تھے اس پورے قطار کے آگے میں غسل جانے والی نہوکی ٹنگہیں بنی ہوئی تھیں کمروں کے دائیں طرف
دیوڑھی اور کمروں سے نکالی جا صے پر دیوار کے ساتھ کچھ بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے جن میں
علی حیدر کے مطابق وہ لوگ بہت پرستے تھے۔ اسی دیوار کے ساتھ آگے جانے میں مسجد کی مسجد
بڑے دروازے کے دائیں طرف کی دیوار دروازے کے سامنے دیوار کے کونے میں تھیں۔ ان
دائیں طرف کی دیوار کے ساتھ آگے آکر وہ کمرے بنے ہوئے تھے جن کے دروازوں پر بڑے بڑے
تالے پڑے تھے

اب کمروں میں کیا تھا سے حیدر؟؟؟؟؟؟ مجھ نے پوچھا

پتا نہیں میں تو جب سے آ رہا ہوں میں نے سب مریں پر مٹی آگے لکھے ہوئے دیکھے ہیں اس نے

قرآن ہے آئے ہو؟؟؟ مجاہد نے ایک اور سوال کیا

مجھے آئے ہوئے ڈراڑھ نہیں ہو گیا ہے

کیا؟؟؟ تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ بچھے! ڈراڑھ مجھے ہے یہ کمر۔ ہمدردیں؟؟؟

رے بس! ڈراڑھ مجھے ہے تو میں آ رہوں ہو سکتا ہے کہ یہ پسے سے ہمدردیں
ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے۔ مجاہد پو۔

لیکن جہاں پنچھ لوگ کہتے ہیں کہ برکت کو ملتے ہیں اور جو کھانا ام لوگ کھاتے ہیں وہاں یہاں
یہ رہا جاتا ہے اور کچھ سے تو میں نے سنا ہے کہ یہ کمر۔ پہلے استسما ہوتے تھے
س۔ کے لیے؟؟؟؟

یہ تو نہیں بتاؤ

چھ۔ جہاں چھوڑ دو فتح کر رہے ہیں کیا

جہاں مجاہد واپس چلتے ہیں لہجہ! شے کا وقت بھی ہونے والا ہے۔ پھر سہل پڑا جھے بھی مانا ہے

حیدر نے طلوع دی

ہاں ٹھیک ہے چلو چلتے ہیں اس نے ہائی بھری

ورہ دونوں دو پکڑاٹ کر اپنے کمر۔ میں آگئے

رحمت اللہ آپ کے ہاں کہہ رہے تھے کہ وہ آچکے وہ سے بھیج دیجئے آگے علم حاصل کرنے کے لیے
آٹ کافی انوں بعد موقع پر جمع کیئے گئے۔ قاری صاحب نے سے وک رہ چھ
قی قاری صاحب نے ٹیبلٹ ریو ہے گھر میں بھی۔ با کو ہاں سے سب نے تائید کی
چھ گھر میں سب کو پتا ہے؟؟؟ انھیں جی۔ جی مانا
جی

تو رحمت آپ کی اماں کی فیصلے سے خوش ہیں یا؟؟؟ انہوں نے ایک اور پوچھ

ہیں قاری صاحب وہ خوش ہیں تو نہیں یہ با کا بیٹا ہے

رحمت بیٹا! آپ کے با آئے تھے میرے پاس انہوں نے وہ ساری باتیں مجھے بتائی ہیں جن کی

وجہ سے وہ آپ کو بھیج رہے ہیں۔ قاری صاحب نے قعدہ بات اٹھوں چھوڑ دی

رحمت اللہ نے پیچھے سے قاری صاحب کی طرف دیکھا۔ اسے جیسے وہی چوڑا جسم پڑا ہو رہا تھے
پر قاضی کی طرف دیکھتا ہے

نہیں دیا مجھے آپ کے ہر بات پسند نہیں آتا۔ ٹر آپ وعدہ کرو کہ آپ آئندہ یہ کچھ بھی نہیں
کرہ گئے تو میں آپ کے بارے میں بات کرونگا کسی خاص طرح وہ فیصلہ بدل ہی دینگے۔ انہوں نے میرے
درد کی

وہ خاموش رہا

پیارا آپ جانتا آپ کے بارے میں بات کروں میں؟؟؟ انہوں نے پھر پوچھا

میں کا ریکارڈ ہے۔ میں خود جاننا چاہتا ہوں

دو چار بات اختلاف کرتے ہی وہ اٹھا اور مسجد سے باہر چلا گیا۔ قاری صاحب پیچھے سے اسے روکا اور
تاریف سے دیکھتے رہے۔ اس ناظرین کے سامنے سے بہت سارے سال پر لگا رہ گئے تھے
میں مہلک ٹھکی ہاروں اور صحت میں وہ بھی تقریباً اسی عمر کا تھا۔ قد نامنوکا بھی اتنا ہی ہو گا۔ اسے
بھی بہت شعلہ خاندان سے چاہا۔ پڑھے کا۔ اسے بھی روکا گیا۔ لیکن وہ بھی پیسے ہی خواہنا چاہتا تھا۔ جیسے
آپ رحمت نہ کہہ سکیں کہ وہ خود جاننا چاہتا ہے۔ اور ہاروں تو چھڑا بھی گیا تھا

پاپا میں نے عبد اللہ و رحمن کو بھی بتا دیا ہے

کیا بتایا ہے؟؟؟؟

نہی کہ آپ پر میں نہیں

۶۶۶۔ تو انہوں نے کیا کہا؟؟؟؟

اور بہت جال ہوا ہے جب میں نے ان کو بتایا کہ آپ گندے لوگوں کو رہاتے ہیں

پاپا میں اور ہار مکمل مارنیت گئے تھے گود ہاں پر ایک گاڑی لے لے میرے جتنے ایکڑ کے کو بہت
مارا۔ پاپا آپ آئیں گے تو میں آپ کو لے کر جاتا ہوں گا۔ آپ اس گاڑی وے کو ہارنا آتا ہے یا نہیں
لیکن کیوں چاہا؟؟؟؟ میں کیوں ہاروں؟؟؟

شخص بہت بے فہم پر محو گفتگو تھا۔ اس کی عادت تھی کہ چور سے سنے میں ج۔ اسے یاد ہوتا تھا وہ
پاپا کو بتاتا تھا۔ کل مارکیٹ میں سے بھی وہ جو کچھ کرا دیتا تھا وہی بتاتا تھا۔

پاپا وہ آدمی بہت گندہ تھا۔ وہ بڑا بھول۔ سچ رہا تھا اور وہ اتنی کور وک کر بھول دے رہا تھا تو اس
شخص نے بے توجہ مارا۔ میں اس شخص کے پاس جا رہا تھا لیکن ہار نے مجھے نہیں چاہے۔ یہ

کیوں نہیں چاہے یہ؟؟؟؟

چتا نہیں ہار کو چتا ہوگا

دو تلوگوں کو وقت بھی نہ مل سکتا تھا۔ پتا لیکھن پور یا کرکوں ڈیوٹی بھی نہیں ہے۔ میں نے اسے اسے نہیں ہوا
وہ اس وقت بھی نہ مل سکتا تھا۔ پتا لیکھن پور یا کرکوں ڈیوٹی بھی نہیں ہے۔ میں نے اسے اسے نہیں ہوا

ایسا نہ نہیں تھا سو روپیہ شرمندگی کی کوئی بات نہیں اور نہ ہی شرمندگی کی فہم داری مجھ پر ہوتی ہے
وہ دوسری بات یہ کہ آپ سے ملنا ہی ہے۔ پہلے میں یہ سب جانتی تھی کہ آپ کا لوگوں کا وقت نہیں دے
کئے اس لیے میں نے ہی طور پر یہ رہا ہوں۔ آپ پہلے میں پر کوئی ہو جی۔ میں نے ۲ سو فی کا ایک گولہ
اس نے حق سے تار کیا

وہ لوگوں کی شرمندگی نہ ہو رہی تھی۔ آؤ نکال دینا چاہا چھٹا تھا نہیں جانتا تھا کہ سلی ہوئی اس سے
کبھی شکایت نہیں رہی۔ وہ خود آ سوئی جاتی تھیں۔ اسے یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ اسے کبھی کہہ دیتے ہیں۔
وہ کی۔ دوسری کچھ دے دے۔ پتے میں بھی منتقل کر دیتی تھی۔

مجاہد تھوڑے سے میں آئے ایک جتنے ہو چکا تھا۔ پہلے شریہ تجسس کے۔ وہ جوتا کی مدد کا۔ بھی
بگڑا۔ مورا صاحب سے میں ہوئی تھی۔ سے غایا یہ کہ بڑا۔ مورا صاحب بھٹے میں ہے۔ ایک
دور میں، جتنے ہیں۔ وہ بھی گھر نہیں وقت مل جائے تو دور بھی بھی جتنے گڑھا جاتے ہیں۔ اور وہ دور سے
کار ختم نہیں رہا ہے

آج جتنے کا دن تھا اور مولوی شام اللہ نے کل انداز کیا تھا کہ بڑا۔ مورا صاحب کا دن ہوگا۔ آج
صبح سے دور سے میں جوش و خروش پڑا چارہ تھا۔ سیف اللہ نے سے غایا کہ بڑا۔ مورا صاحب کے
مردوں کے پہلے طلباء میں ایسا ہی جوش ہوتا ہے

عام طور پر تو دور مولوی شام اللہ مولوی صاحب اور مولوی صاحب مدد بن کر رہ گئے۔ چلتا تھا لیکن
لوگ کہتے تھے کہ صل ٹکڑا مورا۔ مورا صاحب میں

آج نہیں، مٹنے کے دور بعد سٹل پر سے نہیں جاتا تھا بلکہ میں جانتی کہ میں بے مورا صاحب کا
دن شروع ہوگا کہ "لکھنؤں کے بگڑے میں ہونا چاہیے تھا"

بڑے مورا صاحب سے آئی ہیں۔ جس کی شہرت میں دور وہ بگڑ چکی ہوئی ہے۔ اس نے
ماتے سے فارغ ہو کر کم سے میں آتے ہوئے حیدر سے پوچھا

یاد آئے خود کچھ بھلا بہت پہنچے ہوئے ہارگ ہیں۔ اللہ نے بہت درجات دیے ہیں۔ اس کو اس
نے تعریف کی

اچھا بیٹہ ماما سے میں نے۔ سے پہلے میں مورا صاحب کا غایا

یہ مجاہد ایسا بڑے نگیں دلوں میں کہ انہیں دنگ رہ جائے مولوی تمام اللہ بھی ہیں مولوی بدلی و
قاری صلاح اللہ یہ بھی ہیں نہیں جوتہ گوند نے دی ہے کہ ایک ہوا نہیں پہنچ سکتا مدبر ہوا
مورنا صاحب سے بہت متاثر نظر آ رہا تھا

تم چھوڑ دو یہی تعریفیں نہیں کرے ہو؟ مجاہد نے ہنستے ہوئے پوچھا
نہیں یہ اس مرد سے کا پڑھا پڑا ہے مولانا صاحب سے یہی ہی متاثر ہے دیکھنا آج تم مل گئے تو
تم بھی تعریف ہی دو گے

بابا بیٹے ہیں اللہ شہ کرم دے جتنی تعریفیں سے باتوں کی قصبہ سے رنگے لگا
ہے اس نے سرفروشی کی

نہیں یہ دے رہے ہیں دوست نہیں ہیں وہ تو طلبہ دے مانتھ وہاں سے بڑا حد شیش ہیں تم بھی ڈار
دے ہو لیکن ان سے ملو گے ہم بھی اگلے ستر میں رفتہ رجواؤ گے یہ دعویٰ میرا کرنے یا بھاف پتا بھل
رہا تھا کہ یہاں پر مورنا عبد رحمان کا کیسا رشتہ

گر رے سات دلوں میں مجاہد اللہ کی سیف اللہ ہا میر حمزہ عمر فاروقی اور علی حیدر کے ساتھ چھی
خاصی دوستی جاگتی تھی اس میں ریہ داخل نکلے ٹکٹہ طبع کا تھا وہاں میں سے بھی خاص طور پر علی
حیدر و سیف اللہ کے ساتھ سب سے ریہ کا رشتہ جھسکا تھا اس کی ہجرت دلوں کا رٹا بے حد دیال
رکھتا تھا

بہا شیتہ کر سکواں ہوں بے کا انتظار کر رہے تھے وہ سب کمرے میں بیٹھے اس وقت بڑے مورنا
صاحب کے کمرے میں ہی موت کر رہے تھے

چوسب ٹھہرا دھوکہ وریہ چلنے کی تیار کر مارا ہے نو بجے تو عمر نے محل برخواست کرنے
کا کہہ دیا وہ سب اٹھ رہے تھے نے چلے گئے تاکہ وہاں جے سے پیسے پہنچ جائیں

اس جے سے پیسے مارے طلبہ راجہ ری میں جمع ہو گئے آن مجاہد مد کا پیراں تھا وہ مورنا
عبد جہاں کے مارے میں وہ تھا مجھ کن چکا تھا کہ وہ خود مروں تھا اس نے ساتھ کہہ کر نئے آنے
وے طاپ کا اس سے تعارف کرایا جاتا ہے جو آن مجاہد اللہ کا تعارف ہونا تھا وہ مورنا سے

پورے دن بچے مورنا صاحب مورنا شاعا اللہ وادی وادیوں کے ساتھ رہا اری کے رفتار سے
اللہ داخل ہوئے مجاہد اللہ تو اکر دیکھتا ہی رو گیا ایسی باو عب قصبہ میں نے پیسے کبھی نہیں بھیجی
تھی ان سے چیز سے سے نور نہیں رہا تھا ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں شیش تھا مر بھی تھی وراہتہ
آہستہ چلتے ہوئے مارے طلبہ کے سامنے آئے جو گئے ام میں کھڑے ہو گئے تھے یہیں نے اب

کو سردم کیا اور جواب پوچھ کر کے اسٹار سے سب کو پیچھے کا کہا اور خود بھی ٹکیوں کا سہارا سے بچھ گئے
مولوی ثناء اللہ اور وفاقی دونوں ان کے پیچھے بچھ گئے

کیسے ہو چکے؟؟؟ بیوں نے مسکرتے ہوئے بھاری نین پر صدر آرمیں پوچھیں سب نے
ایک ساتھ آواز ملتا کہیں خوشی سے جواب دیا

مور ناصر صاحب نے سڑک پر مولوی ثناء اللہ کی طرف دیکھا اور ہنسنے لگا اور پوچھا کہ پوچھنا پوچھنا پوچھنا پوچھنا
وہ ہنسنے لگا اسٹار سے مجاہد کو پتہ چلا کہ اس نے سنا تو تھا کہ مور ناصر صاحب پر مئے آنے والے
ہے مئے ہیں لیکن اسے یہ سہرا نہیں تھا کہ وہ طرح سب کے سامنے ہے اپنا پاس بلائیں گے وہ
ڈرتے ڈرتے اٹھا اور بالکل لڑکھڑاتے قدموں سے اس کے پاس آیا

بیٹھا بیٹھا نہیں نے مجھے بچے میں جا
وہ خاموش ہے وہاں بیٹھ گیا۔ کئی نظریں زمین پر تھیں مور ناصر صاحب کے یہ وقار چہرے کی طرف
نظم انہی نے کی بہت پسند ہو رہی تھی سب
مام کیا ہے دیا؟؟؟؟

مجید منہ
ثناء اللہ بہت اچھا مام ہے اللہ تمہیں اپنا مام کی لائق رکھے بہت دے۔ نہیں نے
کے سر پر چڑھا تھا

آپ یہاں نوٹس مونا دیا؟؟؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟؟؟ نہیں نے ہی بہ شخصیت چھ میں
پوچھا

میں مور ناصر صاحب میں بہت خوش ہوں کوئی تکلیف نہیں ہے یہاں پہ
ٹھیک ہے پہلے کوئی مسئلہ ہو تو ہے قاری صاحب کو پتہ کہ وہ سب کچھ میں تو مجھے
پتہ کہ وہ سب کچھ

میں نہیں ہے۔ اور خود بننا چاہتا ہوں کہ وہ کئی حاجی اور مفسرین سے بہت متاثر ہو رہا
تھا

میں اللہ نے مور ناصر صاحب کے بارے میں جو باتیں کہیں سے بڑھ کر پڑی کئی شخصیت ایک
وقت کئی طرف سے سنا کہ اپنے حصار میں سے وہی تھی رعب تھا کہ نظم انہی کا مشکل تھا کئی
طرف بہت چہرے یہ وہ بات تھی کہ نظم ایک بار پڑھا جاتی ۲ دو بار پلٹنا مشکل ہو جاتا اور میں وہ بھاری
ہنسنے کو کہتے تو لگتا کہ جیسے وہی گڑبڑ رہے ہیں۔ رہے ہیں وہ سب سے پہلے جھرنے کو

ہیں اور وہی سب کی طرح مجاہدہ کو بھی بے حصار میں جکڑ چکے تھے۔ وہ کسی معمولی طرح کے سامنے سے ٹھکر چکی تھیں۔ پھر وہیں آکر بیٹھ گئے۔

کھونچنے، ماماشوں کی حقیقت یہ ہے؟ ہم میں جو تناظر رہتے ہیں وہ وہاں سے ہے کہ ہمیں لگتا ہے کہ ہم نہیں رہیں گے۔ تو اس دنیا کا نظام ہمیں چل پڑے گا۔ جبکہ یہ مطلق بھی نہیں ہے۔ اس کائنات میں ہم اس کا ایک وجہ سے ریہہ دیتے ہیں۔ جو یہ کہ مطلب سمجھتے ہو؟ یہ جو سامنے دوں رہا ہے۔ یہ جو میرے ہاتھ میں مصا ہے وہ یہ حلقہ کے جس پر میں نے ٹیک لگا رکھی ہے یہ سب ہے۔ یہ ایک وجہ رہتے ہیں لیکن یہ ہے آپ میں کوئی ذات نہیں ہیں۔ ہم بھی آپے پروردگار تو رہتے ہیں لیکن یہ نہیں ہیں۔ ذات فیک ہے جو قدرتی ہے وہ اصل ہے۔ اس نے منہ کائنات بن گئی۔ وہ کس قدر لگا کائنات مجاہدہ سہا ہے گی۔ وہ پھر کبھی نہ آتوں جیسے ہی ورد کائنات تخلیق ہو جائیں گی وہ تھا وہ ہے اور وہ دے گا ہم نہیں تھیں اب میں وہ نہیں رہیں گے کیونکہ ہم وہ ہیں ذات نہیں۔ تو یہ تو تھا ہی

وہ کچھ دیکھیں گے اور طلبوں طرف انہوں نے سب کے بچے اور لفظ کے بحر میں غوطہ کھینچے انہوں نے تھوڑا توقف کیا اور پھر بولنا شروع کیا۔

چچہ، خدا کو ہم انسانوں سے صرف عبادت نہیں چاہیے۔ اگر اللہ کو وہ ہے کہ ایک جھگڑا، مخلوق کی وہ دیت ہوئی تو انسانوں کو پیدا کرنے کی سے وہی وہ دیت ہوئی تھی۔ سجدے کرنے کے لیے فرشتے کالی تھے جو ایک سجدہ تمام کے ہیں جو ہر دلوں پر بچھا ہوتا ہے۔ یہ پھر وہاں پہنچا ہوا ہے کہ ہے۔ سامنے اس پر اوں بیڑوں پہاڑوں میں رہتے رہتے وہ کو جہاں اس کے کوئوں پیدا کیا؟ اور اسے شرف امتیازات کیسے بنایا۔ صرف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان سے اللہ کالی و سجدے اور عبادت کے علاوہ کچھ چاہیے۔ مطلب اس کی پیدائش کا کچھ یہ مقصد ہے جو سامنے جھگڑنے سے آگے ہے۔

انہوں نے ایک بار پھر وقفہ کیا۔ وہ ایسے کچھ نہیں کر بول رہے تھے کہ اسے اس سے نکلنے کا سامنا تھا۔ خیرہ سے کہہ دل اور سامنے پر شکر رہتا تھا۔ مجاہدہ بھی کچھ ہی ماقامات میں سمجھتا تھا کہ ہمیں کسی بھی انسان کو سمجھنا بہت اچھی طرح آتا ہے۔ اور وہ کسی بھی انسان کو اپنے بحر میں جکڑ سکتے ہیں۔

اب کھونا ہے۔ ہم نے سدا کوہ ف عبادت کا مجموعہ سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ مطلق نہیں ہے۔ پہلے عرض رہا کہ اگر وہ عبادت ہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہوتا تو انسان کی پیدائش تو خود ایک سادہ سا کتاب ہے۔ لیکن انسان کی پیدائش اور اسے صحیح درغلط میں فرق کرنے کی سمجھ ہو جو دنیا اس بات کی دلیل

ہے کہ اللہ نے اس دنیا میں اس کے لیے کچھ غلط اور کچھ صحیح رکھا ہے۔ اب بس اللہ نے اسے یہ عقل بھی دی ہے کہ وہ فرق بھی کر سکے تو گروہ پر بھی صحیح کو نہیں چننا تو اسے یہ ملنا بھی اور نرود ہے

خدا نے اسے تہجد میں سہ پہر کا رکھتے ہیں چاہے وہ بھگوان کی صورت میں ہو یا اللہ کی صورت میں مسجد جا نے والا بھی اللہ کے سامنے جھکتا ہے ہندو جانے والا بھی ایک بھگوان کی پوجا کرتا ہے گرجا جانے والا بھی سی ایک خدا کے سامنے جھکتا ہے پھر یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اگر اللہ کے سامنے ہی سب جھکتے ہیں تو اتنے سارے مذہب کی باخبر دست تھی پھر تو اس مذہب ہو یا چاہے تو جس میں سب اللہ کی عبادت کریں ایسا ہی ہے مایوس

میں نے طلبہ علی عرف دیو کر پوچھا

جی مولانا صاحب سب نے ایک اور کیا

یہ تو مذہب ہے وہ اللہ کا پسندیدہ ترین مذہب ہے لیکن سنا یہ مطلب نہیں کہ ذاتی مذہب عفو اللہ غلط ہیں یہ جھوٹ پر مبنی ہیں۔ وہ بھی چاہے روئے میں ٹھیک نہ چاہے وہاں ہوے تھے لیکن خدا میں آنے والے پھر وہاں سے نہیں نکلیں گے اس میں رہے ہی نہیں اور جو آخر میں اسلام کو بھیجے گا وہ ذاتی مذہب و منہ ختم سا پڑا اب تو بھی اس مذہب کا پھر وہاں ہے وہ غلط ہے کیوں کہ اسے خود بھی نہیں چاہا کہ جو اس کلمہ مذہب ہے وہ اصل حاکمیت میں کیسا تھا ایک مذہب اسوہ ہے جو آیت بھی اپنی سلی کا میں سے

تو یہیں آیت میں نے آپ کو یہ سمجھائی کہ انسان کی پیدائش کا مقصد فی اللہ کی عبادت کرنا نہیں ہے۔ اب اس کی پیدائش کے محکمہ مقصد پر نکلے جتے کے درمیں ہدایت ملے گی اور گروہیت ہی تو ان درموضوں پر بھی بات ہوگی۔ اسلام و شیعہ و رومنہ اللہ و برکات اللہ کا قیل اور دوشو نر چلے گئے سارے طلبہ بھی اٹھ کر چاہے کہ وہ میں دیکھ گئے

ظفر کے ہا رحمت کو میں سمجھ لوگئی۔ وہ آئندہ یا کچھ بھی نہیں۔ گاہیں اسے در سے مت سمجھو جیسا اجمال ہے میں فضل سے کہہ رہی تھی

نہیں جمید اب رحمت مجھ سے سمجھا نہیں جاتا در سے چڑھانے کا تو شاید پتھر ہوگی وہ کچھ لے

کا

لیکن وہ پھر ہے فضل وہ چھوٹا ہے اچھی کچھ سال مزید پڑھا میں آؤ پھر بھیج دیکھ لیکن بھی میر دل

نہیں مان رہا

۱۵۰ تا چھوٹا بھی نہیں ہے جمید ۔ پے آپ کو جیسی طرح سبھال سکتا ہے ۔ ورس میں آئی دقت
 ہے ۔ کار ۔ ہاں جس میں وہ ۔ مدھر سکتا ہے ۔ در پھر یہ دقت جی نہ رکھا تو ہاتھ ملے رہے پھر ۔ ۱۵۱ سے بھکا
 رہا تھا

وہ مدھر جاے گا فضل ۔ ۱۵۲ بلکہ اس پر جی بھی اس بھی کیسے سمجھتی
 وہ کبھی نہیں مدھر ۔ گا جمید ۔ یہاں رہا تو گھر سے دھچکا کر نکلا یہ مدھر جاے
 وہ ۔ ۱۵۳ اس وقت صحن میں شمع کے درخت کے پتے دو چار پڑے ہیں بیٹھے ہونے لگے
 معرب کی نماز پڑھ رہا لوگ گھر میں آگئے رحب بھی تک گھر نہیں آیا تھا ۔ ۱۵۴ اس کی بارگاہ نے کے
 بعد تے دنوں بعد آج ۔ در پڑا سے مسجد یہ تھا ۔ اس سے فضل نے عدالت کیا تھا کہ وہ تحت بودہ سے بھیج
 رہا ہے جمید کو کسی پلی تر او نہیں مل رہا تھا بلکہ اس دن کے بعد ہی ہم ہیں رہا تھا فضل سے اس موصوع
 یہ بات نہ کہ ۔ سے سے ۔ وہ جی وہ ور یہ بھی جانتی تھی کہ وہ بھی تک حصے میں سے نیکن آج
 سے دن بعد ۔ مودہ خور ۔ بھر دیکھ ۔ اس نے دے رنے کا ر وہ بھی پاتا تھا تلفظ نو گھر ۔ میں
 مونا تھا ۔ مال مسجد سے سیدھا گھر کا مودہ ۔ نے دکان یہ تھا ۔ غم کے درست کے پیچے ایک چار پائی
 پر فضل و راضی اور دوسری پر ۔ جیہ جمید ور یہ ۔ بیٹھے تھے

جمید کو خوش کر رہی تھی فضل کو سمجھا نے ۔ سے سے ۔ پے ارادہ سے ۔ در رکھنے کی لیکن یہ انگ
 رہا تھا کہ جیسے وہ تو کمال بات سمجھا ہی نہیں چاہتا ۔ اس لیے اس نے خاموش معافی بھر بھیج
 مدیہ ۔ پھل سے پہلے ہی رحمت بھی گھر آئی ور کر سیدھا جمید کو ان کے ساتھ چار پائی پر بیٹھ
 گوا ۔ جمید کے ذہن میں ایک نئے خیال نے جنم لیا تو وہ فوراً

رحمتے ہر ابو خجندہ سے بھیجنا چاہتا ہے ۔ جو تو نے کیا ہے اس پر وہ بہت مامناں ہیں چھ سے ۔ میں
 تیر ۔ ۱۵۵ سے کہہ رہی ہوں کہ تو اب کے بعد اب کچھ بھی نہیں کر سگا ۔ ۱۵۶ تجھ سے نہ ۔ جیجی
 رحمت نے نظریہ تھا ۔ سے دیکھ ۔ وہ اکل حرف بہت پر میدان گروں سے دیکھ رہی تھی ۔ ۱۵۷ ہند
 بھی نہیں ہو ۔

بول نہ پیا کہ تو آئندہ اپنے والد تکلیف نہیں دے گا
 وہ پھر بھی خاموش رہا ۔ اکل نظریہ میں پر تھی
 جمید کو لگا جیسا سے ۔ مانا نہیں ۔ ۱۵۸ اس نے سمجھ نہ
 بول مار جتے کہ تجھ سے نہیں چاہا ہے گھر اور لہاں و چھوڑ
 اس میں خود چاہتا ہوں ۔ میں یہاں حفظ پڑھ چکا ہوں اور اب آگے میں غاری صاحب کے

پاک نہیں پڑھنا چاہتا میں ہر سے جا رہا تھا چاہتا ہوں اب۔ آپ کسی حد سے میں دت رہ
میں۔ ایک ہی سہاں میں ہوں۔

ہمید کا تو دیر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا۔ وہ بیٹے کی طرح اسٹار دھمکتی رہی۔ وہ
خود جا چاہتا ہے۔ لیکن کیوں؟
وہ اپنی دت غم کر کے وہاں سے اٹھ کر اتر کر۔ میں چاہتا۔ وہ ہمید کے ساتھ میں بھی ایک
جمد۔ دت رہا۔

میں جو جا چاہتا ہوں اب
اس نے نظر تھا۔ غصہ کی طرف دیکھا۔ وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر دھمکی کی
مسکراہٹ تھی۔ ہمید کو پسے لگا جیسے وہ اس کے منہ میں رہا ہو۔ وہ اس سے پوچھ رہا ہو کہ
اب ہوں ہمید بی بی۔ میں۔ بہت تھا کہ وہ کبھی نہیں سہاں۔ گا کیا اب بھی ہوگی کہ وہ سہاں چائے گا
کیا اب بھی سہاں۔ اس کوگی جب کے تیر۔ وہ سہاں دیکھ رہا تھا۔
وہاں سے سر جھکا یا

رہت کے سدا سے دت رہا۔ تھوڑا دیر کے بعد اس نے وہ پھر تھوڑا چھوٹا سا کام
دیکھوڑی کی پڑھاں کر کے بھی بیٹھی تھی صبح سے پوری تھی چاہتا ہوں ہمید کی بیٹھی تھی اس
کے فون نے ایک چھوٹا سا پاپ ای۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ہی دیکھا تو کمرین پر صبح کے نام
سمیت دیکھ کر پہلے تو ایک سی ایل کا تھکا لگا۔ اسے وہ اس سے منہ نہا۔ اس نے بیچاں کھول تو پانچ چھ لفظ کا
یہ چھوٹا سا تھکا لگا۔ خود ایک تھوڑا سا تھکی صدمہ نے اسے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ ابھی اور چا کر دوا کر جس کی کٹھڑی جو بھی تھوڑی رہے پسے لی لگا رہی تھی نہیں کھو۔
نیچے ہوا نہیں تھا شاید وہ۔ چاہتا تھا اس نے بیٹھیوں میں نیچے تک جھٹکا نہیں دوی ہی
سول بیٹھیوں میں کول نہیں تھا۔ وہ رہا۔ وہ رہا۔ اس نے بھی کٹھڑی کے دھماکے کا دھماکا دیکھا۔ وہ
کٹھڑی پر پڑی

وہ رہا جیسا ایک خوبصورت دھماکا گلاب اس میں لگا ہوا تھا۔ وہ رہا۔ اس کی کٹھڑی کے
وہ ایک چھوٹا سا کٹھڑی پڑا تھا اس نے مسکراتے ہوئے دونوں چیزیں اٹھائی اور دوا کر۔ کی کٹھڑی
وہ بارہ چھوٹا سا دوا کر۔ اور وہ نیچے میں آگئی۔

رات کے اس پھر تمہیں جا رہی پھول دیتا تو تاج پاس کو چھ نہ لگتا۔ اور انہیں ناراض نہیں کر سکتا نہ
 ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ تجھے ناراض جو میں یہ نہیں رکھتا کہ کتنے پھول میں نے خود وہاں سجھا دیے ہیں
 میدان کے ساتھ کہ تمہیں برائیاں لگے گا۔ میں اس کا اظہار کر رہا ہوں مزید ذمہ دہ نہیں گزرنے کا جب میں
 تمہیں امی کے ہاتھ سے یادوارے میں سجا رہی پھول نہیں دوں گا۔ ورنہ میں تمہیں ڈھیر رہا رہے پھول
 دیا کروں گا ایک نہیں

معارف

راج میں کتے۔ ہوس نے دو چاندنی خط میں بارہا۔ درمگر رات اس کے چہرے —
 پر پھول تھی۔ عجیب انسان تھا وہ۔ ہمیشہ جہان ہی رہتا رہتا تھا۔ ورنہ سے متعلق بھی مجھ نہیں پاتی
 تھی۔ کاغذ پیٹ کر وہ اپنے اور صبح کے مشق کے سرے میں گئی تھی۔ میں نے اسے ہاتھ میں پھول
 دیکھا تو ایک سخی خیر سکراتی لگا اس پر ڈانڈا۔ ورنہ سر میں مہ چھپایا۔ ورنہ سے پھول اپنے تلیے کے
 پاس رکھا اور خط اپنے پر میں ڈال کر سونے کیسے نہ گئی۔

دن دو دن کی مٹھنی کے وقت بڑا اس کا فیصلہ تھا کہ ٹاڈی دو مہینے بعد جنوری کے پہلے ہفتے میں کی
 جائے۔ اس وقت تک وجہ بھی مٹھنا۔ سے فارغ ہو جائے گی۔ ورنہ مٹی چھٹکی کی درخواست بھی
 منظور ہو جائے گی۔ اور آج کئی مٹھنی کو سونہ دن ہو گئے تھے یعنی کہ پورا ڈیڑھ مہینہ رہتا تھا اور وہ کہہ
 رہا تھا کہ وہ مٹھنت سے یہ ڈیڑھ مہینہ گزرنے کا اظہار کر رہا ہے۔

مجاہد اللہ کو در سے میں آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر بھی بھی ہاتھ دھو
 میرا کرتا تھا۔ لیکن بے طے ہاتھ دیر بھی سنا تھا۔ اس ایک مہینے میں اس نے بھی اپنا معمول بنایا تھا کہ وہ
 بھی فجر کے بعد کے ساتھ سنا رہتا۔ لیکن یہ فرق یہ آتا تھا کہ وہ لوگ مدرسے میں گئے کرتے تھے ہاتھ
 مدرسے سے نکل کر پاس وادی سٹی ن لگیوں میں پھرتے رہتے تھے۔ پھر ہستی کے دہرائی میدانوں
 میں۔

اس علاقے میں کوئی ایسا بھی تم ہی نہیں ہیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر کچھ
 کھڑا تھا۔ دیتے ہیں ورنہ کھڑے۔ تو ہوتے ہیں لیکن اوقات کچھ ہوتے ہیں۔ میں بھی سنا
 ہی ہوتے ہیں۔

وہ دونوں کافی دیر شمالی میدان پھر ہستی کے گلیوں میں گھوم پھر رہا ہوتا تھا۔ باتیں کرتے
 ورنہ مقررہ وقت سے پہلے مدرسے میں آ کر ہاتھ کو رتے اور ہستی پڑھتے چلے جاتے

زندگی کے گھر سے ٹھہر رہا ہوں میں اس نے قرآن حفظ کر لیا تھا اور ساتھ میں تربیت و تہذیب بھی پڑھائی۔ اب وہ اس مدرسے میں ف جیہ علم کی بیانی بھی نے آتا تھا وہ جہاں آنکھ مال بیسے آتا تھا

مجاہد میں تھیں ایک مدت بعد ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۰ء کے پندرہ سالہ ہوئے حیدر مجاہد سے مخاطب ہوا

ہاں بٹاؤنا اس مدرسے میں

چند برس میں

پھر تو وہ ورثہ بکاؤ فور بٹاؤ وہ خوشدلی سے ہوا

میں بہت تنہا تھا کتنا ہیں وہ شررت سے ہوا

۱۶۶ ہاں وہ تو تھا رس چلتے سے ہی پتا چلتا ہے میں ایک مدرسہ بنا ہوں باقم میں سے چلے جاتے ہو وہاں بھی اب اس سے آگے پیش رہتا کھپا ہو آہستہ ہو گیا

اور جناب چلتے رہیں وہاں سے پیڑتے ہوئے ہوں

میں مجاہد سچ میں ۷ میں پے نہیں میں بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دوڑتا تھا تو میں اب سے آگے نکلتا تھا

جیسے آن گل مجھ سے آگے نکل جاتے ہو وہ ایک پل سے جھگڑتے ہوئے ہوں

رس میں یہ رقم بہت آہستہ چلتے ہو اس لیے میں آگے نکل جاتا ہوں وہ وصاحت کر رہا تھا

میں جب سکول چاتا تھا تو تب یہ مدرسہ بھاگ دوڑ کرتے تھے ہم سکے حد تو کافی تک یک دہ بھی وہ ڈنکس لگا کر

تم سکول جاتے تھے حیدر ۱۹۹۹ء واپس آتا ہوا

ہاں یہ میں سکول چاتا تھا آٹھویں، دسویں تک پڑھا ہے میں نے اس کے بعد دل نہیں کیا تو نہیں

گیا وہ مسرتے ہوئے دور مجاہد نے کال طرف دیکھا حیدر کے چہرے پر راق کے سناتا تھا

کیا وہ تمہیں سکول یا داروہ سے کیا ۱۹۹۹ء

نہیں یہ سکول یا نہیں آ رہا بلکہ اپنے بچپن کے دوست یا داروہ سے ہیں جن کے ساتھ دوڑ لگا کر

تھا وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے ہوں پھر اچانک ہی سڑکوں نے پوچھا

مجاہد ہم سکول جاتے تھے ۱۹۹۹ء

نہیں یہ میں کبھی سکول نہیں گیا

کیوں ۱۵۳۴ء میں اس معاہدے پر کوئی بھی نکل نہیں آیا تھا
 میں دیکھ ہی نہیں سکتا تھا مجھے سولی پر سدا نہیں تھا۔ وہ مسکرتے ہوئے بولا
 چھوٹا چھوٹا سی ہے میری بھی سولی خالی تھی۔ وہ ہنستے ہوئے ہر
 چھوٹا چھوٹا سی رہا۔ میں چپختے ہیں۔ اس وقت بھی کراہے
 ہاں چلو۔ وہ وہ دونوں واپس آئے۔

مجاہد اللہ سید اللہ علی حیدر میر حمزہ و دیگر فاروقی ثناء اللہ الگ سے پڑھاتے تھے۔ یہ
 پانچویں مہینے ٹرڈھ کے فرق سے اوپر تھے اس پر۔ میں آئے۔ تھوڑے چوہلے سے اس مدرسے میں
 موجود تھے وہ الگ سے انہیں پڑھاتے تھے۔ کبھی کبھی طبیعت مایوس رہتی یا پھر وہ انہیں مصروف ہوتے
 تو مولوی بدل دی مولوی صدق الدین میں سے کوئی نہیں پڑھا بیٹا عمریں بھی سب کی وہ تھیں
 سال کے تریب ہی تھی
 ماشاء اللہ۔ کے وہ پانچویں۔ سے آئے تو مولوی صاحب کو پتا تھا رستے پاؤں۔ وہ بیٹھ گئے تو مولوی
 صاحب نے درس شروع کیا

بچے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پیغمبر سے روایت کرتے ہیں کہ
 جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ دو درجوں
 کے درمیان کا حصہ ہے جتنا رشتہ اور آہنی کے بیچ میں ہے
 بچے جہاد اسلام کا رشتہ ہی جنت میں دنیا کی کان کے بعد سب سے زیادہ خوشی ہے اور یہ جہاد کے
 حالات میں تو ہم سب جہاد میں ہیں۔ میں تیرہ درجہ سے جہاد کی بات نہیں کر رہا بلکہ سب سے پہلے
 بچے انہیں سے جہاد کی بات کر رہا ہوں۔

بہن! جب تک جہاد کا مطلب مشقت نہ کہے تو جہاد نفس کا مطلب جہاد کہ نفس کے ساتھ
 مشقت نہ کہے۔ زندگی میں جو کام سخت ہیں مرضی سے نہ کہ وہ مشقت نہیں کہنا۔ مشقت تو اس کے
 کام کہنا ہے جو انسان پر مصلیٰ کے خلاف رہا ہے۔ جو وہ نہ کہنا چاہتا اور اسے دل ماننا تھا۔
 نہ کہنا چاہتا ہے تو وہ مشقت کہنا ہے۔ جیسے کہ بیٹا اگر میں تمہیں کہوں کہ اس مدرسے کے ایسے ہی ہے
 مقصد اس بیٹے کا جو کہ تم بھی نہیں سنا چاہو گے۔ وہ میں تمہیں مجبور کروں تو میں نے تمہیں مشقت میں

۳

وہ سانس پھرتے اور پھر جنت کی بات کر رہی
 تو نفس کے خلاف مشقت کا معنی یہ ہے کہ نفس سمجھا اور چاہتا ہے اور آپ اسے کسی اور کام

پرمبرک اور یہ تو حدیث ہے ۴۔ ہے کہ نفس اللہ کا سب سے بڑا دشمن ہے سو آپ کا وہاں دشمن
آپ کا بھاتا نہیں سوچ سنا مطلقاً اس طرح نفس ہمیشہ غلط کام کی طرف رعب کرتا ہے نفس
کو تو شیطان نے ہمیشہ ہی گئی ہے تو بچہ یہاں بھی کسی کے ساتھ چھ کر لے جلا ۵۵

تو یہ کہ نفس ہمیشہ برائی کی طرف رعب کرتا ہے غلطی مثال بھی مطلق سامنے ہے آپ کسی
رستے پر چل رہے ہو اور آپ کے سامنے ایک خوبصورت و دروایت سے بھرپور دنیا آتی ہے نفس
تمہارے تاحسن سامنے ہے مگر پھر کچھ لوگ آپ نہیں دیکھتا تو پچھتاہ بھی دیکھ نہیں پاتے گئے اللہ
فرماتا ہے کہ مخرج سے مطلقاً ایک مخرج سے لیکر دوسری مخرج سے ہے پھر نفس ہوتا ہے وہ
بھائی دیکھ لو ماری حیران دیکھ رہی ہے تم دیکھ لو کہ یہ سوچا ہے گا۔ اللہ ہوتا ہے کہ ماری دیا دیکھ رہی ہے
تم آپ بھی مسکتے پھر نفس کہتا ہے کہ کچھ تو نہیں کون کنوہ نہیں ہوگا شہار کیا قصور نہیں ہے قصور
وہاں عادت کا ہے جو اس حالت میں سامنے آئے ہے تم کہہ گا کہ میں موبلڈ ہوگا روادہ سے جو دولت کماؤ
وہ رہی ہے اللہ کہتا ہے کہ اس کا نانا ہوتا ہے۔ مگر تو میں سے دو ٹوٹا ملن تم دیکھ کر نانا ہوت
کہ انہیں بچہ علم ہوتا ہے کہ مادان اس آفتل کے معاشرے میں یہ چھوٹی چھوٹی تھیں دیکھ
ہے نہیں دیکھنے کا تو بچہ مخرج دیتی ہے گا۔ اتنے جس کا نظر بڑا سس دیکھو گے تو بچہ مخرج بہت
ظلم رہ گئے جیسے مخرج وہ دیکھو دیکھ لو سارے دیکھ رہی ہے اللہ دیکھ لو کہ تو کوئی قیمت آج سے
نہیں دے پورا خود ہی ۲۰ میں لگی ہے تو تمہارا کیا قصور ۲۰۲۲ ورم ۲۰ دن موز کر دیکھیں تو سمجھ جاؤ
کہ دھری نفس جیت گیا ورم ہمارے یہاں ہار گیا

بہت مخرج کے خلاف مشقت یعنی جہاد کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے لے ہے نفس رعب کر رہا ہے اس
سے پوچھیں کہ میں نے بتایا کہ نفس کہتا ہے کہ دیکھو ورم کہتا ہے کہ مت دیکھو ورم آپ نے اللہ کے
حکم و تقدیر مان لیں یہ دیکھو اور پھر یہاں آپ نے نفس کے خلاف جہاد کیا

اللہ کہتا ہے جہاد کی طرف مت جاؤ نفس کہتا ہے کہ سے وقتوں میں یہ زندگی میں
چاروں کی سے خوش ہو کر رہا ہے مخرج کی زندگی میں بھی آج خوشی نہیں ہر جہاد سے تو تم
نے زندگی میں کیا ہے پچھتے ہو خوشیوں کا محو ہو اور ہم جہاد کی چاروں ہو جو خوش کرتے
ہیں نفس ایک بے لگام کھوڑے کی طرح ہمیں اللہ کی مخرج سے دیکھتا ہے ورم مدعوں کی طرح
سے حکم پر تسلیم کرتے چلتے جاتے ہیں اور جو مدعو اللہ نے گا نکلے گا نکلے گا نکلے گا نکلے گا نکلے گا
ن حکم مدعو ہے گا واس نے واقعی جہاد کیا

چھ تو پتے میں آپ لوگوں کو جہاد کی قسمیں نہیں جہاد لگاؤں کہ وہ آپ پہلے سے جانتے

ہیں جہاں قسمیں میں فرق نہیں آیا قسمیں اس بھی میں فرق آیا تو طریقہ میں کو آں سے جو دو سو مال پہلے جس طرح جہاں بھی آئی اس کے طریقے میں طور پر تبدیل ہو چکے ہیں پہلے کو رسے ہوتی تھی اب ہمدوق و درم سے ہوتی ہے پہلے مٹا بنے پر آئے ہوئے کاڑوں سے ہوتی تھی آٹ میں صفوں میں چھپے ہوئے کاڑوں میں سے ٹھنڈا صاب سے پہلے ہوتا ہے لیکن پہلے بھی سلام میں سر ملدی کیسے ہوتا تھا ورنہ آٹ بھی بہتر بنا مقصد میں سے چائے دہی کے جس کو نے میں بھی سوچی ہے مقصد سلام کا نظام، آٹ مسائی ہوتا ہے، ہم مانتے ہیں کہ چلو کو کوں کا طریقہ خوب نہیں ہے لیکن مقصد سلام کا بھی غصاف سے نہ ہو بھی، سلام کا ہم بننا سائی پاتے ہیں

آج صبح سے ہی اس گھر میں شور تھا، دھبہ آٹ سے چارہ تھا۔ خوش تھا در سے سننے سب ہی رنجیدہ تھے جمیدو پچھلے پانچ دنوں سے باقاعدہ آٹ سو بہا رہی تھی، سے نور محمد اللہ کے درخانے کے خیال سے ہی بولی، گھر سے تھے غلط دریا تو ثابت کئے دھتے کو پیر کے کام پر چلے گئے کہ یہ گھر کام سے باغ، نے کارواں رہیں تھا، دروید، دراصر ملے جانے کے رستہ تک کام سے آئے، رہے تھے مدرسہ ان کے گاؤں میں نہیں تھا، غریب کے گاؤں میں بھی نہیں تھا، ویسے تو کئے گاؤں میں بھی مدرسہ تھا لیکن فصل خند نے پوچھ تاچھ کر کے چارویں در پانی تلی کر سے سے بعد ہی سے بھنے کا فیصلہ کیا، ۱۱۵۵ء سے چار ماہ ۱۱۵۶ء سے، وہاں پڑھنے والے طلباء سے ملے، اور چھٹی طرح مطمئن ہو کر ہی سے بھنے کا ارادہ کیا، ۱۱۵۷ء سے، وہاں کے طالب علموں کو دلچ کر تو سے لگا کہ یہی ایک واحد جگہ ہے جہاں رحمت اللہ کی امداد اور بہترین تعلیم و تربیت ممکن ہے، وہ وہاں سے بہت مطمئن ہو کر واپس آیا

اس قدم سے میں جمیدو کوشش کرتی رہی کہ فضل اللہ کسی طرح رحمت کو نہ بھیجے پر ماضی ہو جانے اور مدرسہ مدرسہ رحمت کو بھی سمجھا نے اور نہ جانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن ان دونوں میں سے کوئی بھی بیعت سے ایک انج بھی پیچھے بیٹھے پر ماضی نہیں تھا اور اس کوشش میں وہ سبلی نہیں تھی، صبر و تحمل بھی ملے نا تھا تھے، اور یہ کوششیں گھر کے مدرسہ کی گھر سے باہر قاری صاحب ایسی بھر بوروشش کر رہے تھے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک اپنی بات سے بیٹ جانے میں باقی سب دن طرح انکی کوششیں بھی پکار گئی اور آٹ وہ اس باب کی کوششوں سے باوجود جاری رہا تھا

آٹ وہ غلاب معمول خیر نہ کر کے جد نہیں ہو رہا تھا، وہ خوش تھا یہ اس اس بات کا تو سے جو بھی نہیں جانتا تھا لیکن سے یہ سب بھی نہیں جانتا تھا، وہ احمد سوار پتہ خانے میں آگیا، ریت آگ کے

ریو راجھی مٹھم سے پیار دے کے کمر سے نکل بیو واسو تو سے کالی دیہ تک گئے لگا رہا ستارہ
 محبوب نفل تو سکے چائے کا وقت چکوا تھا ۔ سے در سے چھوڑ فضل کو ایسے آ رہا ہے کہ بھی
 چاہا تھا اسے کچھ پر نے وردو نئے کیم وں کے جوڑ ۔ جہ نظر کچھ دن پہنچے ہی رہا تھا وہ رات کو ہی میر
 نے یک تھیں میں آل دیے تھے ۔ مٹا ساں میں نکلی تھی
 چوہ وہ پیڑ ۔ بدل کر آ تو فضل بیو سا نیل نکلی چکا تھا ۔ مان وحید اور ریو نے
 سے پیار کر کے حد کا خط یا جید ب بھی نا مویش تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے بے ہو ۔ ی ہے
 تھے وہ چنی ماں کے گلے لگا تو چائے کتنی دیر سے فیر تھی آنکھوں میں روئے چائے سے سو یک
 بر مانتی طرح نفل ۔ جس وں پر بیٹے کے اس ماں نے س اورہ کا بھی نہیں
 ب چو جیدی ۔ سے یہ ہو رہی ہے فضل بیو سا نیل دیر نکال چکا تھا روار ۔ سے چھ یک روہ

۲۰

ورا سے ماں کے گلے سے جہاڑ
 کین وں اور جہاں کا تھیدا فضل پہلے ہی سا نیل پر وندھ چکا تھا
 وہ دونوں سا نیل بہ بیو تقریباً وکھ چلے وہاں سے ۔ کتے میں بیو تقریباً تو دھے گھٹنے کی
 مسامت پر وہ دھ سے بیٹھے گئے ۔ سے وہاں ۔ اہل کر کے فضل اللہ وں بیو دال پر تکی
 ر سے کوسب لوگ گھنے کیلے بیٹھے تو سب نے یک فہ محسوس کیا وہ تیر سال کا پیر آن گئے بیج
 میں نہیں تھا ۔ انا ہوتا تھا ۔ موٹی سے کھا یا تھی ۔ جید یک یک نو ۔ تھے تے ہوئے سوئے رہی تھی کہ سکے
 بیٹے نے کھا مٹھا ہوگا کہ نہیں کوال بھی نوال سے خلق ہے آ مانا سے نہیں رہا تھا ۔ ورہ رواق وہ
 چندا سے ہی خلق سے تاریک فضل اللہ جانا تھا ۔ دی کوئیں کچھ بھی نہیں ہول رہا تھا ۔ انا موٹی
 سے کھا یا گیا ۔

رحمت اللہ آنی نکلی دوا پنے کمر سے دیر دوا پتی چا ۔ پالی کے بند وہ کسی چا پالی پر جانا ہوا تھا
 بیو جیسے ناں ہتھکوں کار سہ بھول گئی تھی ۔ دوا مار میں آنکھیں بند رہا تھا نہیں کچھ پر بعد خود ہی
 دیر ۔ سے کچھ کر ہتھکوں کھول جتا لیکن دیر تا تھا ۔ ہتھکوں سے بھی در کھلا ۔ ہتھکوں سے
 بھی ۔ سے ماں یا را رہی تھی اور ماں کی یا آتے ہی ۔ سے پنے گالوں پر لمبی عسوں جوتی کتا روکا تھا اسے
 جید نے کتا روکا تھی وہ کتا تپتی تھی لیکن مٹی سے جس ۔ سے اس نے کچھ یا تھا کہ اس میں
 جانا چاہتا ہوں

آنسو سے پیچھا چڑنے کیسے اس نے آنکھیں روئے دیر سا نیل نہیں پھر خود ہی دیر رہا

کر کھولی دہی۔ سے مدھیہ۔ میں چے روگردو دیکھا تو پوچھیں اس کے آرم سے مورد ہے تھے وہ سب کے سب اسے ساتھ رکھ کر تھے۔ اس کم۔ میں چمے سے پوچھ کر کے تھے اور ملے آنے سے تعداد چھ ہوئی تھی

وہ آنکھیں بند کر کے سے ڈر رہا تھا مگر وہ ایک ریگڑا ہاتھ سے سے ڈر رہا ہے وہ آنکھیں کھولے بنا ہوا تھا نگاہیں چست پڑ تھیں۔ اور چا نے کتنی۔ اسی حالت میں رہنے کے بعد نیند کی یوی اس پر مہر ماس ہوا۔ وہ رہا کھڑکی کی آواز سے کھل جیو سے فوج کی نر کے سے تھمے کا کہہ رہا تھا

ابو جب میں بڑ ہوا تو نگاہا ور میر۔ پاس پیسے چا میں کے تو ہم سب بھی جے رہے جہا میں کے

وہ ماں جیوا اس ایک عزیز کی حج سے واپسی پر مہارنہا روچے سے گھر گئے تھے اس مہارک جہا کی باتیں اور ترغیبیں سنتے ہوئے شاید ایک تک۔ ایک خالہ۔ روو کچہ رہی تھی۔ سنا بھی دلی میل سنا ایک دوسرے دیکھا تھا۔ ان چو بھٹ پر سر جھٹا ہے کا نکل آنکھوں میں ایک لوبھی جہ پ دھاتی دے رہا تھا۔ اور بعد اس کی آنکھوں سے ملے اس کی خواہش چا نہ جانے وے لیفل بھیجے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ بیٹیاں کی اس خواہش سے بھیجیں ہو

ور بہارت کے ہاں نے سچے جینڈ کروا ہے وہ پ سے سبکی بات کہہ رہا تھا لیکن احسان نے اتنی بات سن کر ایک مسکراہٹ پہنچائی تھی کہ کیا چا تھا کہ اس بھرو آدمی میں ایسا خواب دیکھنا بھی اس دیکھنا سے بڑی بے وقوفی ہے

ہو سہیجی بہت قریب رہے تھے کہ وہاں گر بندہ ایک بار بچہ کر لے تو دل کو بہت سوسل جاتا ہے۔ احسان نے طرف سے جواب دیا کہ وہ ایک وار پھر بھرو جیوا سن تو تقدیر عبادت میں ملتا ہے چا سے وہ کہیں بھی کی جائیں گئیں بھرو تو خانہ نصیب پہنا وہاں عبادت پہنکا رہا

ماں جیوا وہاں سے ہے یہ تو عقل صحیح کہا لیکن وہاں جانے کیسے بہت سوسے پیسے چا ہے وہ تے ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہیں اس نے سر ڈاہ بھرتے ہوئے کہا

لکھیں وہ جب میں بڑ ہوا تو پیسے ملانگا پھر تو ہم چا سکیں گے وہ غور سے ہے وہ پ طرف دیکھ کر بھرو

چھا تو میر جیوا بڑ ہو کر یہاں چا رہتا ہے جو سے پیسے چا میں گئے کہ ہم حج پ چلے جائیں وہ ہدم

سے مہضوں بدے ہوئے خوشگوار لہجے میں ہو۔

ابو آپ ہی تو کہہ رہے تھے کہ آپ جا رہے ہیں کہ میں آ رہی ہوں

تو وہ تو میں کہہ رہا تھا میرا بیٹا کیا چاہتا ہے یہ بات نام ہے

تو ابو آپ کو جانتا تو ہے کہ میں بھی نہیں چاہتا ہوں۔ وہ محبت سے بھر — بچے میں اور

شاہدہ مسکرتے ہوئے مٹانے کے۔ تین نگار ہی تھی۔ ساتھ میں اب باپ بیٹے کی گفتگو سے لطف

مہر بھی ہو رہی تھی۔ لہذا لگا سانس نے نصراں اور شاہدہ کو بھی بلا۔ درمیان میں ساتھ ساتھ نے پیسے پینڈو گئے

بھی شاہدہ! تمہارا بیٹا کہہ رہا ہے کہ تمہیں حج پر لے رہا ہے گا۔ وہ مسکرتے ہوئے

کو دے

شاہدہ نے مسکرتے ہوئے کل حرف دیکھ لیا وہ بھی جواب کے نظر میں ایسی باتوں طرف دیکھ

رہا تھا

تو بھئی۔ کہتا ہے ماہر! بیٹا! اللہ تعالیٰ کے حکم کے ایک دوست پر ہوصہ ور چاہیں گے۔ وہ

پر عزم رکھتے ہیں

ہاں ہاں کی جیسے آنسو چھپا کر حال خوش تھی تو آپا کتنا دل کیا کہ شاہدہ آپ بھی بھی حج پر جائیں

وہ تو عام سے بچے میں ہو۔ لیکن شاہدہ نے نظریں سے جھکا میں جیسے مل کوئی پوری لکھلے نے

کہیں ہو۔ وہ ہنس کر ایسے سے دل آغاں جان جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو وہاں سے نہیں مہیا تھا۔ یہ

تو چھتہ کر ان نے شاہدہ کی آنکھ سے ٹپکنے والے دھڑکے۔ بھئی! بھئی! لیکن پھر بھی! اس چھتہ چھتہ

ہاں ابو آپ حج پر چلے جائیں۔ دوری کہ بھی لے جائیں۔ جیسا کہ میں ہوں۔

ہاں تاکہ کہیں سولہ ماہ پر — درمیان میں دھڑکے دھڑکے رہے۔ اس وقت ہوتے ہوئے ہوں۔

ابو میں کہل جاتا تو ہوں روز آگ بھی تو گویا تھا۔ سنے حجاب کیا

ہاں جاتے تو موٹا ہوتا تھا۔ مار رہی تھی جیسے جاتے ہو۔ اس وقت شاہدہ ہوں۔

تو میں شاہدہ تو جاتی بھی نہیں لے میں تو پھر بھی جاتا ہوں۔ وہ جاتے دے دے دے دے جس پر بے

راہ سب نے ہتھوں پر مسکراہٹ بھیجی تھی

تو میں تو چھتہ ہوں ماہ سے پہلے کہ کہلی اور کچھ بولتا تھا مدعو ہو

حسن نے سن کر دیکھا ہے؟ وہ تکی چھتہ ہے اور پھر بھی سکرل آتی ہے۔ تو بہت بڑی بات ہے۔ اور

بھی ہم سکرل نہیں جاتی

بھائی میں چھوٹا ہوں ما ۳۳۰ ماما نے شہزادی بھرنی نظر وں سے اپ بڑا — بھائی کو دیکھا
ہاں ماما تو تم تو بھی چھوٹا ہو یہ نعمت ویسے ہی بولتا ہے ماما بھائی بھائی ویسے ہی بولتا ہے وہ چاہری
تھی

اور ماما نے نعمت کی طرف سے دیکھا جیسے کوئی قانع جنگ کے بعد بے منتون وہ بھتا ہے جیسے
وہ حیرت انگیز اور نعمت ہار گیا تھا کیونکہ اسے بھائی نے جو کہا — یہ وہ چھوٹا ہے

بچان کے رہی کی ہم خدمت رہیں العادیں کے احاطہ سے بچنے والے ہوتے ہیں کہ
!! تھیں نئی تکلیف رہد میں نہیں مولا جتنی کوئی لوگوں کے ناموشی رہے پر مولا کوئی ایک شہر کا نام
نہیں بلکہ ایک ناموشی کا نام ہے جہاں بھی ظلم ہوگا اور لوگ کا موشی رہنے کے وہ کوئی ہیں !!
تو کوئی سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو کوئی نہیں سے ہیں یا پھر وہ لوگ جن سے حضرت
مام حسین کو گھر دینا دیکھ دھوکہ دے — پیچھے ہٹ گئے اور جرحہ ہوتا رہا ہر کہتے رہے لیکن وہ کا موشی
رہے کیونکہ موشیوں کے اندر رہنا پید کے سامنے کھڑے ہوئے کی سمت نہیں تھی بلکہ آج ہمارے معیشت کی
میں مسئلہ کو موشیوں میں شمار ہوتی ہے ظلم ہوتا ہے ماما کیجئے ہیں — فیسوں کرتے ہیں اور پھر بھول کر اپنے
اپنے دور میں جس لگ جاتے ہیں۔ سمت کے ایک قسم ہونے اور تکلیف محسوس کرنے کا تصور قائم ہوا ہے
یہاں پر آنکھوں کے سامنے قتل ہو جاتا ہے وہاں آنکھیں بند کرنے کی جھوٹ کے وہ بڑے سے بڑے
پر نکل جاتے ہیں اور پھر ظلم تو رہد لوگوں سے کیا نہیں کوئی لوگوں نے یہ کیا؟ ۳۳

میں نے یہاں ظلم کیا کہ وہ ظلم ہوتے دیکھتے رہے لیکن ظلم کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ انسان تو
ان کو کوشش — کیا ہے نتیجے کی ذمہ داری تو ایک ذات پر ہے تو اگر وہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ لکھا ویش کم
ہونے کے دو جو بھی کامیابی دے گا تو پھر ہمیں اذیت نہیں کا ہوتا ہے صرف ایک موت کا ۳۴

لیکن یہ نہیں اس ذات کا بھی دیکھتے ہیں کہ زندگی درموت دے دینی ذات میں ہادی سے
لیکن پھر بھی ظالم کہا تھا روکنے کو آگے میں بڑھتے صرف سب سے کہ ہم اس ظالم کے سامنے جو کوئی اور مان
یتے ہیں یہاں سے اللہ کی طاقت کی باتیں کرتے ہیں ورنہ اس ظالم کے سامنے آئے سے ڈرتے
ہیں آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں دنیا و دنیا دار بھی آسائشیں تی کریں کیوں ہو جن میں جہد ہم
جاتے ہیں کہ سکے مقابلیں میں ایک نئی زندگی ہمارے نظار میں سے

تو کئی وجہ سے انسان کو اپنے دل سے جو چھٹی چاہے کہ آج ہر طرف ظلم کا ایک دائرہ مام سے لیکر ہم
میں سے کئی نہیں ہے جو اللہ کے کام پر لیکر کہہ کر ظالم کہا تھا روکنے کو آگے بڑھ جائے تو پھر یہ کس بنیاد

پر نہ سے میدان کو دھمکی نہ ستارے سنگاٹیں میں جو رہیں ہوگی۔ میں میں سے تو کئی بہت درجوں سے کوئی سرکار ہی نہیں ہے ورنہ کوئی ایک تو یہ ہوتا جو طے نہ لکھا ہو سبچا نے ہی کو کشتی کتاب یہ نہ دہی میں ہے کہ جو کسی شخص سے ظلم کیا ہے اسکا بدلہ بھی اسے ہی طرح دی جائے جیسے کہ کوئی شخص قتل کرے تو یہ وہی نہیں ہے کہ سے بھی قتل کر دیا جائے بلکہ اسے مدھارے اور سچ رستے پر لے کرے اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں یا پھر کوئی شخص چوری کرے تو اسکی چوری کرنے کا تو کوئی غامض نہیں ہے لیکن اسکا پتہ پتہ مل جائے کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں تاکہ ایک تو وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کر سکے ورنہ یہ نام نے ہا لیں کو پہنچا ل جائے اور وہ تاب ہو جائیں

تو کوئی کوں ہیں ؟؟؟؟؟؟؟

کوئی ہم جیسے سب انسان ہیں جو عالم کے آگے پیسہ پر نہیں ہیں ہمیں لگتا ہے کہ ظلم تو ہو رہا ہے تو ہونے دینا چاہیے کیونکہ ہم اسے ساتھ لے کر نہیں ہو رہے لیکن ہم سب سے چاہتے ہیں کہ ظلم پھار سترہ تے ہوئے تباہت نہیں بنے کہ اگر آج ہم اسے سے کسی کے ساتھ ہو رہا ہے ورنہ خاموشی میں تو کئی نو پھار تہ بدل کر ہمارے ساتھ ہوگا اور باقی لوگ خاموش رہیں گے

آپ لوگ سوچنا رہے جو لگے کہ میں کسی ظلم نہ ہوں

تو آپ پہ راجہ دھرم دوز ہیں چند خوب میں ہی جاں جائیں گے کہ میں کسی بارے میں بات کر رہا ہوں ایک بار سوچا کہ میں نے آج جو سوکا کا رو دکر دیا ہے وہ غریب مزے کر رہا ہے جو غنیمت کا کاروبار کر رہے ہیں وہ سترہ ہیں ایسا غلام اپنے چادر کرنے والے کو گایاں جاتی ہیں تو جو لوں کو درستی غنیمت کی طرف رعب کیا جا رہا ہے ہے دیوانہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عام کی جا رہی ہے قرآن کی تعلیمات کو تباہ کر رہا ہے ہمارے رسول ﷺ کی توحید کر رہی جاتی ہے ورنہ نہایت ہے کہ صبر سے کام لیا جائے تو نہ مارے حالات کے وجود میں سب خاموش ہیں ہم میں سے کوئی نہیں ہے جو چاہے کہ گریبان پکڑ سکے کوئی سے جس دامن کی غلاب پتھر لے کر جو لوں کو دے کہ اس کو دن نظام کے جاتے جیسے ہتھوڑے اس بے حیاں کی روک تھام کیسے کوئی قدم اٹھانے نہ نہتے تو جتے ہیں کہ کارسہ بول ﷺ کی توحید کرنے والوں کو مارا لگتی چاہیے لیکن عملی قدم ہوا نہیں تھا تا

میں دعوت میں کام کرتے ہیں لیکن میں دعوے میں ہم کہتے صدق ہیں انکا انکار نہ کر میں کہ ہمارا رسول ﷺ حضور ہوتا ہے کہ تمہارا یہاں تب تک نہیں نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہیں تمہاری ساری دولت وراثت کا دور دستہ دیا جائے گا یہ نہ ہو جائے

ہیں ہمارے انکسین کہ ہمارے عیسیٰ رسول کی بے رحمی جاتی ہے اور ہم کا موٹا رو
 کر قہر سنا لکھتے ہیں سنے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے میں تو ہم حق جواب میں کہ ہم سے کچھ ایک مسلمان نکھیں
 کے گھر میں کیوں ہیں لیکن ہمارے ایمان کی طاقت اور حقیقت کا مدد رہا ہے۔ سے ہوتا ہے کہ ہم رمل
 کو ایسے درگتارو کئے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم نے برائے کو ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں مادیات
 سے بلکہ سب تو یہ حالت سے کہ ہم برائے کو دس سے بھی نہ نکھیں سمجھتے تو مطلب یہ کہ ہم تو یہاں کے آخری
 درجہ سے مژدہ جے پر بھی مار نہیں ہیں اور سبکی ایمان تو یہ ہے کہ جب ضرورت ہو تو ہم میں سے
 ایک رمل کے ساتھ یہ سنا ہے۔ کھڑے ہو جائے۔ میں اور یہی رمل کی یہ دیکھتے

ہو میں یہاں نہیں رہنا چاہتا تھے لے چلیں و لیں۔ وہ دور ہوتا تھا۔
 لیکن کیوں ۲۰۰۰ کسی سے بچھ جائے کیا ۲۰۰۰ وہ پریشان ہوا
 دیکھتے بہت ڈر لگتے ہے۔ رہے تو درگتارو اس بہت بڑا کئی ہے مجھے غلے پاس جانا ہے میں یہاں
 نہیں رہنا چاہتا۔ وہ بہت دور تھا۔ پسے جیسے بہت عرصے کے سوچنے کیے ہوں۔ آج وہ رستہ ہی
 رہ رہا ہے

لیکن سنا یا ہے جسے ۲۰۰۰ تمہیں تو میں خوش پھوڑا تھا
 دیکھتے رستہ کو بہت ڈر لگے
 پھر ٹھیک ہے چہ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی سے جا سکتا ہوں تمہارا رستہ۔ ناو سے بات کرنا
 پڑے گی۔ لیکن تم تو یہاں پڑھے آئے سنا چکے
 دانش فاری صاحب سے پڑھ لیا۔ وہ دور جا کر لگتا۔ کسی سے فرما لیا بھی نہیں کروں گا۔ میں مجھے یہاں
 نہیں رہنا

فضل مدنی کی بیٹھائی پر پریشانی کی نکی یہ ظاہر ہو گئی۔ رحمت کوہ رستے میں چھوڑے ہوئے تھے۔ سے
 تیسرے دن تھا درکن وہ جیل کے بہت امیر پر اس سے ملے آئے تھا
 جیلر کو کسی روت ہوس نہیں لے رہی تھی جب سے جسے گھر سے لگا تھا اور آج تو وہ صبح صبح سے
 یہی ہے۔ یہی تھی کہ وہ جسے نے پاس جانا چاہتی ہے۔ لگ رہا تھا کہ سنا دینا پریشان ہے لیکن وہ
 عورت تھی۔ وہ رستے میں وہ سے پیسے لے رات لگتا تھا۔ وہ کلی مسجد سے مجبور۔ درگتارو
 آج تھا کلی شہر بہت معلوم نے لیکن یہاں آج لکھتے ہیں ۱ نوپریشان رہیں
 جیلر کے خدشا سے مشکل ٹھیک۔ تھے۔ وہ خوش نہیں تھا جانے یہ دیکھیں کئی دور پہنچ رہی یہی

وہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے جاسکتی ہیں۔ بتا دیں وہاں ہے آپ میں ایک وہ جوتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ
بتا تا رہتا ہے سنا نہیں کہہ رہا ہے

جیسے جواسن ہے وہ پورا رحمت رتے وقت کافی خوش لگ رہا تھا آسن بھی کر رہا تھا جس
سے فضل دینی بنا بھی یہ نہ کہہ سکا کہ وہ آسن ایسے نہیں کرے گا وہ آسن خود کہہ رہا تھا وہ یہ کہہ سکا
تیس دن میں پختی ہوگی

وہ رحمت کو لے کر قاری شہاب الدین کے پاس گیا جس کے پاس وہ رحمت کو چھوڑ کر گیا تھا وہ
کہہ کر کے پھر بھی ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور رتہ پانچ چھ بے دہی جن میں سے پنے
سپاہی پڑا رہے تھے

اس نے فرمایا کہ وہاں رہ کر تمہاری تمہاری رہ کر موش رہ رہے انہوں نے جمع ہے وہ رہ
قاری صاحب۔ میں آسن اس سے ملنے آیا ہوں وہ بہت رو رہا ہے مجھے لگتا ہے کہ یہاں خوش
نہیں ہے کہ آپ سے میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، جا رہے ہیں۔ یہ تو
دست دھری چھوڑ کر وہاں کی طرف دیکھنے لگا

فضل تم نے خود ہی مجھے بتایا تھا کہ کل عمر تیرہ سال سے کچھ ہی زیادہ ہے تو اب تم ہی بتاؤ کہ
تیر سال کا خرگاہ اپنی ماں کو یہ نہیں کرے گا تو کیا کرے گا میں سنا ہوں یہ تو نہیں ہے کہ تم اسکو یہاں سے
لے ہی چلو

میں جناب میرے مطلب نہیں ہے لیکن میں پریشان ہو گیا ہوں وہ لے رہے ہیں
وہ بے دہی کو ۴۴۴ بچے کچھ دن روئے گا پھر ٹھیک ہو جائے گا۔ یہاں تو بہت سے بچے
لڑکے بھی آئے ہیں جو میں نہیں بچھیں بچھیں رہ گئے ہوتے ہیں اور بچے بھی بہت رہتے ہیں۔ کل میں
بچہ اور بچہ کو چھوڑا بہت ہی مشکل ہوتا ہے فضل لیکن وہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ م تھائی دیتا ہے جتنی آپ نے
کہا وہ میں تکلیف برداشت کی ہے۔ مجھے رہے ہونا میری بات ۴۴۴۴۴۴ وہ واقعی سمجھ رہا تھا
بہت عجیبی طرح سمجھ رہا ہوں قاری صاحب

یہ چار تم ایک کام کو فضل تھائی ہوں زندہ خاموش ہو گئے جیسے ہاتھ سوچ رہے ہیں اس نے
پر جس نظر وہ سے کئی طرف دیکھا

تم پانچ دن بعد پہلے سے ملنے آیا۔ ایک مہینے تک اس عرصے میں تم جسے کہہ رہے تھے
کھربھی لے جاسکتے ہو اگر کے بعد تمہیں لے کہ وہ خوش نہیں ہے وہ نہیں رہ سکتا یہاں اس کے بعد سے
گناہ سے جاؤ لیکن میں کہتا ہوں کہ کم سے کم ایک مہینے تک اس سے پہلے کہ مضمون طے کرنے دو

آپ صیغہ کہہ رہے ہیں فارسی صاحب۔ یہی ہے شاید پچھو لوں میں ٹھیک ہوئی جائے۔ وہ ناکل ہو گئی تھی۔

میں دیا میں رونا تو ہر سان کو پرانا ہے فضل جرق۔ ف تھا ہے کہ کول چلے رونا ہے ورنہ بعد میں کسی کارواں ختم بھی ہو جاتا ہے ورنہ کسی کو ساری زندگی روائی پڑا ہے۔ وقت کا فرق ہوتا ہے۔ آپ صیغہ کہہ رہے ہیں جناب میں۔ سے سمجھتا ہوں سمجھ جائے گا ویسے ہی ضد رہا تھا چلنے کی میں پچھو میں بعد میں ملے آجائے گا۔ وہ کٹھن گویا۔

وہ رجب کے پاس آیا تو وہ مدت سے ہی کا نظارہ رہا تھا۔ کل آنکھوں میں تکی طرب کچھ ایک لمحے کو سادگی سے کہ اسے لے جائے ہے ماتھو میں دوسری لمحے سے کلی منسلک میں شرمشیں پڑتی دوسرے فیصلہ کیا کہ ہاں سے ماتھو سے رہیں جائے گا۔

ہا آپ نے بات کی تارن صاحب سے ۴۴۰ اس نے پراشکافی بیچے میں پوچھا۔ دیکھو تھے یہاں پر دخل ہو رکھا۔ بدہ تکی جدی یہاں سے نہیں نکل سکتا۔ قاری صاحب نے مجھے کیا ہے کہ ایک مہینہ پتہ رانسی پڑے گا۔ جھوٹ ہوتے ہوئے فضل اللہ میں میں کٹھن۔ ایک مجرم کی طرح نظر آئے گا جو نظریں چراتر رجیم کر رہا ہو۔

نہیں دیکھ میں نہیں رہا پتا یہاں آپ کو مان سے۔ ہا ایک دیکھ رہا ہوا ہوتا ہے۔ عیاوہ نہیں جانے۔ ہر ہے میں نہیں نے مجھے یہ جانت دی ہے کہ میں تم سے ملنے آ سکتا ہوں کسی بھی وقت ورنہ ایک مہینہ رورہے اگر سے بعد بھی پچھنے لگا تو چلے جائے گی ورنہ آتا رہوں گا ان دنوں میں اس نے داستان کے گھر چائے دت نہیں دتا تھا مگر وہ اسے مف و جمع کے دن کیسے سے کر چائے اور وہ پھر آئے ہی مانتو۔

وہ ایک دم رہے حالت میں کٹھن۔ مجرم کے طرح نظر آنے لگا۔ وہ رہا تھا کوئی بھی دت کیسے بغیر در سے آ سورتین پڑنے کی بجائے فضل کے دل پر ہے۔ تھے نہیں وہ کیا کرتا اسے سمجھ کر اور اپنے دل پر ہر اسے دے سے نکل آتا اس نے پیچھے ہٹ کر نہیں بکھا ورنہ اسے آسودہ کچھ کرنا پڑے خود پر قابو نہ کھ پاتا۔ وہ اتنی قدموں سے آتا ہے یہ بتیچا۔

ب۔ اسے کھرجا کر حمید کو بھی تسلی دینی تھی۔ ہا جانتا تھا کہ ایک معصوم بچے کو تو وہ ہر چٹا ہے لیکن حمید کو ہر دانتا تھا۔ سال نہیں ہوگا اور رجب کی ہی کا وہ اسے سی قیسم پر نہیں جاسکتا تو ورنہ ہی وقت نکل ضد شرمشیں ہو جائے گی۔ سے دوسرے دن سے ہی پتہ اسی میں تھی کہ وہ اسے نہ جاتا۔ کٹھن میں اہل سواتو سے ہی حمید نعم کے درجہ سے نیچے چار پال پر پیشگی ہونا تھی۔ وہ شاید ہی

کا بظاہر راجہ بھی تھا۔ ان کی نظریں فصل پر ہی جمی تھیں لیکن وہ اپنے دوسرے مقصد پر چلتا تھا۔

جمعے بدھ مل گئے، ہے جیسے ٹکڑے ٹکڑے آئے ہوں اسے اس نے سوچا ہوا جملہ دے۔

وہ خوش ہے ۱۹۹۹ء میں نے نظریں فصل پر گار کر دیے بچے میں پڑھ کر مجبور ہے، یہی

نظریں چرائی، پڑی، درمیان میں اس نے جھوٹ پکڑی تھی۔ وہ دروازے کی طرف دیکھے لگا

ہاں خوش ہے لیکن جہد رہا تھا کہ بھی اس کے دست نہیں بنے اس لیے اکیڈ تھا اور ہاں اس کا استا تو اس

سے بہت خوش تھا۔ جہد رہا تھا کہ بہت چھ سے مل لگا۔ پڑھا ہے۔

میں نے جیسے کو بی طرف سے مطمئن کرنے کو خوشی دی۔ وہ مطمئن ہو گیا یہ نہیں بد تو وہ نہیں

جا رہا تھا لیکن سے بعد وہ چھوڑ دیا۔ نہیں ورنہ یہی غصہ جانتا کروا دیتی سائیکل نکال رہا تھا پر چل کر

قاری صاحب میں کل رحمت سے ملنے گیا تھا اس کے گھر سے۔

تو غصہ تھا وہ ۱۹۹۹ء

غصہ تھا لیکن پریشاں تھا۔ رہ رہا تھا۔ وہ اسے آنا چاہتا تھا

تو دے دیوں نہیں، ۱۹۹۹ء میں نے پوچھا

کیسے رہا قاری صاحب ۱۹۹۹ء آپ جانتے ہیں کہ میں نے کتنی مجبوری میں سے گزرنا ہے

مجھے بھی تو بولنا خوشی نہیں ہے، ۱۹۹۹ء میں نے بھیج

تو تمہیں یا اس بات کا پتا ہے کہ وہیں پر وہ غصہ ہوا ہے ۱۹۹۹ء

دیکھو فقیر، مجبوری کا حل، ورنہ میں ہوتا۔ کچھ کام، یہ ہے جو تے ہیں جس کو فاصلوں کی نہیں محنتوں کی

خیر و برکت ہوئی ہے درمیت میں جتنی طاقت ہے وہ خفی میں نہیں ہے۔ وہ غصہ ہے غصہ ہے

برا کرتا تھا لیکن رکاحل یہ نہیں تھا

آگ کو بستے کم میں ہی بھاڑ دیا جائے تھا ہی بھڑ بھڑتا ہے قاری صاحب اس سے پہلے کہ وہ اپنا سب

بگھڑا دے اس پر چار ڈال ہی بنا چا ہے

قاری صاحب نے جو تک رنل طرف لکھا۔ بات اس نے بہت گہری کی تھی

لیکن پھر بھی میں نے سچا ہے کہ میں سے ایک مہینہ تک دیکھ لگا کر وہ غصہ ہوا تو غصہ ورنے لے

آؤ لگا اسے اس نے اطلاع دی

سے ابھی لے آؤ فضل بھی لے رہا ہے۔ وہ جتنی بھی اپنی بات پر قائم تھے پہلے دور سے ہی

ملے جانے کے صواب تھا اور آج بھی تھے

لینت کیوں قاری صاحبؑ؟ اگر وہ خوش رہنا ہے تو پھر تو کون مسجد میں سے اچھپے ہاں کو دو کچھ
پڑھ لے

تم بیچھڑاؤ گئے فصل بہت بیچھڑاؤ گئے لینت شاید اس وقت یہ وقت دو بارہ گئیں آئے گا میرا آن بھی
وہی شورہ نے کہ سے لے آؤ اگر تباہی شوق سے در سے پہنچے کاتو کچھ مالوں بعد گھم دینا جب وہ بڑ
ہو جاوے

لینت قاری صاحب تب کہ عیال فطرت بن چلی ہوگی ورنہ بدلتی ہیں وہ عیال فطرت ہوتی
ہیں فطرت بھی بھلا کبھی بدلتی ہے؟

وہ ایک دیر پہلے قاری صاحب بوجھ لگا کر
چھا لیتا ہوں جناب یہ لگتا ہے کہ سے لے آؤ اگر وہ صیبا ہو نہ تو چلتا ہوں
حد کا خط

یہ کہہ کر وہ ٹھہر جانے لگا قاری صاحب انکی پشتہ کو دیکھتے رہ گئے
ہارون مکی نو بی بی تھی وہ بھی سو پہلے ہتھ دل بدر سے میں بہت رو دیا تھا

کاش ادا تم مجھے اس وقت گھر سے آئے قاری صاحب کی ماں سر یا میرے آسویں کو دیکھ
کر تو آج میں اس حال میں ہوں

میں نے ایک بھائی آہ بھری اور ماضی کی پتھری میں پر ایک دیر پہلے چلے لگا لگا
ماضی و زمانہ انوں ہی نگے پاؤں نہ ردا تاروں پر چلنے ہم سے تھے وہ ماضی جو سے کبھی چھ نہیں
لگا تھا آن سے یاد آ رہا دور وہ حال جس پر پچھون پہلے سے مار تھا حقیقت مل جانے کے بعد سے ایک
آگ کا لاف سے لگا تھا

آدم و حوا کو شیطاں نے بھڑکایا انہوں نے مانر مانا کی تو نہیں بے باں ریش پر بھیج
یا گیا آج مسلمان اپنی مرضی سے پنے کپڑے مارے ہیں ورجہ پہنتے ہیں وہ بھی پہننے کے
بر بر میں کہیں پر سے چھوٹے ہیں کہ آج سے سم آؤ بھی نہیں چھپا پاتے ورنہ کہیں پر اتنے پائے کہ ہونے
دور بھٹے میں کو فرق نہیں ہے

آدم و حوا کو شیطاں نے بھڑکایا انہوں نے مانر مانا کی تو نہیں بے باں ریش پر بھیج
یا گیا آج مسلمان اپنی مرضی سے پنے کپڑے مارے ہیں ورجہ پہنتے ہیں وہ بھی پہننے کے
بر بر میں کہیں پر سے چھوٹے ہیں کہ آج سے سم آؤ بھی نہیں چھپا پاتے ورنہ کہیں پر اتنے پائے کہ ہونے
دور بھٹے میں کو فرق نہیں ہے

پاتال یا بحر دورخ۔

پسے رہنے میں جب لوگوں کو اپنے حسوں کو واحد نہیں آتا تھا تو وہ نگے رہتے تھے پھر ترقی ہوا
ور لوگوں نے ہے آپ کو خدا شروں کیا اور ترقی ہوئی تو کامریہ بھی آسان ہوا جب لوگوں نے
پیڑ بنائے کچھ ہے تو قابل غور بات یہ کہ تب ترلی کامیاب یہ تھا کہ جو میر دور ترقی یافتہ ہوتا تھا وہ
پہلے جسم کو اھٹ جاتا تھا ورنہ نہیں رہ پاتا تھا وہ نگار جاتا تھا لیکن آج ہر روم مال جدیدت میں ملے
ہوئے ہیں جن ہمارے دور ترقی یافتہ نے وہ نگا نہیں تو نیم نگا توڑ کر کھینچا ہے اور جو غریب ہے وہ
پچاسم دھن دینا ہے ابیر کم کپڑے پہنتا ہے غریب ریاہیہ پہنتا ہے

ہمارے دور میں عورتوں نے تو مرد کے لیے بھی حیا و لے ہاں تو یہ سد فرمایا ہے تو پھر عورت جس کو ملتی
ہے ہے آپ کو بیسویں سے چھپنے لگیں ہیں گئی ہے وہ اس لیے ہاں میں کیسے خدا کی رحمت
حقدار ہو سکتی ہے

میں ایک دوست پر سیاہی ملک کے کسی علاقے میں وہاں میں نے عورتوں کی ایک جماعت سے
وہاں تبلیغ کیا کہ آپ پر وہاں کریم ہے پر دہائی نہ مت خوں ایک بہت بڑا ٹما اھونے کے علاوہ ہے
ساتھ بہت سے وہ بڑے بڑے گناہوں کا تحفہ ہوتی ہے تو ایک خاتون بھوک بھی کھتی ہیں مہلوی
صاحب آپ نے ہمارے کورہ کے بارے میں ایسی بات کیوں کی آپ سے بغیر چھو جانے ہوتے
۸۱ ام لگا ہے جس کے کہ فار کا پر ہے سے کوئی تعلق نہیں ہے

میں نے کہا بی آپ شاید نہیں ہی کہہ رہی ہو گی لیکن اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے ہے پیار سے
ہی عورتوں کی بیویوں کو بھی پردے کی تلقین کی ہے اور تا ہے کہ

— نبی کی بیویوں انہی ماحرم سے بات نہ کیا مرو اور مجبور وہی میں رہنا چاہے تو آرم سے نہیں
بلکہ سخت طور میں اور پردے پیچھے سے سروا کہ سے دل میں کوئی غلط خیال جنم نہ لے سکے
تو بی بی اب جب اللہ نے خود نبی کی بیویوں کو پردے کی تلقین کی ہے تو آپ یہ نہیں گی یا کہ
اللہ نے ان پر الزام لگایا ہے ۵۴۵۴۵۴ یا پھر اللہ کو بی بی بیویوں کے روبرو تھا ۵۴۵۴۵۴ یا پھر آپ
کا کرنا حضرت عائشہ سے ریا وہ مشہور ہے ۵۴۵۴

لیکن آج تو بات پردے سے بہت آگے چلی گئی ہے جنکو طبعی در سے بنا لے جا رہے ہیں
اور پھر ان میں جو حالات ہوتے ہیں وہ کسی دھم مسلماں کے ہے قابل قبول نہیں ہو سکے مگر سب
کا آرم دائرہ آپ جتنا ہے نہ عورت اس گھر میں اور نہ مردی نگاہ میں جا، دکھائی دیتی ہے اور پھر یہ
سب یہاں سے بھی آگے نکل کر آرم دھن دھن میں بھی جاتا ہے اور مچھپاں کے دم پر پاروں پر دھن

ہونٹوں درخیز ہوں پر بے حیال عام ہے ۔۔۔ جہاں وہ جواں سال جوڑے وہاں تھے ساتھ شیطاں
توصیر آئے گا

ورہم یہ کہ یہ سب سر عام چاری ہے ورنہ ایک کتاب بھی یہ نہیں ہے جو ملو دیکھیں کوشش
کرے اور کیوں کر ۔۔۔ ۲۰۰۹ء یہاں پہ توہم یک جوڑی وہ پھید نے میں لگا بے لائق لائی یہی
کتاب میں فرما تا ہے

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لائے والے تروہ میں فحاشی پھیلے وہ یہاں آؤت میں دن کہ
عذاب کے مستحق ہیں

نور ۹

بہ آؤت میں جس عذاب کے وہ لوگ مستحق ہیں ہوا آؤت میں ہی ۔۔۔ گائیکں وہ یہاں میں
بھی عذاب ایسے پکارے

تو مولوی بھی داری تو منی طرح بے حیال داریت میں ہٹا تھی وہ لوگ، پسے گناہ کا شکار تھے جسے
نہ سے پیسے کی نے ہیں یا تھا وہ لوگ بھی تسکین کے لیے عوروں کی بجائے مردوں کو استغماں کرتے
تھے چور یہ ڈیٹیب عام بھی ورنہ فحاشی کھیلے محسوس میں کی جاتی تھی حضرت مولیٰ نے یہ خط کاریوں
سے دور آنے کو کہا لیکن وہ ماننے کی بجائے ڈیٹے دشمن ہو گئے وہ اپنی گناہوں میں تے مستغماں
تھے کہ انھیں اللہ کے نبی کی پکار یعنی لذتوں میں مداخلت محسوس ہوئی ۔۔۔ اور انہوں نے ہستی سے ٹکا لئے
کی صلیبی دی

ختمہ تبلیغ کرتے رہے لیکن اپنے خاندان کے چند افراد کے علاوہ کسی اور راہ راست پہ منہ نہ کر سکتے تھے
کہ ٹی جی بیوی نے بھی یہاں لائے سے ناریا

بے حیال کے اس دور وراپ نہی کہ یہ عزتی پر تقد کی کتاب کو بھی تو طاعت آتا تھی، محروم
کتاب بھگ برداشت کرنا کہ جس میں وہاں نے پاک صاف بنایا اسکو وہ لوگ اپنی جراتوں سے آلودہ کرتے
موا اللہ نے اپنے عذاب کا ذوق ان میں کچھ سطر کیا ہے

پھر ہم نے لوط اور اسکے خاندان کو نجات دی۔ سوائے انکی بیوی کے۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پیچھے
رہے وہاں میں ہوگی ورہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسا لی۔ اور مارے جوے لوگوں پہ پتھریں
بارش برسا لی تھی

نوا اللہ آہم تو وہی پرانیوں سے بے نہیں بھیج رہا۔ نکل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہی صلیبی پائیدار سے
اللہ نے دھڑکایا تھا کہ ٹی مستحق سے بے نہیں آئے گا نہیں سے بے صرف یہ کہ نہیں ہے کہ پتھروں کی بارش

موجا سے سحر ب تو قحط و خشک رہی تھی سے سحر ب تو مودی نظام بھی ہے جو ایک دہکھنے کے
 بعد تھک چھ نہیں چھوڑتا سحر ب تو عورت بھی ہے

ہاں تو چپے ماسوٹ پر رونا رہا آتے ہیں دوت کر رہے تھے ناشی و رہے چاہاں جس میں بام
 تانہ گئے بڑھ چکے ہیں کیچھ پلٹنا ماس نہیں تو بہت مشکافہ ورے

م سے چا پر کانے کو اچھا سمجھا جانے لگا چھوٹے ور ہے پر رہا ہاں پورانی سمجھا جانے لگا
 ماروں میں خوشی کا شہزادہ لگا اور سے آر دینیق جہاں ملا قس عام ہوئی تو سے رسد شہزادے کی
 آر بی کہنے لگے خوشی کو چار یہ ری کا تحفظ ، نے در کام کرنے کو شتر عمل کہا سنا مھرہ کہ
 حد تک بڑھا تو سے آر دی سو نے لگے ، در پیراز و حول میں پٹے کو آج کے در کی ضرورت
 سمجھا تو بنات کیا سحر م اس کے دور کیسے نہیں بنا ۱۹۴۴

موت لو کہ جس مخرم و آ و ملا بھی بغیر سخت سے ورت کے چارہ میں سے آن بار روں میں م م م
 عورتیں خریدی رہے آتی ہیں و مردوں کے ساتھ ہاں ، رہا ، آ ، رہی موتی ہیں و مرد بیٹے
 جس عورت کو یک نگر دیکھنے سے بعد دہر کی نظر ماحر م سے آن عورت و م نگلی عات میں دیکھ کر خوشی
 جوتے ہیں نہیں موتی کی بات یہ ہے کہ نام یہ کیوں ہو سے م مسلمان ہیں تو عمل مسلمان کیوں
 نہیں ہیں ، ہم اس معاشرے میں اس طرح کیوں رہ رہے ہیں ادا کر رہے ہیں تو انکو بہتر کرنے
 و رہنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے کم سے کم اچھے حصے کا دیا تو جلا کر کھا سکے ہیں نا ، اندر ، تے
 ہیں

تم بہتر مت ہو جا لوگوں کیسے پیدا کی جاتی ہو تم نیکی ، باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے
 روکنے ہو و بعد پر یہاں رہتے ہو

۱۹۴۵

اس آیت پر غور و فکر مہیوم ہوتا ہے کہ ہم لوگوں پر بحیثیت مسلمان فرض کروایا گیا ہے کہ ہم نیکی
 باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں لیکن اسکے علاوہ ایک اور اہم بات یہ کہ تم وہ بات
 ہو جا لوگوں کیسے پیدا کی جاتی ہو مطلب یہ کہ تمہیں بھیجی جاتی ہے کہ تم بری باتوں سے
 روکو اور تم یہ نہیں کرنا چاہیے کہ تمہارا مقصد چور نہیں ہو ، بلکہ یہ چاہیے کہ
 روکنے سے کیا مراد ہے تو یہ ہم اچے بی سچے چاہنے کی ایک حدیث سے سمجھ سکتے ہیں کہ
 تم میں سے اگر کوئی برائی دیکھو تو سے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اگر یہ نہیں کر سکتا تو سے

روان سے روئے کی خوش آواز اور یہ بھی نہیں سکتا تو سے دل سے علیہ کچھ نہیں یہ پیمان نامب سے آخری درجہ ہے

ہاتھ سے روئے کا مطلب یہ ہے کہ سے سے دیواروں سے روئے کے جیسے ہی ﷺ نے ورہ سے نہ م نے نہیں کری ہیں جیسے محمد بن قاسم نے خوش آواز سے پہل گیا بے مثل اسی حرج اللہ چاہتا ہے کہ ہم نقل نما طربان سے کریں اپنے داروں سے لچر کا سیانی اونا کالی کی قوم داری اس نے ہم پر نہیں ڈال یہ جیسے ہو سکتا ہے کہ سادہ اسی کی خاطر قدم ٹھانے اور وہ اکلا بدو نہ کرے اس کے ہاٹا رہیں تیر تے تو پور میں بڑوں کے مناجات میں حاجت تھے آن روڑوں ہیں درنگہم ہیں کیوں ۵۵۵۵۵۵

سپے کو آج اللہ کی خاطر سہ کنو نے کا شوق نہیں رہا یہ کی عارضی خوشیوں ہم گئی اور آخرت کی دمی خوشیوں پہنچیں سے آن فرشتے مدد کو کیوں نہیں آ سکتے اگر آں بھی وہ غائبے گی
مے لقا سے پد رہید فرشتے تیر کی لہر سے کو
تر سکتے ہیں دون سے قطار مدد نظر اب بھی

آن س ملک کے کوئے کوئے پر ہر درہم میں غلوں کے بے حیالی ورنہ شئی سے پھر پور پور سر ر لگے ہیں ہمارے عذاب اختیار ورم تو ب لگتا ہے کہ سے جس ہو چکے ہیں جو اس عمل بے حیالی پر خاموشی قرار ثانی سے لہان ہاتھ میں مدد بھی مدھے ہو چکے ہیں منہیں یہ رہ لگے نہیں ۲۲
فیصلہ اب ہم سب کو کرنا ہے کہ ہم اس بے حیالی کے خلاف آوار غلاتے ہیں یا خاموش رہا کہ اللہ کے عذاب کا انتظار کرتے ہیں یا دعو کئی شئی کا اثر آپ اور ہم سب کے گھروں پہنچے ہوگا یہ بھی نہیں سکتا کہ معاشرے میں بے حیالی عام ہوا اور اب ملاحظہ ہیں

صدا تمہیں کوئی جا رہو تو آتا ہے ۵۵۵۵

کیا مطلب ۵۵۵۵

مطلب یہ کہ تمہیں کوئی جا دوو ۲۵ سے جس سے کسی کو اپنے قابو میں لیا سے ۵۵
نہیں تو میں آپ و دیا جا رہو نہ لگتی ہوں یہ ۵۵۵۵ وہ آج سے سے والی بنا رہی تھی
کچھ سے میں تو نہیں لگتی لیکن کام سے لگتا ہے کہ کوئی نہ آتا ہے تمہیں جس سے سے والا سحر فرد
ہو ۲۵ سے نظر یا اس کے مثالوں سے نیچے تک آتے ہوئے والوں پر گاڑتے ہوئے پور
میں نے یہ کیا کیا ہے ۵۵ کس کو بھر روہ کیا ہے میں نے ۵۵۵۵ ۵۵۵۵ سہ میں گیا

ی کو ابو کو کام سنا دوسرا سے روکا تو چپے سے بٹھے ہوئے سنا مایہ نوسر مردہ کر دیا ہے
کسی کو اس گھر میں صوبائی پی کے سندھ و ہونٹا ور نہیں دھتا وہ سجدہ پہنچے میں ہوا لیکن وہ انکی بات پہ صبر
کر رہی

تو آپ جیمس جورد سے ہیں؟؟؟؟

ہاں میں ایسے جیمس پہنکتا ہوں جس شکاری کا شمار میں خود بھی ہوں اس سے جیمس کیسے
ہوگا

وہ پہلے سبیل کر ستر کے ہری طرف آکر بیٹھ گئی اور نگلیہ ٹیک کر تے ہوئے سونے کی
تیار بننے لگی

ہاں اسلئے مجھے ستر آتا ہے در یک نہیں بہت سے ستر آتے ہیں لیکن میں نے کوئی بھی چارہ کا
نہیں ہے وہ سب محبت کے ستر ہیں اور آپ جانے ہیں کہ محبت کے ستر زیادہ طاقتور ہوتے ہیں
چارہ کے ستروں سے

محبت تو میں بھی کرتا ہوں سب سے وہ ہر جگہ نے کے موٹا میں تھا
تو آپ کو کس نے کہا کہ آپ سے کوئی محبت نہیں کرتا آپ اتنے ہیں تو سب آپ سے بھی بہت پیار
کر رہے ہیں

تم بھی؟؟؟؟ وہ ناظر ہنستے ہوئے ہوا

میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اچھے جیسے کا شمار کرنے کی کوشش کر لے گی
تو تم نے کہا کہ سب مجھ سے پیار کرتے ہیں سب میں تم میں آتی ہے؟؟؟؟ وہ جی آسانی سے
جان چھوڑنے والوں میں نہیں تھا

مختار دت میں نے اسی کی دت دی ہے وہ شہر آتے ہوئے ہو نہیں سکا بہت سے
کے صوبہ سے ہونے کا احساس سے بہت پہلے پہنچا تھا

وہ ایک مرد قہقہے کے ساتھ ہنسنا اور دم جھکانے مگر تے ہونے سنا مانتھ بھاری تھی
ویسے صبا ایک بات تو بدھل بج کے گئی ہے پے میں اچھا صا کا سر کا آئی تھا کام بھی
کرنا تھا بدھتوں کو بھی وقت دینا تھا کبھی کبھی نہیں بھی جاتا تھا بیٹن ٹا دی کے جد تو وہ گھر کا ہزارہ
تکیہ ہوں اسلئے کام بھی مشکل سے رہتا ہوں وہ صرخی اس بچے میں آہ پھرتے ہوئے ہوا

لو میں نے تو آپ سے نہیں جاکا کہ آپ سب چھوڑ دیں دوست چھوڑ دیں جیلنا چھوڑ دیں وہ
بھی جانا نہ گئی

تو میر خود دل نہیں رہتا مگر تم نے تو نہیں کہا لیکن مجھے چاہیے کہ میں آفس میں نکلی جاؤں
 دیکھا ہوں صاف ہے کہ جلدی سے دقت رہا ہے اور میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ مگر وہی نے
 رسل تک کر دیا۔ وہ نہ بھی آؤں تھے کام کے۔ وہ شعر و نظم میں پرغا پائی جاتی ہیں سینہ مبارک۔
 صبا و خوب لکھی

رسل شعر و نظم پڑھا ہے آپ نے۔ غائب نے شاعری نہیں عشق ہوا تھا
 تو وہ غائب نے ہوا تھا۔ یہ تو استاد اور صوفی نقہ خانی نے کہا ہے۔ پس آپے پتھر ہے کی
 بات ہے

وہ ہنسی اس کو بھی منظور ہے۔ وہ بھی مسکرتے ہوئے ہے ہی دیکھ رہا تھا۔ چاہے وہ تنہا رہا
 صبا و تم چاہتی ہو کہ تم میری زندگی میں کیا حسیب رہتی ہو؟
 وہ لکھتی ہیں۔ رسل غریب دیکھنے لگی۔ نظریات ہی سوال تھا
 صبا و اگر آج میں تمہارے بغیر اپنی زندگی تصور کروں تو میرے پاس کوئی مسکراہٹ نہیں رہے گی
 ماس کو لکھنا نہیں کی ہیں پڑھنا۔ مجھے پیدو آئے گی لیکن تمہارے نہ بھلے کے ڈر سے شاید میں سو نہیں
 پاؤں میں کام کرتے ہوئے چاہے تو لکھنا نہیں؟۔ تم مجھے محسوس نہیں ہوگا میں دیکھتا ہوں۔ تو چاہو تو لکھا لیکن
 شاید کسی کیسٹ میں رہتی جاؤں گا اور

پس آپ رسل یہ آپ بھی بات کر رہے ہیں۔ میرے کی بات کہوں مگر سے نکالتے ہیں
 وہ چاہے کیا باتوں پر خوشی سے کہیں اور ہی تھی یکدم لفظ صبر چاہو لکھا ہے ٹپ کر ہوا
 تو تم یہ حسیب رکھتی ہو میری زندگی میں۔ اس پر وہ مسکرا رہا تھا
 وہ خاموش رہی۔ مگر محبت بھر الہیہ اسے مرنا کر رہا تھا
 چہ چلو سوچا تے ہیں اب صبح آفس بھی جانا ہے۔ وہ بیٹے ہوئے بولا۔ وہ بھی سونے بیٹے رہا
 صحتی

صبا میں نے تمہیں بتا دیا ہے؟
 کیا؟
 کہ اگر تم میں پہلی تو میں کسی دامن و عورت کی نیل پر بھی نہیں بیٹھا
 رسل
 لکھیں وہ؟ یہی بات میں کر کے کہتے تھے بھی چکا تھا
 ایک گہری مسکراہٹ مبارک ہے پر بھی لکھی

رحمت تم اس کیوں رہتے ہو؟ کی بات بھی نہیں کرتے اور لگ لگاتے رہتے ہو

وہ جاسوس رہا ان کی ایسے ہی چپ چاپ رہا تھا

میں تم سے کہہ رہا ہوں رحمت

ہاں سن رہا ہوں میں تو لگ بھگ دھتا

چھ چوڑے لگ بھگ رہتے تو بچاویہ — ساتھ — سب کے چلے گئے ہیں ٹھیلے دور ہے

جس تم بھی چلا میرے ساتھ

ٹھیلے میں ٹھیلے جا رہا

چلا آیا رحمدی رہا پھر ایسی آ کر ضرب بھی پڑھنی ہے چلو چلو جلدی کرو جلدی سے

جوتے پہنو

وہ سے رہ رہتی تھا اپنے ساتھ دار سے کے پیچھے بے ہوشے ایک چھوٹے میدان میں لے

گئی وہاں درجی بہت سے مختلف عمر والے بچے تھے جو اسی دار سے میں پڑھتے تھے وہاں —

مختلف عیدوں میں مشغول تھے درجہ چار مہارت کے وٹے میں پڑا ہوا ایک بچہ پڑھتا تھا وہ

سب کو کھیلتے ہوئے دیکھا رہا

— رحمت نہ چاہا — آواز کھیلتے ہیں تھوڑی سی درگزر کی تھی کہ قاتل پھر سے چوٹ آیا اور

سے رہ رہتی چنے ساتھ تھا رہے تھے اور علم بہت منع رہے کے باوجود بھی اسے اپنے ماتھے میں

مثال کر چکا

نام ہوا تو سب انکوں کے ساتھ وہ بھی میدان سے لوٹ آیا مغرب کی طرف چلی رہا نے پیسے

چاہا گیا وہ خوش تو نہیں ہو تھا لیکن کمال اور ہی تھوڑی کم ہوا تھی بچہ ہی تو تھا ٹھیلے کو آخر خوش ہو گیا تھا

یہ سے بھی پتا نہیں چلا کہ اس دن فضل اللہ کے رحمت ہونے کے بعد مولوی صاحب نے قاتل

کو ملا دیا وہ کل ڈیڑھ لگا کر وہی بھی خرچ سے رحمت کو سن رہے تھے اسی سے وہ رہ رہتی

سے چنے ساتھ لے گیا اور باقی سارے کاموں میں بھی اسے اپنے ساتھ شامل رہا تھا عمر کے لحاظ سے

وہ رحمت سے بڑا تھا لیکن ایسی فطرت کے مطابق وہ بہت جلدی رحمت کا رحمت بن گیا

ایک جتنے بعد فضل اس سے ملے آیا تو اسے دیں تبدیلی محسوس ہوئی — چپ چاپ وہ اب بھی

تھا لیکن آسودہ بچگی دیکھ کر اس کے آنکھوں سے مدنی نخرے بہہ رہے تھے انکے اس واسطے وہ اب بھی نہیں

تھا

فصل نے حد کا شکر ادا کیا۔ سنے دلی سے ایک بو بھرت گیا۔ وہ خوش تو نہیں تھا لیکن ایک ہفتے بعد
 کروڑہا خوش نہیں تھا تو یہ بھی بہت بڑی بات تھی۔ وہ اس سے کراہتا نہیں گھبرا گیا۔

گلے جتنے پھر گیا تو اس بار سفر کو بھی اپنے ساتھ لے کر گیا۔ اس بار بھی وہ مطمئن ہو کر ہوا۔ وہ اس
 نہیں لگ رہا تھا۔ وہ مولوی شہب الدین سے بھی ملے لیکن انہوں نے فصل کی طرف توقع نہ کی۔
 شکایت نہیں کی بلکہ سکروپے اور ڈھانت کی تعریف کی۔

گلے ہفتے وہ اس سے ملنے گیا۔ آج کا ایک صبیحہ پورا ہوئے وار تھا اور حسب وعدہ فصل کو آج
 اس سے پوچھا تھا کہ خوش ہے یا ناخوش؟ وہ لے نظروں میں وہ یہاں رہنا چاہتا ہے یا نہیں؟ وہ
 سنے کر۔ میں میں ہوا تھا۔ وہ آیا۔

کیسے ہو؟ اس کا ہنسی ہے؟ سلام سنے کے بعد، دو۔

میں صبح۔ میں بیٹا۔ تیرا اماں بھی ٹھیک ہے۔ یہ ہے؟ وہ
 میں بھل گیا۔ میں۔

وہ اب میں ٹھیک۔ میں اور خوش بھی میں۔ آپ کاٹ چھوڑ رہے تھے۔ مت آیا۔ میں
 فصل جس سوال نے پوچھے کہ چھوڑ رہا تھا وہ اس نے بہت آرام سے جواب دیا۔
 تو تم گھر میں نہیں جانا چاہتے؟ ۱۹۹۹ نے یہ۔ پھر پوچھا۔

نہیں۔ اب میں خوش ہوں۔ دوست بھی۔ سنے میں میرے بہت سارے۔ وہ مطمئن ہے
 میں ہوں۔

چھ چلو یہ تو بھی دت ہے کہ تو خوش ہے۔ میں آج تجھے گھر لے جاتا ہوں۔ سچی بات بہت
 یاد کرتی ہے تجھے۔ پر سو صبح چھوڑ جاؤں گا تجھے۔ ہنک

لیکن وہ بھی تو میں ٹھیک۔ چاہوں۔ پھر گھر جاؤں گا۔ وہ اس نے آ پھر تھار ہوگا
 تو کیا تو گھر کبھی جائے گا؟ نہیں؟ وہ ہنکرا۔

نہیں، اما جاؤں گا۔ لیکن آج نہیں
 پھر۔ وہ یہ نشان تھا۔

یہ کرتے ہیں کہ آپ جب انکی دماغ کے تو میں آپ کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ اب تک میں
 تھا ہوا۔ وہ لگا کہ وہ اس کے روئے لگا نہیں۔

فصل نے اس طرف دیکھا۔ وہ کافی بڑی باتیں کرنے لگا تھا۔

ٹھیک سے چاہو تیری مرضی۔ یہ کچھ کھائے پیئے۔ یہ تیری بات ہے۔ یہ سنے نے فصل نے

پاس پڑی ہوا کٹھن کی خاطر مٹا رکھا

وہ خاموشی سے تھا اور کٹھن کی میں سے تپ رہا تھا رچا رہا ہے وہ بے کھڑادی

اور سے چادر کے نقصان رخصت ہو گیا

اسلام کا نام آج کے کاملاً برباد ہے۔ کاملاً رندگیوں کا مقصد ہے۔ اسلام اس پر میں مصدوب
اور مکرور نے یہ نہیں آدھلے اسلام کی آمد کا یہ مقصد علم ہے۔ اللہ خود اپنی کتاب میں اس بات
کا عہد بنا ہے کہ یہ یس بیاں یہ عہد پائے گا اسلام کے چلے سے ایک دم مسے ہوگی
وہیں کے علم خدا رنگ میں پیش کرتے ہیں یہ وہ کہ اسلام جب اس کے بغیر پھیلے گا تو بنایا جاتا ہے
کہ اسلام وہ خدق کے دور سے پیدا ہے۔ یہ بھی یہ نظر پوش تو کچھ میں کہ اللہ کے ہی سہیل ہے کہ
یہ حدیث نہیں بھول گئی سے جس میں نبی خود اپنا اعلان یہی کہو رایتے میں آج دنیا ویہ
تو بنایا جا رہا ہے کہ اسلام خدق کے دور سے پیدا ہے لیکن یہ نہیں بنایا جا رہا کہ خدق کیا ہے؟ اب
جب اللہ تعالیٰ نے اس راہ کے مظاہرین اسلام نے عہد آنا سے و سنا و حد دوری حل چہا دلی تخیل اللہ
ہے

معلوم ہوا کہ اسلام کی شاعت میں کوہوں کا بہت کلید کی کردار سے نکلی اور نہ ہی ادوار کا مشاہدہ اس
بات سے ثابت ہے کہ یہ کیسے کافی ہے کہ یہ بے شک چہا دکی چارٹ نہیں ملتی تھی تب تک مسلمانوں کی تعداد بھٹ
سینکڑوں میں تھی لیکن جب چہا دکی شاعت ملی تو دنیا نے دیکھا کہ چہا د کے موقع پر مسلمانوں کے
تعداد انھوں سے تھوڑا سا بڑھ گیا

تین سو سو بیس سال بعد میں توہر کی چارٹ نہیں ہے ۱۵۵۵ء

ہاں اسلام میں دیر چارٹ نہیں ہے لیکن یہ بے شک چہا د کو ناما اسلام کے دائرے سے دور
ہو مطلب یہ کہ چہا د اس نے اسلام قبول کیا مگر تب تک اس پر کابل اور نہیں ہے اسلام قبول کرنے
نہیں یعنی کہ اب سے اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ نہیں کہ سنتے نہیں جس وقت کسی نے زمانے سے لا اور
پڑھا اسی وقت اس پر شروع ہوا مطلب یہ کہ اب اس نے ہر حال میں اسلام کے مقصد میں ہی
رہنا ہے

آپ لوگوں نے کہیں وہ حدیث سنی ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے دیکھا رہا
ورہا ہے فی تعجب رہا اور چہا د چھ سال کا ہو جائے تو اسے دیکھا رہا اور نہ پڑھانے کی اجازت
ہی ہے

یا آپ نے بھی سنا ہوگا کہ "کوئی عورت اپنی حدود میں نہیں رہتی تو شوہر کو چاہئے کہ اسے سمجھائے
 سمجھائے اور شوہانہ پر بھی دباؤ نہ لگائے تو اس کے ساتھ مل کر رہے گی۔"

تو اس سے دور نہ جھپٹیں، کئی اوصاف تو اس سے ثابت کیا جا سکتے ہیں کہ اسلام میں ہر کی اجازت حب تک
 نہیں ہے جب تک کوئی مسلمان نہیں رہتا جب وہ مسلمان ہوتا ہے یا مسلمان ہو جاتا ہے تو اس سے
 رہتی وہ سب کا سر فہرست ہے جو ایک مسلمان کا فرض ہے اگر تو وہ نہیں سنا تو

جہاد سے اس مسلمان کو محبت نہیں ہے ہم مسلمان چاہتا ہے کہ اسلام کا دین میں عیب ہو اس
 مقصد کیلئے بہت بڑی جہاد تنظیمیں بنی ہیں اب کا مقصد اسلام کا عیب ہی ہوتا تھا لیکن چونکہ وہ کچھ خاص
 لوگوں کی نامی بیویں ہوتی تھیں تو بوقتِ جنگ ان کی مدد نہیں کرتے تھے نتیجے کے طور پر وہ کچھ عرصہ چل
 کر خورجہ مسموم ہو جانے لگی

اس سب کا بہترین حل یہ ہے کہ مسلمانوں کو مل کر ایک مشترکہ فوج تشکیل دی جائے تاکہ
 سب مسلمان مشترکہ فوج میں کھڑے ہوں۔ جتنی بڑی فوج توپوری دنیا کو فتح کرنے کیلئے بھی کافی ہے
 یہ وہ ہے لیکن یہ موافقت نہیں ہے یونکہ قیامی بادشاہوں سے ان ملکوں پر ایسے حملات مسلمانوں
 جنہیں مسلمان سر بلندوں سے یہ وہاں پہنچا دیتا ہے اور غبار کی خوشی سے ارض ہے

ہو تا تو یہ چاہئے کہ سب لوگ اپنی حدود حکومت اسلامی کے سر دائرہ میں پھر حکومت جس لوگوں
 کو چاہئے قتال کیلئے تیار لے رہے ہیں جو چاہئے کوئی اور مسلمان لے لیں یہاں پر جیسے کہ عرض
 کیا گیا ہے کہ عمران اپنے وفات کا حصہ چاہئے ہیں جو وہ لوگ چاہئے ہیں وہ جس شکل میں بھی چاہئے
 بذاتِ خود جب میں حصہ لے سکتے ہیں اور جہاد کی یہ شکل اپنی اور ہونے

جیسے کہ پورے دنیا میں کھڑے ہیں کہ ہمارے آقا سید محمد نے فرمایا ہے کہ
 تم میں سے ہر ایک کی چیزیں ہیں لیکن اس شخص سے ہاتھ اٹھا لیا جو نہ کا اثر رہے۔ دوسرے جہاد
 سے یہ جاری ہے ہر مسلمان نے اللہ نے مجھے دعوت کیا ہے اور میں تک چلے گا حتیٰ کہ میری موت کا آخری
 بعد وہ جہاد ہے جس کا مسلمان جو کسی ظالم و ستمی ممالک کا عدل منہ نہ نہیں کر سکتا۔ تیسری چیز
 نقد یہ ہے ایمان ہے

اب اس حدیث پر غور کیا جائے تو چاہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ روایت کی ہے کہ
 ہوتا تھا کہ جہاد تک جاری رہے گا۔ اسے کوئی ظالم ٹھکرا نہیں روک سکتا چاہئے کوئی بھی کوشش نہ
 لے۔ اس حدیث میں جہاد سے مراد نہیں ہے جہاد نہیں ہے بلکہ یہ دین کا سر بلندی کیلئے ہے جس
 افراد سے جہاد ہے

سب جہاں میں سرخ نما سے یہ بتانا تو حد میں ہوگا لیکن سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ آنکھوں کے کھدکھاتے میں جہاں کس سے ساختہ درکی ہے درکیوں سے درکی ہے

تو سب سے پہلے آئے ہیں میں وہ سب لوگ جو ام کے تو مسلمان ہیں لیکن جہاں رنگ کو کھانوں میں نظر آتا ہے اور سے ہیں اور نکات یہ رہے کسی مدد بھی کے موجب نہیں بلکہ نئی ایک پسند سے فقیر کر رہے ہیں وہ صرف یہ کہ جہاں رنگ کا فائدہ دہش پگڑیوں سے ہیں بلکہ دھڑوں کو بھی اسی طرف مایوس کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے

اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ و رسول کو شریعت پر ایمان لائے لیکن ہم اس پر ایک مومن نہیں ہیں

وہ پھر آگے فرماتا ہے کہ

وہ زبان سے جہاد فرماتے ہیں میں خدا کو پسند کرتے ہیں کہ ہم وہ سب عداوت کرتے ہیں جو خدا و رسول کے خلاف ہیں لیکن ہم اللہ کو نہیں سمجھتے

یہ بھی سب آیت پر غور کرو جو صاف چٹا چٹا ہے کہ اس زمانے کے یہودی جو ام کو یہاں سے آئے تھے وہ بیچھے سلام کے خلاف مارشیں کرتے تھے اور ان کے برائے نام مسلمانوں میں سوال فرقی میں تھا وہ بھی اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے اور ان کی سب اللہ کو دھوکہ دینے کے لیے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کر لیا ہے تو سب وہ جہاں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ سے باز نہیں کرے گا اور ان بھی سب کو یہی ٹکڑا ہے۔ لیکن وہ ذات جو شریک سے بھی قریب ہے اللہ ان کے لیے دھوکے میں آستی ہے۔ وہ انجیلی مرنے کا ماتھ کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے تھے۔ ان کے دلوں میں حاق تھا اور اللہ نے غمناکیت رکھوٹ میں رہا وہ وہ دریک درد کا سہرہ کی نوید بھی نہادی

اور وہ کی دہشت یہ کہ یہی لوگ خود بھی تمہارے وہ ہے ماتھ وہ وہ کو بھی گم ہوتے تھے جیسے کہ ان کی غلطی کے لیے برائے نام مسلمان خود تو گم ہی کے رستے پر چلے گئے ہیں۔ ماتھ میں وہ وہ کو بھی ایسا کرنا دیکھ رہے ہیں جو مسلمان کرنا دیکھ رہے ہیں وہ وہ کو بھی ایسی مشورہ جتا ہے کہ اس سے مال میں اضافہ ہوگا ہے۔ ایک دوسرے دیکھ دیکھ کوئی بھی حرم و رحل میں فرق کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ وہ بے حیاء عام سے نہیں ہوا۔ اسے وہ ناکو دور نہ سمجھنے پر بھی آمادہ نہیں ہے۔ وہ اللہ سب سے بڑے نہیں ہے وہ ہمیں پہلے ہی بتا چکا ہے کہ ان لوگوں سے کوئی گم نہ رہے۔ میں میں خدا کو پسند کرتے ہیں کہ ہم ان کو گم نہ پھیلاتے ہو ہم ان کو گم نہ پھیلاتے ہو

جیسا کہ اوپر کی آیت میں فرمایا کہ یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ سو یہ لوگوں کو ہم مسلمان نہیں سمجھ سکتے جن کو اللہ نے اپنی امت میں شامل نہ کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ دل سے مسلمان نہیں ہیں۔

اللہ کے احکامات کے خلاف جانے والے بھی اصلاح کرنے والے ہوتے ہیں۔^{۴۴}
 کبھی بھی نہیں۔ یوں کہ عدم اصلاح نے وہاں سے دور لوگ اللہ کے ساتھ جو کچھ کرنے والے ہیں وہ جلد سے اصلاح کر سکتے ہیں۔

اب اسی بات کو آگے بڑھاتے ہیں کہ ایک در آیت پڑھتے ہیں جس میں اللہ فرماتا ہے کہ
 بے شک کافروں کے لیے برابر ہے کہ تم انہیں ڈرانا ڈرو اور ایمان نہیں رکھتے اور اللہ نے
 انہیں پسند نہیں کیا ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور انہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔
 اب اس آیت میں مراد وہی منافق لوگ ہیں جو دنیا سے واقف رہتے ہیں دل سے اللہ و رسولوں
 سے دھوکہ کرنے کی کوشش کرتے تھے تو اللہ فرماتا ہے کہ اگر آپ نہیں ڈرو گئے تو میں ہمارے فرقہ میں
 پڑے گا۔ کیونکہ یہ چنانچہ ہی میں بہت براہ پہلے ہیں۔ اور اللہ نے انکی دلوں میں سختی اور بڑھادی ہے
 لگا چھوڑے۔ کیونکہ میں آتی ہوں لوگوں کو آپ جتنی ہی تبلیغ کرو گے وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں آتی ہوں
 کیونکہ اب سمجھنا ہی نہیں پڑے گا۔

تو یہ لوگوں کے ساتھ رسول ﷺ نے کیا کیا مولوں کا جب؟^{۴۵} حیدر نے پوچھا
 نہیں نے چھوڑ دیا۔ اس لیے لوگوں کے ساتھ چھوڑ دیا انہوں نے۔ کیونکہ اللہ نے ان کی آیت میں بتا دیا
 تھا کہ آپ چاہیں جتنی بھی کوشش میں نہ ہوں گے ان میں سے کچھ نہ ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ و پیغمبر سے
 سو سے دلوں کو تبلیغ کرنے سے مل رہے ہیں کہ اللہ کے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

چلو چلو آئی تو گھر چلو یہ۔ ساتھ ہی ہی ہاں بہت یاد کرتی ہے چھوڑ دینا تو میں اس سے
 وعدہ کر کے آیا ہوں کہ تجھے آؤنگا۔

محبوب ہے ابو۔ میں مولوی صاحب کو بتا کر آتا ہوں۔ وہ چلا گیا۔
 فضل اللہ وہ جتنے بعد آیا تھا۔ آئی تو صبح جمید ہو گیا کہ وہ رحمت کو ملنے جا رہا ہے تو اس نے تو خدا ہی
 پکڑ لیا کہ وہ حب کو اپنے ساتھ لے کر آئے۔ اس لیے اس نے دھڑ سے ملنے ہی اسے ساتھ جانے
 کو کہی بغیر زبانی وعدہ کی بات کیے۔

وہ وہیں آئی تو پکڑ لیا۔ وہ اسے درستی کے ساتھ جانے کیجئے یا رہ گیا فضل۔ اس سے یہ پوچھا گھر کیسے

رو بہ ہو گیا

گھر پہنچا تو حیدر کو اپنا تھکا کر کرتے ہوئے ہی پایہ وہ جا تھا کہ آگ بسب سے رحمت کو لے کر آئے تو دوا صبح سے نئی کا نظارہ رہی جنگی وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے حیدر دور تر نکلے پاس آئے اور رحمت کو گئے لگا پیارے نے لگا لکھوں کی میٹھنل سے کچھ نہیں رو کا سوہ بھی ایک ماں سے پیسے ملے جیسے صدیوں بعد ہو اور حیدر کا تو وہاں تھا ۷۷ ماں چانتی ہے جسطا پیا رنگی میں کبھی ماں سے ڈانڈا حیدر دور رہا

مضطر ہیں سائیکل لے گاں یہ چڑ گیا گھر پر صرف رحمت اور وہاں پیارہ گئے انکی کہہ کا سن رحمت بھی باورچی خانے سے نکل آئی وہ رحمت کو داخل چھو نے پھا یوں نہ طرح پیا سرتی جی سوہ تینوں چاروں میٹھنل کے پیچھے چا پنا پہنچ گئے رحمت تو ہلکی چلتے چلی گئی جو کچھ آس گھر میں اوقات کے مطابق اچھا کھا ماننا تھا رحمتے تو کھا تا تو سے ماں ۷۷ ۷۷ کھا مانا ہے تجھے ۷۷ ٹھے تو گلت ہے کہ تو کھا تا ہی نہیں ہے بدکھوہ کتنا سامنے نکل آیا سے حیدر ماں کی طرح فکر مند ہوئی

ماں ماں ملتا ہے اور میں تو بیٹ بھڑکھڑا جاؤں

تو تو خانہ زور میں ہو گیا ۷۷ ۷۷

ماں میں خیریت ہوں درمشل غیب سے کہا نا کھا تا ہوں

دیر پھرتی دیر تک وہ ماں چپاؤتس کرتے رہے تھی کہ کھا مان گیا وہاں تینوں نے ہی رحمت کے پیچھے بھی بڑھانے کے وہ بھی وہاں تیں کرتے ہے حیدر ہاں تو کوما بھی کھتا تو یہ سمجھتا کہ اسکا پیا مالوں بعد لوٹ کر آیا ہے

عصر کی مارچ مئے گوا تو قاری اور میں سے بھی ملو وہ بہت تپاک سے ملے

رہے رحمت چپا نیسے ۷۷ ۷۷ آپ آئے ہو ۷۷ ۷۷ رے عارضہ ہو کر وہ جیسے ہی گئے پاس گیا تو وہ

جی ان ہوتے ہوئے ہوئے

قاری صاحب آگ ہی ادا کے ساتھ آیا ہوں

وہاں جانا سے ۷۷ ۷۷ انہوں نے پوچھا

جی قاری صاحب چر سوں ما کے ساتھ چا ہنگا

خوش ہو وہاں رحمت اللہ ۷۷ ۷۷ نئی آنکھوں میں چھٹے غیب قسم سوال تھا

جی خوش ہوں پہلے ادا میں تھا لیکن اب تو غیب ہوں

اتنی پڑھتے تھے؟

جی جی بھتیجی

کون پرہیز کرتا ہے؟ ۱۹۹۹ء کے کیا پوچھنا چاہ رہے

مولوی شہاب الدین

بھگت نہیں نے کسی ماس

رحمت پیا میں کیا بھگت رہا ہوں کہ میں آج امت رہا ہوں پر شریعت کی بات میں پہلے تم

سے دو تھوڑے والد کو کہہ چکا تھا لیکن تم دونوں نے نہیں بلکہ وہاں پھر رہا ہوں

لیکن کیوں قاری صاحب ۱۹۹۹ء آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ وہ جیہ ان سب آفر قاری صاحب

بروقت سے منع کیوں کرتے ہیں۔ یہی بھی کیوں بات ہے کہ میں پڑھتے ہیں

نہی ایک وجہ سے رحمت جو میں تمہیں منع کرتا ہوں لیکن دنا نہیں ملے تم مجھے یہ بھی کہہ رہے ہیں

میں بھی باہر کی

میں نے میں سننے شروع کر چکا ہوں اب چھوڑ دو میں نے اب بھی پڑھ رہا ہوں۔ یہی بات پر قائم

تھا جو آج سے ڈیڑھ مہینے پہلے تھا

تو وہی اتنی تم دو دو رہا اب شروع کر لو گے میں پڑھ رہا ہوں

لیکن کیوں قاری صاحب ۱۹۹۹ء آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میں نے سے میں نے پڑھوں ۱۹۹۹ء

قاری صاحب انہیں نہیں پڑھ رہے کی ایک سوال آج اب ہی تو نہیں تھا غلط

چھوڑ دو پڑھنا تمہاری مرضی خوش رہو۔ انہوں نے اٹھتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ابھی

نکلتے تھے خیر یہ وہ پڑھنے کی طرف رہنمائی

ہاں نہیں کیوں قاری صاحب کھد سے سے آتی ہے ۱۹۹۹ء کی سوچتے ہوئے گھر پہنچے گھر

وہ آپ کا گھر کہاں ہے ۱۹۹۹ء

کیوں پیسے میرے گھر کا پتا نہ کیا تھا ۱۹۹۹ء کو دہشتہ سے ہوئے

ویسے ہی آپ اپنے رتے ہیں ۱۹۹۹ء اس نے پھر پوچھا

نہیں پیا میری ایک پوتی رتی ہے میرے ساتھ۔ سوڈا نے ٹھیک۔۔۔ پچھ میں جو اب

نوبہ وہاں ہے ابھی آپ تو یہاں ہیں تو۔۔۔ نے دت اور دت چھوڑ دی

وہ سولی تھی ہے۔ سوڈا نے مسکرتے ہوئے کہا

و کاؤی کلاس میں ہے ۱۹۹۲ء نے ایک بار پھر پوچھا

پوچھیں میں

مجھ سے دو لکھ ہیں آگے ہے ۔ وہ سوچتے ہوئے ہے ۔

ہاں دینا لیکن وہ تمہاری طرح کھینچتی نہیں ہے؟؟؟؟؟ انہوں نے اس کے گال پر ہنسا کر کہتے ہوئے ہیں۔

یوں ۱۹۹۴ء

میں نے کوہ پیکل سے آنے کے بعد گھر کا کام سنبھال لیا ہے، اور میں مجھ سے ہا میں کرنی ہے

سے ہوا بنا آتا ہے ۱۹۹۴ء وچ م

ہاں دینا سے ہوا بنا آتا ہے

لیکن وہ کھینچی کیوں نہیں آتی؟ اس نے پاس کھنڈے میں ۱۹۹۴ء میں نے ایک بار پھر پوچھا

نہیں دینا اس کے پاس کھنڈے میں نہیں آتی۔ یہ بھی وہ آگے لگتی ہے لیکن میں نہیں آتی۔

تو میں سولی میں واقعہ نم ہوئے کی کھینچتی نہ تھی۔ وہ یہاں کلاس کی طرف بھاگا۔ بچے وقت پہنچیں

ہوئے تو بچے گھر چلا گئے

طوبی تم مجھے ایک ڈیڑھ مکتی ہے ۱۹۹۴ء تا م وہ ہوئی ہے ۔

کیوں ۱۹۹۴ء میں نے جو سے پوچھا

وہ سے حق میں مجھے چاہئے آگے سال کا ہو کر بہت بڑا ہوتا رہا تھا

نہیں میں تمہیں اپنی گڑبگڑ کیوں دوں؟؟؟ میں نہیں آتی

طوبی طوبی تم سے چاہئے وہ یہ بھی نہیں چھوڑ رہا تھا

کے شرخیر روئی

وہ ۱۹۹۴ء وچ م

تم مجھے بتاؤ ایک روئے جو تم نے پیچھلی دفعہ چاہئے کے ساتھ چاہئے یا تھا اور جو مجھے بہت پسند ہے لیکن

تم مجھے نہیں دیتے

کیا؟؟؟؟ پیکل ہو کیا؟؟؟ وہ میں کبھی نہیں دیکھا وہ مجھے پسند ہے

تو میں بھی دیکھ رہی ہوں۔ وہ بھی ایک گئی تھی

طوبی پھر تم سے چاہئے تم سے تمہاری تھری سے لہو جو پانچ دن تھی یا میرا بیٹا یا گیم نے

لو یا میری وہ گاڑی لے لے لے لے چاہئے کھنڈا گاڑی کی طرف اشارہ کیا

نہیں میں نہیں دوں گی اپنی نئی بات سے سے سے لو
 نکس وہ چھوٹی سے تم دے دو پلیس سب وہ قاعدہ اتنا کر ہا تھا
 مجھے اگر چاہیگ دو گئے تو زیادہ دوں گی ورنہ نہیں

وہ چپ ہو گیا کسی قیمت پر چاہیگ نہیں دے سکتا تھا وہ ایک تو اس نے بہت شوق سے
 خریدا تھا تقریباً ایک مہینے پہلے خاور کے ساتھ دو رنگی تو اس نے بہت پسند سے وہ ایک پاتھ اور اس
 ایک کی تو اسے دوستوں نے بھی بہت تعریف کی تھی ورنہ ورطانی کو کتنا پسند تھا وہ ایک اور اس سے
 کتنا نگ رہی تھی نہیں میں نے نہیں دیا ورنہ وہ اس سے گڑیا کے بدلے وہی ایک نگ رہی تھی
 جاؤ نہیں وہنگا ایک میں دوسری نئی خریدا لوں گا وہ جسے میں ہوا بعد یہ بھی ہوا دستہ بھی کہ وہ
 غاصدہ شمار ہی تھی

۶۶۶ بھیت تم یا خریدو گئے ۲۰۰۰ روپیہ ان جوتے ہو سے بہت تھی
 میں اس نے کوئی جو ب نہیں دیا ورنہ پانچ
 وہ رات تک جاتی سے دستہ نہیں رہا تھا مارا رہا کہ شاید وہ سے اسے لیکن اس نے نہیں
 دی

دفع کرو میں نہیں لوں گا اس سے میں دوسری لے لوں گا اس نے مجھے میں سوچا
 طوبی تم مجھے زیادہ سے دو اور ہر ایک لے لو وہ لوگ سونے کیلئے اپنے کمرے میں چھ گئے تو وہ
 تھوڑی دیر بعد طوبی ورنہ کے کمرے میں آ گیا
 کیا واقعی چھوڑا آپ مجھے پتا ایک سے ہے؟ وہ تھوڑی تو بڑی سے لڑکی کی اسی
 کیا وہ دستہ بھی جو وہ پہلے یہ وہ ایک دے رہا تھا اسے بدلے میں
 ہاں تم سے کہ تم چاہتی ہو تو بھی میں ہاں نہیں نکال دیتا ہوں صبح بھر دے ہو جائے گی لیکن تم مجھے
 یقین دلاؤ گی بھی دے دو وہ شاید بر قیمت پر دے دے بیٹھا چاہتا تھا
 ہاں یہ غصہ ہے کل بھر ماما صبح اٹنے کی تم مجھے بھی دے دو وہ بھی تو ابھی سے وہ ایک صبح یہی
 دوستوں کو دکھانے کے خیال سے وہ بہت خوش تھی اس سے اتنا بھی خیال نہیں آیا کہ وہ ایک نئی کیلئے
 پتا ایک یوں دے رہا ہے

چنے کمرے میں آ کر اس نے پتا ایک غاصدہ یا دور پتا مان دے پیر نے ایک میں منتقل
 کے وہ سے کمرے میں نئے ور سے ایک دے دے دے آ گیا
 مجھے دن اسے پاس پہنا ایک اور طوبی کے پاس تا یہ ایک دیکھ کر غاصدہ ورنہ مجھے ماما سے یہ

ہوے اور چوہ بھی۔ وہ اس بیگ کیلئے ٹالہ بندیدگی کاٹتے تھے، جیسے نہ ہوے

ہاٹل کے طوطی کو۔ دیر ہے اس نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا

دوویہ۔ یہ لہجہ میں اور اپنی پوتی کو۔ دیر میں نے پی سن۔ سے وہ ہے

درمکوں کے وقت کی جھپٹ ہی نکلی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا دیر کے پاس آیا وہ بھاگ ہے، ہاتھ
دیتا تھا کسی کو کھانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے بیگ میں کیا ہے۔ فیصلہ کو بھی اس نے کچھ نہیں بتایا

کریم دیکھ گیا اسے دیکھا رہا

دوویہ نے دیر کو بھی اس نے جوشی سے سے عاید

ریم دیکھ بھی چھ نہیں پور۔ وہ پوتا بھی تو کیا؟ پس پانی کے کچھ نظر۔ تھے جو انکھوں سے
نکل گیا اس پر سہ گئے۔ پانے یہ کاکتی دھندھے دیر کے گا اس نے اپنی آنکھوں کو مسستے ہوئے
سوچا

پیا یہ تیر بی سن کو۔ دیر میری پوتی کو انکھیں بند ہیں سے۔ وہ گلو یہ بچے میں ہو۔

عادت پڑ جائے گی وہ آپا۔ سے دیر میں۔ سے چھی نکلی۔ دیکھیں یہ مطر کا لگاتی سے
اس نے میں کے پیچھے لگا ہوا ایک ایک چوٹی، پر رہ گھبراہٹ کر ڈیر کو دی تو وہ واقعی گائے لگ گئی۔

دو میری سن سے پاپ در بھی میں اس نے یہ مجھے دے دی۔ یہ تو وہ بتا ہی نہیں پاپا کہ اس گزیر کی
اس نے کیا قیامت دی سے۔ ہٹا لہجہ یہ ایک دیکھا اسے دے میں

بہ بھی ہم کچھ نہیں پور۔ وہ ہوئے کے قائل نہیں رہا تھا اس نے تو یہی رنگی میں لوگوں کی
نظروں میں پہنے لیے سودہ توتو توتو ہی دیکھی بھی لیکر بہت کم لوگوں کی نظروں میں دم بھی
دیکھا تھا جو اسے اس توتو سے ریاہ تکلیف دیتا تھا۔ لوگوں کو دیکھ کر خود پر پڑنے والی نظروں
وہ دیر کے تاثر سے کچھ چکا تھا کم سے کم تا تو کون سے دیر میں ہو جاتا ہے

لیکن یہ نکا سے بہت بڑا تھا۔ کل نظروں میں۔ توتو رہت تھی۔ ہی دم یہ توتو
دیر میں نظر بھی میں کے سوت کو بھی وہ عرصہ پہلے سے بیٹے کی ش کے ہاتھ اٹھا رہا تھا۔ دیر کی
پوتی کی ہے اہتا فرمائش پر بھی وہ اسے گڑیا نہیں لے رہا۔ رہتا تھا لیکر آئے یہ بچہ کل پوتی کیسے
گڑیا دیتا تھا

یہ اوقات جب ان اے اپنے لیے لوگوں کی نظروں میں ایک ہی تاثر پہنتے دیکھتے چاہے
دیر دیکھے نہ وہ اس سے سمجھال نہیں جاتا اور اس کی آنکھوں سے نکل پڑتے ہیں اور عریب کے
آ سوز کو تو نکلنے کا بھی بہانہ ہی پائے جاتا ہے۔ چلوں پہنچتے ہیں۔ دھرتی۔ چلی اور پھر وہ سہ نکلے

آپ کو پسند نہیں آتا؟ وہ آنکھوں میں سول ہے کھڑا تھا۔ اچھٹھا۔ اس کے رونے کی وجہ نہیں ہاں
 پارہا تھا اور کدو لگا رہا تھا کراسے گر دیا پسند نہیں آتا۔ سٹل آؤ رہے کریم دادو میو یوں کی آیا۔ سے ٹکل آؤ
 نہیں دیا نہیں۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ہم مجھے بہت پسند ہے اور وہ بھی بہت خوش ہوئی دیکھ کر سو
 سکا ہاجرہ۔ میری پوتی۔ دو بہت ہے ربط لقا طور

غصہ۔ سے جا چکی۔ سب میں چلتا ہوں۔ فیضان کو بھی نہیں بتا کر آؤ۔ اب نے بی جیب سے نہیں
 رہا ہے کا نوٹ لگا۔ اور بابو کی پھیلی ہواں حصوں میں ڈال کر۔ دسی کیلے قدم بڑھا ہے
 کریم دادو۔ سے میو توں۔ طرح دیکھتا رہا۔ کچھ بھی نہیں پور نہیں۔ سے آپ تک دیکھتا رہا جب تک وہ
 نظر دے۔ دھل نہیں ہو۔ در کچھ آنکھوں سے مسکتے ہوئے چلوں پر آمل ہواں لگی کار مت دکا
 گانے کی آواز سے پاس کی زمین پر دیو کے ساتھ ٹک لگانے ویسی ہی لکڑی تھی جیسے وہ
 چھوڑ دیا تھا۔ رسم۔ نے جلدی سے اسے بی چاؤ میں پیٹ۔ ایک طرف رکھ دیا مبادا سنی پوتی کی
 جی بڑی خوشی کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ اور وہ ہاتھ کمر بچوں کی خوشیوں کو نظر بھی نہ بہت جلدی
 ورا مانا سے لگتی ہے

مجھ پر بدھوہ۔ سے میں آئے ہوئے فکر یا تمن میسے ہو گئے تھے۔ ان مہینوں میں اس نے ٹی
 وکر کوشش نہ کرے دیکھ چلا جائے۔ سے بہت دیر۔ تو نہیں لیکن کبھی کبھی ہاتھ لگا دیا۔ ورا آتا تھا وراں بھات
 میں اسکا شہید دل کرتا ہے گھر اور اپنے گاہن ہانے کا آت بھی صبح کی میرے خدا اس نے علی دہر سے
 کہا

حیدر میر بہت دل رہا ہے کہ میں گھر چاہوں۔ کچھ دن ہے گھر میں نہ رہا چاہتا ہوں۔ ورا
 ہاں تو چاہا۔ قاری صاحب سے بات کرے ورا پھر چاہا
 ہاں سوچ رہا ہوں کہ آتی کر لوں۔
 مجھ پر قاری صاحب ٹھیک کہتے ہیں ماما۔ ام۔ ہی برائے کو ختم نہیں کر کے تو کم کم چنے جسے
 کا پڑ تو صاف کر سکتے ہیں
 کی مطلب

ٹکل رہا۔ ورا گل میر تبلیج سے ویسے آئے ہیں۔ وہ کدو سے تھے کہ اس لٹک میں ڈبر بہہ وہ دم کے
 مطابق رہ گئی نہ رہنے سے ہمارے ہے۔ انہوں نے جس جس کو بھی روکے ہی ہنسنے کی۔ ب۔ نے یہی کہا کہ

یہ ہمارا پناہ گاہ ہے تم لوگ اس میں داخلہ لےنا شروع

تو "خیر" سے پوچھو۔

تو چھ نہیں کہیں مجھے تو قاری ثناء اللہ کی ساری باتیں وہ پر لگی ہیں

ہاں باتیں تو وہ ٹھیک کرتے ہیں اور پھر "اے مولانا صاحب" تو جانے کی بات کرتے

ہیں

میں ایک بات بتانا میں انہیں مجاہد میری بہت نہیں ہے خواہش تھی کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں لیکن کسی کافر سے کرتے کرتے دیر پڑی دشمن ہو کر میں اسے "اروں" اور "مجھے" ماننا چاہے وہ پھر میں "چارو جسم" واصل کروں اور خود بھی شہید ہو جاؤں

ہاں "ارجہ" و "شہادت" کا شوق میں مسلمان کو نہیں دیتا جو اپنے اللہ اور نبی ﷺ سے عشق کرے گا ورنہ اسے بھی اتنا ہی مشتعل کرے گا

لیکن چہ تو وہ "وری نہیں ہے کہ کافروں سے ہی کیا ہے" اور بھی تو نظر آتے ہیں

اسے دیکھ کر اب مجھے "احادیث" اور "جہاد" قسم شروع ہو جاتا صبر چاہتے ہیں کہ یہ مسلمان قوم اب تلخ سے بدھرنے لگی نہیں ہے

ہاں اب دن سارا صاحب بھی تو بد ہے حصہ کہ وہ بہت سے شاگردوں کو سمجھتے ہیں لوگوں کی

اصلاح اور نہیں اللہ کی طرف سے نئے نئے ایسے ایسے کوئی نہیں سمجھتا اور یہ کام ہی ہو جاتے ہیں تو اس کا

میں ایک ہی عمل رہا جاتا ہے مانا کہ چہ دیکھا جائے

اور یہی باتیں کرتے ہوئے وہ پھر سے پہنچ گئے

مجھے "اوس" تھا اور "اوس" سارا صاحب کا دل تھا "اوس" سے قاری ہو کر وہ پانچویں بھی دس کیلئے بیٹھ

گئے

سورما صاحب اپنی اپنی وجہ دار شخصیت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ یہاں لگ رہا تھا کہ روشنی کا ایک بلہ اس کے چہرے کا طواف کرتا ہے لیکن جتنی بڑی شخصیت تھی اتنی ہی اللہ نے "ادب" بھی دی ہوئی تھی۔ گاؤں کے کاسہ راہ لے کر بیٹھ گئے اور نہایت بھاری لہجے میں شروع کیا

میں دنیا کا نظام سمجھو اور "جہاد" کے عمل پر چلتے ہوئے "ہتو" نہیں جاتی میری بات۔ مثال اس

طرح سے میں کہ اگر کسی بچے کو اس کے والدین "مارے" پاس چھوڑ جاتے ہیں کہ وہ یہاں سے عام میں

لٹھے گا اور بچے دیں اور علم کی روشنی پھیلائے گا لیکن یہاں "اروں نہیں پڑھتا" وہ بچے سے "ورہ" بھی

پڑھنا نہیں چاہتا میں ام سے "برادری" پڑھاتے ہیں اور یہ "برادری" بھی تب تک نہیں ہوتی جب تک سے

مہ کا خوف نہ ہو تو یہیں دسہیں آتی ہیں ایک سر دروازہ سر کا ٹول

ایک جوتی ہے سر دروازہ چل کوئی ہے وہ ہنسی لکھ جاتا ہے اور پھر مسکندہ وہ غلطی نہیں کرتا

جیسے کہ مہ میں چوری رات تو ہاتھ ٹاٹ دیے۔ سنا روٹو ٹکڑا رہا۔ جہم سلام خویر کرتا ہے وہ
تو دین شروع ہو جائے تو اس معاشرے نے آدھے سے زیادہ حرام قسم ہو جائے گی نہیں بد قسمتی سے یہاں
پہلے یہاں ہتھی نہیں ہوتا۔ یہاں پہلے غنی رہا ہے جو سب سے زیادہ غنا ہے۔ مسکندہ وہ غلطی نہیں کرتا
غریب کو کوس پڑھتا ہے ۵۵۵۵

ہمارے معاشرے نے اور مسہد نے جو سچے سچے دی سے دی کی۔ ریت سے پھیلے۔ انہوں نے دھکیں بھی
ٹریں ورمیں میں لگی رے جو شیش لگی دیکھیں اور علم بھی ہے تبیع بھی نہ لیکن جس کو نہیں مانا وہیوں
نے سبے خلاف چلا بھی گیا۔ آج بھی یہاں ورثہ لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو سارا ہتھ چائے ہو جیسے
بھی سب ہا موٹی ہیں۔ کوالا کچھ میں بولی رہا۔ یونانی ہا کی ہ کار مسلمان ہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ جو جیسے چل رہا ہے۔ سے ویسے چلتے دو میں انہیں مسلمان نہیں مانتا۔ ایک مسلمان
کیسے جد ملتا ہے کہ جو جیسے چل رہا ہے۔ سے ویسے چلتے دو مسلمان کا شیوہ نہ کہے دین دی ہر بلدی
ور پل ہا۔ نے سب سے کھوڑے دوریاں میں ڈالنا ہے۔ پھر آج سب کیوں کہتے ہیں کہ جو جیسے ہے
ویسے رہے دو

صداغ ہمیشہ اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ جب گھر ہی بگڑا ہوا ہو تو وہ کسی کو کیا تبیع
کا خاکہ دیکھنا ہے تو پہلے اپنے گھر والوں کو سمجھا دے۔ ہمارے رسول ﷺ کے طریقے کو دیکھیں کہ اس
طرح انہوں نے صداغ اپنے گھر سے شروع کی۔ بلکہ اپنے گھر میں بلند ہے آپ سے شروع کی۔ لیکن
سنا یہ مطلب نہ گز نہیں ہے کہ دھروں کو کوالا اچھی بات ہی نہ سمجھو۔ اور سمجھاؤ اگر نہیں سمجھتا تو ہر دینی
کر دینا اسلام کا حکم منوا۔ آپ ان سے

ہمارے ہی ﷺ فرماتے ہیں کہ

اللہ کی قسم اگر سچے ذریعے کسی ایک آدمی کو بدلتا مل جائے تو سچے سے سچے دھناں سے بہتر

ہے

تو بدلتا سے مے کی؟ تب جب آپ نے آج کو وقف کر کے کہ آپ نے اپنے ذریعے کسی کو
بدلتا دین سے۔ سے کاموں سے رہا ہے چاہے وہ تبیع کے ذریعے ہو یا چاہے دینی۔ پہلے تبیع
رہا۔ سے سمجھاؤ۔ سے رہا لیکن گروہ نہیں سمجھتا تو اسے دینی روکو۔ ہمارے دین سے لگی یہی کیا ہے
میں باقی کو خدا لکھا۔ سے اسلام کی عیسائی نہیں رہا کرتا رہا۔ خدا کا لکھ کر کے ساتھ ملے

یہ بگلی گلی کے علاوہ جس یہ گھر ہی کے چند سے ہیں کہاں نکلا ہے کہ بدن ور بروقی مت رو ۵۰
 اللہ کے ہاں خود اپنی دستورے تو ہم کون ہوتے ہیں اب دستور کو بد لئے دے پیچھلی امنوں
 پر نظر! کو اللہ کا یہ قانون ہے کہ پہلے سمجھاؤ رو برو سے کاموں سے اور یہی طرف سے نکلا ہو سکتا ہے، تا
 کرو میں کر کوئی نہیں سمجھتا رہتا ہے تو بروقی رو اللہ نے حضرت شعیب کو بھیجا کہ مدارے سے
 رو کو حضرت لوط کو بھیجا کہ بے چارے سے رو حضرت صالح کو بھیجا اور سب نے اپنی پوری کوشش کی
 جی تو مر کو سمجھنے لگی لیکن کوئی نہیں مانا۔ صل میں یہ برائی جو مولیٰ سے مایہ سونے جیسا، مولیٰ سے دور سے
 ہی بندے کو لکھتا ہائی ہے اور یہی طرف پہنچتی تھی سے درجہ بد قریب ہوتا ہے ورنہ جو بیٹا سے
 پھر تو بھیسے والی کئی جاں بھی لے لے وادیی طہیت سے دستہ رکھی نہیں ہوتا یہ ایک گہرا ہٹھون خندق
 ہے جس میں جتنا تر تے ہو گئے تھائی مشکل سے واز آ سگئے و کبھی کبھی تو آپ جی سیرانی میں
 تر تے ہو کر نکلا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے

اور یہ دیکھو کہ گناہوں کی آخری حد کے پار کوئی ماحل نہیں ہے۔ ایک گہرا کنواں ہے جس کے
 اوپر وہاں اھٹھ بھی نہیں ہے۔ وہ کبھی بھرتا بھی نہیں سے ورنہ ماحل کی رندوں و اس شہر سے جج میں
 موت ہے

آپ نے کبھی سنا ہے کہ جو انسان سگریٹ پیٹا ہے، وہ اپنے آپ کو تو نقصان دہتا ہے لیکن ساتھ میں وہ
 انسان بھی نقصان میں رہتا ہے جو سے ساتھ میں ہوتا ہے چاہے وہ سگریٹ نہ بھی پیے مطلب یہ کہ
 نقصان میں ایک تو وہ رہا جو پی رہا تھا بین نقصان میں وہ بھی رہا جو سکے ساتھ تو جسے اس شخص کی غلطی
 کا ہاتھ لیکن اس نے سیکر کا اسی طرح یہ بھی ہے کہ ایک تو وہ شخص سے جو گناہ کر رہا ہے وہ تو گناہگار
 ہے لیکن ساتھ گناہ وہ بھی لے جو گناہ ہوتے دیکھنا مارا اور پھر بھی حاموش رہا جیسے اگر کوئی ظلم آپ کی آنکھوں
 کے سامنے ہوتا ہو اور آپ ہوتے دیکھتے رہیں تو آپ بھی اس ظلم میں شریک ہو گئے

ہم میں سے ہر ایک خود کو مسلمان کہتا ہے۔ چھام کے آگے ٹھہر کر پیچھے لنگھنے کے سب کو خوشی
 ہوتی ہے لیکن انہوں نے جو جاہاں پر کوئی بھی عمل نے پر تو نہیں لے اللہ تو فرماتا ہے کہ تم وہ مت
 ہو جو بد سے کاموں سے روکتے ہو۔ ورنہ تم بہت ہی مت

مطلب رک نہ لے خود مارا دی کہ تم بہترین مت تو ہو لیکن اس مت میں مثال دے کہ تم سے
 نہ درمی سے کہ تم بھی کا حکم، ورنہ سے کاموں سے روکو کہ تم یہ نہیں کرتے تو پھر تمہارے شاماس مس
 میں نہیں ہوگا جو بہت ہی ہے

ورنہ ہی کا حکم پہنچے ورنہ مل سے روکنے کا طریقہ بھی سے ہی ملنے سے ہوتا ہے کہ مل

ویسے بھی اچھا تھا مگر اس کو کھانے پر غور ہی ہوتا تھا

نائب تمہیں ایک مدت بتاؤں اس نامہ دار سے سے پیچھے والے میدان میں جاتے ہوئے وہ

دور

ہاں بتاؤں

میر نثار بہت پکے میں مہلے میں دور سے میں سے کسی کے بھی گھر میں لگے پھولوں کا نثار

نے پتھر پھینکتے دیکھے سیدھا پھل کوڑا تا دور ہیں ہم پھل جاتے

چھوٹے چھوٹے

نائب وہ جوان دن مہلے میں صاحب کو کوں کا نثار نے کامتا بد روز بے غمروقتی روح تو میں نے

سچا کہ میں جا رنگا میں نثار نہیں ٹھہرا لگتا رہتا کیوں کہ وہ توڑا — ظاہر کامتا بد تھا

اور پانگل ہو گئے ہو کیا؟؟؟ آجائے نا

ور چلتے چلتے اچا تک تک نثار قب کا

تم یہی رکورتمت میں بھی آتا ہیں وہاں میں مدرسے کی طرف مڑا

کہاں جا رہے ہو؟؟؟ وہ تیرے ہیں

تم کو میں آتا ہوں اور وہ مدرسے کی سمت ہیں گا

ور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہاں سے واپس آتا وہ کہاں

چلو اور رحمت کے ساتھ میدان کی طرف چلے گا

تم گئے کہاں تھے؟؟؟ اس نے پوچھا

تم چلو

وہ دونوں میدان میں پہنچے تو نائب نے جیسے سے ایک چھوٹا سا بیڑا نکال رکھے ہاتھ میں

تھمرا یہ بیڑا اور نثار وادھو میں بیٹ رکھتا ہیں علیا سے ہاتھ میں تھمرا رکھوڑی دور میں نے ایک

بیٹ رکھی رحمت نے زمین سے ایک ٹکڑا لٹا دیا اور نثار وادھو علیا چھوٹا تو ٹکڑا میدھا چاہیٹ

یہ لگا نائب کے چہرے پہ مسکراہٹ بھیا گئی

مطلب جو وہ کہہ رہا تھا کہ منا نثار چھوٹے تو تحفہ کہہ رہا تھا نائب نے اس وار بیٹ کا فاصلہ

بڑھا دیا لیکن رحمت کا نثار اس وار بھی خط نہیں یہ وہ چند مہرے رحمت کو یکساں رہا وہ رحمت رحمت

کا فاصلہ مہر چڑھا دیا نثار اس وار بیٹ پہ نہیں لگا لیکن علیا بہت دیر سے تھا کہ

تھوڑا سا بھی سیدھا ہوتا تو یہ پرگٹ جاتا

تو خط لکھا تو لکھ کر قہقہے سے جی اٹھ گیا۔ وہ دیکھتا رہا اور پھر چاک بکھا کر سنے لگے لگ کر۔ رحمت چھوڑ کر سمجھتے ہوئے چلے گئے لگا رہا۔

صبح بھر ایک رات تھی صبح اسلام آباد دھماکا ۱۹۷۴ء

اسلام آباد ۱۹۷۴ء لکھنؤ ۱۹۷۴ء اور بہت تیراں ہوا

اسلام آباد دھماکے میں تھیں۔ انی ہونے والا توئی، اس نے ۱۹۷۴ء و جب معمول بدلتی کرتے ہوئے ہوا

اسلام آباد دھماکے میں نہیں ملے۔ ہاں ایک رات نے پرچہ انی ہوں وہ غلے میں چینی ہوتے ہوئے ہوں

آج وہ بہت دیر ہے گھر آیا تھا۔ نام و نشان پر بتا دیا تھا کہ آج سے ایک دوست کو دیکھنے پہنچا تھا۔ وہ دیر بعد سے ہیناک کے کھم کام پہ گئے تھے جو تھی ہی ہے۔ نے تھے سو آج وہ دیر کے کھانے میں بھی شامل نہیں ہوا تھا۔ چھپنے چور مہینے سے صبا کو بھی رات کے کھانے پر غلے عادت ہو گئی تھی۔ اسی لیے غلے بغیر دلی بھی نہیں رہا تھا۔ لکھنؤ پر رضا اور حکمران کے ہاں پر اسے کھانا بھی پڑا اور ابھی رات راز سے اس بجے وہ دیر رہا۔ اس کے ساتھ کھانسی تھی

وہاں ایک رات نہیں رہا چاہے کیا تھوڑے ۱۹۷۴ء

بہت بھگت نہیں۔ اسلام آباد تو تھوڑا بہت ہے آپ دور آتے ہیں پورہ رات کیوں رہیں گے وہاں وہ چھوٹا ہوا لڑکا مر میں نے سوئے ہوا

یہاں ۱۹۷۴ء دور کیسے آج لکھا ہوں میں ۱۹۷۴ء حلقی میں آج صبح ۱۹۷۴ء بجے ڈیڑھ پہنچا ہوا ہے۔ وہاں سے مطالبے پر چلے گئے ہوا

ہاں تو صبح پانچ بجے نکل گئے ہیں نا آپ میں صبح صبح کھانا کھا کر دیا کرونگی

رہا ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلائی تھی۔ جی بھر کر پیار آج اس لڑکی پر کٹا پیرا دسوا گئے ہوئے تھی وہاں پہلے میں ۱۹۷۴ء ہوا تھا ۱۹۷۴ء

ورپھر چاک بکھا ایک لڑکا مر میں نے جاتے ہوئے اس نے، تھوڑا کھا

صبح

وہاں پہنچا دیکھ رہی تھی۔ راتوں کے آہستہ سے ہونے پر لکھنؤ غلامی پہنچے۔ کے ہنگاموں میں رہا تھوڑا سا میں لڑکا مر میں ۱۹۷۴ء دیکھ کر وہاں ۱۹۷۴ء میں ۱۹۷۴ء ہوا

دردن کو لگا کر دیکھو کیسا دل چاہتی تھی کہ موت اس سے دور رہے تو وہ اس سے علیحدہ نہیں
 دے لگتا تھا۔ یہ کلمے میں نہیں تھا۔

آج اور یکور ہو گیا ۲۲۲۲۲۲۲۲ دردن نے نوالہ سے مر میں رکھا تو چاک اس نے
 پے دھوس سے کمال انگلیوں پر کاٹ لیا اور یہ اس نے جان بوجھ کر یا تھا وہ آج تھکا تھکا اور موٹ
 تھا موٹ تھا لیکن صبا کو تو نہ موٹ دردن میں بلکہ ایک ہنسنا مسکراتا اور تلک رستا دردن ہی چھ لگتا تھا۔ یہ
 لگاتار کہ وہ اسے بست تلک کرتا تھا لیکن اب تو اسے اسکا تلک کرنا بھی بہت اچھا لگتا تھا تو آج وہ
 نہ موٹ کیوں تھا

نہیں ڈا۔ یو! تو نہیں سوں لیکن آپ اتے پیار سے دے دے تھے کہ میرا دل کیا کرنا لے کے ساتھ
 لگنا ہی بھی کہا لوں۔ دے دیتے ہوئے ہو۔

ہاں میں پیار سے دے رہا تھا تو تم نے سوچا کہ آج اس عرابی سہتی کھاتی ہوں کہ آج پیرا جٹا نے کا
 سوئی کی نسلے۔ وہ اپنی پیراں طرچہ پر لوٹ آیا تھا۔ وہ کامیاب ہو گئی۔

تھر میں کوشت کم مٹا ہے ۲۲۲۲

نہیں کوشت تو پڑے کیوں ۲۲۲۲

اس سے پی پی کی تم میرا کوشت جو کھا نے سے پکار میں ہو۔ وہ ٹھنڈی رات میں مچا ہے
 کا سپ بھر نے ہوئے ہو۔

کہہ دت تو خرق میں پرے لیکن وہ انسانی نہیں ہے۔ کھانے کے بعد برقع اٹھاتے ہوئے وہ اسے
 ور پڑ رہی تھی

تو بے کتنا انسانا کوشت کھا بھی جو ممتا سے اس کی پیہ دہتا ہوں کہ ڈا۔ یکور۔
 پہنے تو ہیں ہمارے ور آج بھی میں جانا لیکن مسٹرمل۔ یہ میں پکا رہا ہے انسانا کوشت کھانے
 کا دے دیتے ہوئے مرے سے نکال گئی۔

مسکر ہٹا رسل کے چہرے پر بھی تھی وہ خوش ہو گئی تھی۔ اور وہ ہنسنا چاہ رہا تھا
 وہ بھی سوختے سے ٹھکریٹا۔ دے دے چاہے چاہے بہت تھکا ہوا تھا وہ دیند بھی بہت آ رہی

تھی

کون کہتا ہے زندگی دنیا نہیں ملتی۔ زندگی دنیا ضرور ملتی ہے۔ کچھ لوگ تو روح کی پر فار کے
 ساتھ مر جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ جسم سے جانی پرور کے ساتھ زندہ امر جہ جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں

کوشید کہے ہیں ہی کو اللہ پٹی کتاب میں نوافذ میں بیاب کرتا ہے
 درجو نقدی رہا میں مارے گئے سب سے پہلے مردہ حیا لے کر لیا ہوا ہے رب کے پاس رہا ہیں
 درویشی چاہتے ہیں

آل عمران ۹۶

تو ثابت ہو کہ نقدی رہا میں جاں دے دے کوہ پہاڑیں کچھ کہتے کیوں کہ وہ اللہ کے پاس
 رہا وہیں اور درویشی دتے ہیں تو حوائج درویشی دتا ہے وہ یہی جہنم کا ہے اب اس بات سے کوئی یہ نہ
 سمجھے کہ اللہ نے جو کل نفسی ذائقہ موت کا دھوا کیا ہے وہ جھوٹ ہے یہاں مطلق نہیں ہے موت
 شہید ہو جی آتی ہے بلکہ وہ تو نقدی رہا میں د کوئی نگر میں اسی وقت مر جاتا ہے میں وہاں نقدی نظر میں نہیں
 نہیں مرنا اللہ کے پاس وہ ہمیشہ وعدہ رہتا ہے اور یہ بات قرآن مجید میں اللہ نے واضح کر کے ان لوگوں
 پر بھی واضح کر دیا تھا جو کہتے تھے کہ

یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور غلہ جو بھالی نے گئے دہارے گئے غلے متعلق نہیں
 ہیں کہ انہوں نے کی بات مان لیتے نہ مارے جاتے

آل عمران

آئی آپ کو حدیثوں اور آیتوں سے اس سے بتا رہا ہوں کہ کل کو کوئی بڑا نام مسلمان آپ سے
 آپ کے عمل کی تشریح مانگے تو آپ بتا کر کہ آپ کا عمل اللہ اور اعلیٰ سول کے طریقہ پر ہو گئی تعلیمات کے
 مطابق ہے

تو حضرت ہر جس جوی علیہ السلام کے ذمہ ہے و جت کے نو جوانوں کے سر پہ فرماتے ہیں

کہ

جب جسم موت پہنچے تو نقدی رہا میں شہید ہو جاوے گا۔ یہ سچ ہے
 رسول ﷺ کا نو رہنا مانا ہے کہ شہادت سب سے بہتر موت ہے اور انہوں نے مسافر یا دینی
 نہیں مکی طور پر اس پر عمل بھی کیا اور کہیں نہیں ہلکے پورے جانوں کے ساتھ شہادت پائی
 نو رہ سولی کی شہادت سے ایک اور تلقین بھی ملتی ہے ہمیں وہ یہ کہ تمہوں نے جہاد تو قبول کر لی
 لیکن ان سول کے سامنے نہیں جھکاؤا ہے خداوند کے فراموشی کے مہربانی نظر دیں کہ اس سے لے کر
 دیکھتے رہے نہیں پنے مہربان سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے۔ ان کے ایمان کی یہ حالت تھی اور آیت ہمارے
 ایمانی یہ حالات سے یہ ہم سے بہتر فرماتا ہے ۴۹

میں ہر کام کی مہربانی میں بھی دیکھو انکاروں پر نہ پائیں چلے تھی ریت پر نہ گئے جس کا ہے

جاویمیر۔ بچے اس دنیا کو بناؤ۔ محمد مصطفیٰؐ کے علاوہ بھی رشتہ ہیں، ان کے مہر پر نے دلوں کا جو۔ بھی بھی ہے اس۔ خیر میں۔ بھی اس دنیا سے مسئلہ ختم نہیں ہوئے

ہاں، مجھے پتہ ہے

مجلس القضاء الاعلى

ہاں بڑے مسرور ہوں جس نے رکھا ہے

ماں بخا پیر نام تو نہیں ہے نا پھر غصہ کیوں کر رہی ہو اچھی ٹھیک ہے تم رحمت ہی بولا۔ وہ لہجے وہاں سب بخا دیکھتے ہیں جواب اسی کی عادت ہو گئی ہے

اس بڑے سچے میں بھی تو عام لوگ ہی ہیں مگر ان کے علم کچھ بڑا چمکا چکی ہے تو بت ہے

سے تھیلے کا خطرہ مسدود نہیں آتا تھا۔

سے بڑا سہرا ہے میں گئے ہوئے ایک سال ہوئے کو تھا وہ اس عرصے میں وہ اس سے ملنے
 دو یا گھر کا پکارا جاتا تھا پہلی بار چھٹی مہینے بعد دوسری بار چار مہینے بعد اور تیسری بار تقریباً چھ مہینے

بعد کیا تھا۔ نام تو سکا پہلے دلی سے ہی بدل دیا گیا تھا۔ رے میں وہ پہلے دن سے ہی مجھ سے تھا لیکن
پہلے میں نے گھر میں کسی کو نہیں بتا دیا تھا۔ ب سے تو عادت ہو چکی تھی کہ پٹلا مرحمت تو سے مشکل بھول
گیا تھا۔ یہی آئی پہلے نے اسے پرانے نام سے پکارا تو وہ بول پڑا

تو نے بھی لے گا اگر تیرا بیڑا مولانا صاحب سے کہہ گا تو ۱۰ تپتے ہوئے ہوں
ماں وہ ایسا نہیں کہتے ۱۰ تو یہ اسباب ہیں کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی ۱۰ وہ بول غلط نام نہیں کرتے ۱۰
معدّل طور پر نئی سہیل لے رہا تھا۔

ہاں وہ ہر شے ہیں ۱۰ وہ اعلیٰ خط کام نہیں کہتے تم تو یہی کہتے رہتے ہو لیکن مجھے تو یہ سہیل چاہا نہیں
لگتا رحمت ۱۰ وہ بہت خفے میں تھی

ماں میں خدا نہیں جانتا سچ کہہ رہا ہوں
قاری اور میں بھی تو ہیں ما کہتے اچھے ہیں اگر یہ ایسا ہی برا نام تھا ۱۰ وہ کہتے لیکن وہ تو کہتے
تھے کہ مجھ اچھا نام ہے اللہ کرے کہ اچھے نام کی لائق کہلے

ماں قاری درمیں درمیں ما عید رحمت کا یہ مقابلہ کیا کرتی ہو اں اں سے ملو گی وہ چاہیل
جائے گا تمہیں بھی

مجھے بولی چنا نہیں چلانا تمہارے مور، ٹاپس تم کی بارو ہاں مت جاؤ ۱۰ وہ ایک اور مطالبہ لے
۱۲

ایک نام یہ ہے۔ یہی کوئی تیرا مت آگئی اں جو وہی باتیں کر رہی ہو اور پھر مجھوں نے کون سر کسی
کو مجبور کیا ہے۔ میں گھوڑا یہ نام پسند تھا تو وہ کہتے تھے بعد میں ذرا بھی پسے لگے ۱۰ لگتا ہے تو نہ
یا کرو ۱۰ اپنی مرضی ڈالو لا کرو ۱۰ وہ تک ہوتے ہوئے ہوں

میں تیرا کو بھی بتاؤ گی رحمت ۱۰ پھر تو وہ کہیں نہ جانے کا وعدہ کر لے
اں ایسا یہی ہو سکتا ہے ۱۰ میں پڑھ رہا ہوں تو ٹوٹیوں پر نشان ہو رہی ہے وہ آپ تو جو کہتی
ہیں کہ میں آپ کیسے رحمت بن جاؤں تو ب جب کاشش کر رہا ہوں تو تو پر نشان ہو رہی ہے ۱۰ وہ بول
پتے ہوئے ہوں

رحمت میں تو رہیں آج ۱۰ تو نالی پڑھ چکا ہے ۱۰ میں تجھے بتی دے جو سے دور نہیں رہنے دینا
چاہتی ہو وہی ہو گئی ہوں ۱۰ کیونکہ تیرا بھی اب کمزور ہو گیا ہے ۱۰ وہ اتنا ۱۰ سر پر ت آئی بھی
یہ کہہ سکتا ہوں ماں؟ ابھی ایک سال ہی تو ہو ہے تجھے کئے ہوئے وہ ڈاڑھ میں ڈالتے

ہوئے ہوں

جیدہ ماش ہوئی لیکن وہ خوش نہیں تھی۔ دو خوش ہو بھی کیسے سکتی تھی
کبھی کبھار انسان بہت چاہتے ہوئے بھی عمارت کو بدل نہیں داتا۔ اور میں وقت ہوتا ہے جو سنا نہیں

میتا

وہ بھی اس وقت اپنے بیٹے کا پے پاس چاہتی تھی کسی قیمت پر۔ سے واپس بھیجنا نہیں چاہتی تھی لیکن
وہ چاہتے ہوئے بھی بدل نہیں سکتی تھی۔ عمارت کو اور نہ بیٹے و

روح اللہ سے مجاہد نہ بننے کا شرطیں بنایا۔ وہ اپنے پیچھے کالی رستہ طے کر آیا تھا جواسے نہیں
طے مانا چاہیے تھا مثالی نگر میں اس نے اندام بھی رکھ دیا تھا۔ وہ بھی کالی رستہ طے کرتے کے حدود
چا سکا دیا تھا کہ سنا تو پورا قدم ہی ملا تھا

کبھی کبھی لوگوں تک غلطی پوری رسدگی یا مجید ہوتا تھا مجاہد اللہ اس سے کسی نے جاتا تھا
وہ کسی کا رتہ اللہ کسی کو نہیں دیتا رحمت اللہ۔ انہیں کے پردے پر کون اور بدل پڑتا تھا
نے اپنی آنکھیں بند ہیں زمین میں صرقتی آروں سے گھبرا گیا تھا وہ

مجید بیبا صدم کا کمرہ تھوڑا صاف کردہ بہت گندہ ہوتا ہے۔ رسید اپیل ہوئی تھی جس پر مجید پچھے
آتا آتے لکھنا پریشہ صبح سے ہوا تھا

سالہ روی ہوا تو اپنا کمرہ خود صاف کرتے ہیں۔ مجید نے یاد دہایا
ہاں حوا کرتا ہے لیکن آج کل بہت مصروف ہے تو وقت بقیہ نہیں ملے۔ آج صبح چاہتے ہوئے کمرہ
گیا تھا کہ یہ تھوڑی سی مصالہ کر دیں۔ رسید ہائے کہا

چھ خا میں تو بھی کچن کا کام کر رہی ہوں۔ کوئی جہ سے یو بورٹی سے اسے کہتا ہوں
رستہ نہیں بیبا وہ بھی ری بھی تھکی ہوئی آتا ہے۔ میں تم کہہ کر وہ میں مصالہ دیتی ہوں۔ انہوں نے
سے روکا۔ انہیں وجہ سے بہت پیار تھا۔ اس کے لاڈلے بیٹے کی رہیں جو بھی
لیکن وہ نہیں دے

وہی

وہی میرے صدم میں ہا میں نے آتا رہیں لگاں

یا سارا؟ جب نے میرے بیٹوں کے دروازے میں آکر بچھا

بچہ آؤ۔ اس نے حکم صادر کیا

حالہ کہہ رہی ہیں کہ روٹی بھال آئی کہہ کر گئے ہیں کہ کھائے کمرے کو کھال صاف کر دے
تھوڑے سا کیونکہ وہ ٹارٹوں سے خوش نہیں رہے اور صبر و صبر کی وجہ سے سسٹم میں بھی کوئی کام
نہیں ہے ورنہ کھال کی طبیعت نہیں ہے اور میں بھی میں صبر و صبر ہوں تو تمہیں ایسے بدبو نکال دے
کہ تم ان کے کمرے کی حالت تھوڑی بہتر کر دے۔ میں تمہیں بتانے میں کافی ہر بھی
حالہ میں ۱۹۹۵ء وہ حال یہ نظروں سے حال کی طرف پکھڑی تھی

یہاں پہلی نے تمہیں بدبو سے حالہ میں کہہ بھی رہی تھی کہ میں روٹی روٹی ہالہ شرمندہ ہو گئی
لیکن حالہ آپ یوں یہاں سے گئی کہ گئی وہ بھی آئی سے ایک صبیحہ بعد سے ہی
کمرے میں ہی تو آنا ہے تو جب بھی صاف کیا تو کیا رہے گی مگر تو بے رہنے میں کیا سہ سے ہا سے بھی
میں تھی

مگر یہاں تک کہ یہی سہری میں کو
میں تک نہیں رہی نہیں آپ ہیں۔ سستی صاف حالہ کی صاف کر دے۔ وہ صلیبہ کچھ میں بدبو
یہاں میں روٹی مگر وہ بھی تھکی ہوا آئی سے

حالہ میں کہتی ہوں وہ میں تھکی ہوا نہیں ہوں۔ یونیورسٹی سے آئے ہوئے تو تھوڑے گرم
کہ یہاں میں نے شہ سے کچھ پوٹے سے یہ مگر تھوڑے لیکن اسے کچھ پوٹے سے پہلے ہی وجہ ہو دے
وہ صبر و صبر کے کمرے۔ طرف گئی میں کے چہ۔ پر شہر میں کچھ تھی وہ حالہ کے پاس بیٹھ
کر دے تھیں کرنے لگی

کمرے کی حالت واقعی اچھی نہیں تھی اور صبر و صبر سے حالہ سے کمرے کی حالت
واقعی کے لیکن کی صبر و صبر کا ثبوت دے رہی تھی۔ وجہ نے سب سے پہلے تو صبر و صبر کیا تھا۔
کیا اور چھوٹی مٹی سے تھیں یہ وہی تھیں یہ وہی تھیں صبر و صبر کیا اور پسند و قبول
بھاری دور رکھنا تو اس میں صبر و صبر کی ذمہ داری پر تھی۔ ایک سے کو رکھنا یا کہ یہ حالہ کے گھر ہی
میں اسے ایسی سوچ پر خود ہی تھی آئی۔ ذمہ داری اس نے پھر وہ میں رہی اور وہاں رہنا کرنے لگی
صاف ختم کرنے کے بعد اس کا ایک بار پھر دل کیا کہ وہ ذمہ داری یہ حالہ کے آخر وہ کسی طرح تو کچھ سمجھ لے
صبر و صبر کو۔ وہاں بارہ ایک سوچ پر قابو نہیں دے تھی۔ سب میں وہاں سے ذمہ داری کی تھی اور پھر سے لگی

تاریخ سے حالہ ہر ہفتہ کہ وہ کالی عمر سے ذمہ داری کی لکھتا رہا ہے لیکن وہ دور نہ ڈانڈی
نہیں لکھتا تھا۔ یہی ذمہ داری کے اوپر لکھی ہوئی تاریخ میں مینوں کا وقفہ تھا تو کبھی کبھی کچھ دس
میں لکھی تھی۔ ایک شعر سے وہ وقفہ نظر آیا جس کا مطلب یہی تھا کہ وہ سب سے پہلے شعر سے

ور یک جگہ تو سے جاسی محنت سے نکلا کیا تھا

۔ جس دھج سے کون فتن میں گیا وہ شان سدا مت رہتی ہے

یہ جاس تو اکل حال ہے اس حال کی ولایت نہیں

رہے یہ بیات بول بھلا کہ جان کی ولایت ہی نہیں۔ یہے تھوڑی سوتا ہے وجہ کو بخل

چھ نہیں لگا

سٹلے پٹاتے ہوئے چاک کا نظم یک سٹلے پر رک گئی سٹلے پر درپٹھ نہیں تھا۔ میں یک تاریخ
نکھی تھی ورنہ تاریخ کے مختلف رنگ نہ لکے یہ بھیج رہے گاں جو یہ گیا تھا اور واکاٹی اچھی لگ رہی
تھی ۱۰۱۰ سے دیکھتی رہی ورنہ چاک سٹلے ذہن میں بھی کہ ہوا یہ وہی تاریخ تھی جس پر کئی جنگی
ورثہ کاغذ تھا اس نے آگے سٹلے پٹا ہے۔ ورنہ اس نے آگے سے ریا ہٹلے لکھے تو نہیں گئے تھے لیکن
جتنے لکھے تھے ان میں زیادہ وجہ کلام تھے

دانیال آت مجھ سے بہرہ تھا کہ میں جویر وقت وجہ کو سوچتا رہتا ہوں اسے ہا کیوں نہیں دینا کہ
میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ یہ بھی جہر ہاتھ کہ ٹھٹھے سحر اس سے اپ جہد سے چھپنے نہیں
چاہئے ۱۰ خیال تو میرا ہے۔ ورنہ ہے یہ باہم دونوں ہڑک میں تھے ورنہ وجہ کیسے میری
پسندیدگی اور محبت سے بھی واقف ہے لیکن میں سٹلے اس مشورہ پر عمل نہیں کرتا۔ بھی تو اس رہی
میں رہتے ہیں پھر جب وہ میرے ساتھ ہوگی تو میں سے سب بنا داتا سے پتا چل جائے گا کہ میں
سٹلے وار۔ میں باجہ دت رختا ہوں اور وہ میرے سے تھی ام ہے کہتے ہیں کہ جہد سے گر چے ہوں
تو وہ انگوٹھا آشکار ہو جائے ہیں۔ انہیں حنائے کی ورنہ نہیں جاتی سو میں بھی اپی سچاں کا ننا چاہتا ہوں
کہ وہ اب اور کیسے اس پر آشکار ہوتے ہیں۔

اس سے آگے کے سٹلے پر فکر یا پندرہ طرہ دن بعد کی تاریخ تھی

آج صبح وہ مجھے ملی ورنہ میں حیران رہ گیا کہ اللہ نے میری دعا یہے قبول کر لی میں نے
تقریباً پندرہ دن سے اسے نہیں دیکھا۔ پہلے تو کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی لیکن اب جس سے مل گئی بول ہے
بات نہ تو دور وہ تو میرے سے بھی ہیں اتنی۔ ورنہ دل رہتا ہے کہ میں اسے دیکھوں تو سکی اور پھر میں
نے کل رات دعا بھی نہ تھی ورنہ اللہ نے میری دعا تھی جلد ہی من بھی لی کہ آج صبح وہ انم دیکھے بغیر مجھے
آمل جب میں جاگتک سے آیا تو وہ پورے کے پاس بیٹھی بولی تھی۔

میرے بیٹھ لی دینا تو چھ لگتا ہے لیکن وہ چاہتی ہے کہ میں سے خود دینا سوتن میں نے
دہی کیا اور آج کے بعد ایسا ہی کرونگا اب تک جب تک ہا رہی ٹا ہی نہیں ہو جاتی اور پھر اسے روز بچوں

تو ایسا نہیں ہے کہ یہ ٹیبلٹ بھڑا اور پورا ڈال کر کھائے کے فوراً بعد رو دیا لیکن
 تمہیں میری بات کا یقین نہیں آرہا اس لیے آگے شرط طبعی تحت کر دوں اور ٹیبلٹ کے ہاتھ میں
 پکڑاؤ۔

اس نے آہستہ سے سے کھولا اور پورا ڈال کے اس نے اس کا نام اپا کرنے پر وہی ٹیبلٹ اٹھ
 لیا تھا۔ عید کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ بچہ ثابت پہلی تھی
 دیکھو دیکھو اس میں کھولنا وجہ تھا کہ وہ چوکی
 دیکھو اس میں تم سے تھوڑی سی چھوٹی تھوڑی لیکن تمام درجہ نئی سوں کو روٹی بھیا تم سے بہت
 پیار کرتے ہیں اس وقت بس نکاح کے علاوہ وہ تمہاری زندگی کے کسی بھی پہلو میں شامل نہیں ہیں
 تمہوں نے تمہیں اس حد تک پہنچانے میں شامل کیا ہے

عید ہانڈی کے پکے کی آواز اس بچہ کی طرف بھاگی اور یہ وہاں سے نکل گیا۔ یہی ہے
 کمرے میں تھی وہ بھی تولی کی سہارا ہے اس کم کو وہ سجدہ نہیں صاف کر دیتا ہے کہ وہ اس کی
 بات نہیں سمجھتی۔ یعنی اپنی جگہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے جذبات سے بے خبر ایک دوسرے
 کو پسند کرتے تھے۔ صاف سوچتا تھا کہ وجہ ہے کہ اس کے جذبات سے وہ وجہ کا خیال تھا کہ
 صاف اس سے ہے۔ وہ لوگ ہی ہے کہ ایک دوسرے کی محبت سے اور دونوں ہی بے خبر تھے
 بے جذبات سے

جہاں تم نے پچھلے چار سال سے میری بات نہیں مانی میں نے کوشش کی کہ تمہیں اس سے پرہیز
 چلے دوں تاکہ کام رہا۔

لیکن قاری صاحب میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ آپ مجھے رونے کی کوشش کر رہے ہیں ۲۲۲۲
 ثانیہ کی رکبے وہ مسجد میں آیا تھا تو قاری درمیں سے بھی مدد ہمیشہ کی طرح وہ اس سے محبت سے
 ملے اور ہمیشہ کی طرح ایک دوسرے سے روکنے اور ایسے کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ رب تو اس کے
 خیالات سے متاثر ہو کر فیصل بھی پریشان ہو گیا تھا

تم سے یہ بات نہیں یہ رحمت ہیں مجھے ڈر ہے کہ تم یہ بات نہ کر لو گے
 میں یہ بات نہیں روٹکا قاری صاحب ہمیں اچھے تعلیم دی جاتی ہے دوسرے کی نہیں اور دوسرے
 نور کناہ فہرہ نہیں آپ کا بھی فرض ہے اپنی تربیت کے مطابق بولی رہا تھا
 وہ کہتی تو میں نہیں چاہتا رحمت کہ تم اپنے دوسرے کو غلط سمجھو وہ سمجھ گئے تھے

میں ہے ، وہ سب کو نہیں بلکہ سب عطا کو عطا کرتا ہوں۔ اور عطا کو عطا ہی سمجھنا چاہیے قاری صاحب

نہیں۔ ہے دینا عطا کو عطا سمجھنا چاہیے لیکن عطا کو عطا کرنے کی وسعت داری نہیں اٹھانا چاہیے نہیں
 نہی اس کی پکار میں بہت چھوٹا بیٹا ہے۔ وہ بتائیں یا سمجھنا چاہیے تھے
 قاری صاحب کہ اللہ طاقت دے تو ٹھیک کرنے کی دشمن تو بن چاہیے نہ عطا سمجھنا تو وہاں
 کا سب سے کم تر ہیں درجہ ہے۔ وہ بحث میں بہت آگے تک پہنچا تھا
 دو تم اپنے ایمان کو پھر دو ہے یا سمجھتے ہیں؟ نہیں سمجھتے ہیں آ رہی تھی کہ وہ یا میں کیسے
 سمجھا نہیں اور کیسے وہ کہیں اسے

تو بہت عطا دیتے پہ چل گئے جو صاحب بہت عطا دیتے پر وہ بہت مشکل سے یہی ہوں پڑے
 میں عطا دیتے پر میں ہوں قاری صاحب جو عطا دے وہ عطا دے
 کیا عطا ہے؟ ۱۹۹۹۹۹ وہ پوچھ بیٹھے۔ جانتا چاہتے تھے کہ کئے دماغ میں کیا تھا۔
 قاری صاحب آج کل سب ہی عطا دے
 تو عطا دے دونا بھی نہ پہنچا کر کے کسی کو مارنا تو عطا کا حدیث نہیں ہے
 قاری صاحب ہم پہنچا ہی تو رہے ہیں لوگوں کو سمجھانے ہی تو ہیں کسی کو مار نہیں رہے ہم وہ ہشتے
 ہوئے ہولا

کسی کو مارنا بھی مت رحمت اللہ کسی کی زندگی کا اختیار اللہ تمہیں بھی نہیں دیتا۔ وہ کسی غیر مرئی فطرت
 کو گھورتے ہوئے ہوئے
 نہیں۔ قاری صاحب آپ فکر نہ کریں سب چلتا ہوں۔ وہ انہو کو
 فقیر دلا

قاری صاحب سے جاتے جاتے دیکھے رہے تھے آج کل کے مارے ہاروں پر گھر
 کھڑا ہو گیا تھا۔ اور وہ دل کی گھر دے اسے روکنا چاہتے تھے لیکن آج کیسے رہا وہ رہے ہیں تھے۔ پس
 ایک دن تھی جہاں تھے دل سے جاری تھی درہوں سے بھی نکل رہی تھی
 خدا یا اے سید جسے دے رہے تھے پر کھ گھولنا بننے سے بچائے رکھنا۔ نہیں

حیدر تمہارا سہل ام علی حیدر ہے؟ اس صبح میدان کے پتھر کاٹنے کا مجھے اس نے چانگ پوچھا
 کیا مطلب؟ اس نے حیدر ان کو پوچھا

مطلب یہ کہ تمہارا عمل نام کیا ہے؟ اس نے دوسرے عاظ میں یہ بات سہرا لی

تمکنت ملی ہو آستہ سے بولا

کیا؟؟؟ تمہا نام بھی بدل دیا گیا ہے؟؟؟ اور بہت حیران ہو کر رہا

بھئی سے کیا مطلب ہے تمہا اچھا؟؟؟ وہ بھی حیران تھا

سیرانا بھی مجاہد نہیں تھا

تو

رجب لکھام رہا تھا ماں باپ نے

رجعت لکھ؟؟؟

ہاں ایک لکھی جو باب لکھی

لیکن نام یوں بدل گیا؟؟؟؟ سوالیوں کے ذہنوں میں تھا لیکن وہاں پر دیکھ کر آئے

وہ وہاں رہی پر گیا کسی ورکا بھی؟؟؟؟ باب سوال مجاہد کی طرف سے تھا

نام بدلے جانے کے حوالے سے پتکڑوں میں سوالیوں کے ذہنوں میں تھے لیکن جو باب کسی ایک

کا بھی نہیں تھا

پتا نہ پڑے گا اور جی سی وہاں ہر عورت چھوڑ کر سے دینے لگے

ایک کھنے کے عرصہ نہیں پتا چل گیا تھا کہ کس کس میں موجود پانچ کے پانچ ٹکڑوں کے نام اور

نہیں تھے جس سے وہ ایک دوسرے کو جانے تھے یہاں تک کہ اصل نام نالہ تھا بشر بہ کو عمر فاروقی سے

تھے راجہ گل میر تر واکا نام تھا تمکنت علی علی حیدر تھا وہ مجاہد خدا کا اصل نام رجعت لکھ تھا

سب ایک دوسرے کے اصلی نام ورپا سے موعے نام سن کر حیران رہ گئے نام بھی نہیں نے

بد سے مل دینی حوروں سے بھی کسی نہ کسی بہانے سے ہاتھ دھو کر ان کے پاس سے گھوم رہی طرف

دیکھا جیسے نکی دہی ہاتھ پر شاہ رسے ہوں

تین دن و اجازت گئے کہ بد سے مل ان پانچوں کے بعد وہ بھی پانچوں کے نام تبدیل کیے گئے تھے

لیکن وہاں سے تھے کہ انھما تبدیل کر کے ہر پانچہا نے کے پیچھے پہنچا یا ہے؟

قاری صاحب گل باتوں باتوں میں ہمیں پتا چلا کہ ہم سب کے نام ہا نہیں ہیں جس سے ہم ایک

دوسرے کو جاننے میں اور ہم سب کے نام آپ نے تبدیل کیے ہیں پھر ہم نے یہاں کہ شاید اس بد سے

کا قانون یہی ہے لیکن واقعی سب سے پوچھیں یہ پتا چلا کہ ہمارے دو دو پانچوں کے نام تبدیل

کیے گئے ہیں

وہم سون میں شروع ہوئے ہی رہیم گل عرف امیر حمزہ نے پوچھا
قاری ثناء اللہ ہنسے جفا دست میں تو حمزہ نے کافی بڑا غصہ کیا کہ تھا لیکن ادھر تو یہ الگ رہا تھا کہ
وہ اس سوال کے انتظار میں تھے

ہاں بچے ٹھیک پتا چلنے چھپیں نام بدلے گئے کیوں کہ ہمارے یہی علیہ السلام حضرت بے کلام
کار کا اثر ہوتا ہے وہ کافی لوگ اسے ہی سوال کے انتظار میں تھے نہیں آپ نے یہی یہی یہی پتے
پیش چلو چھپو کہ آپ کو پتا چل گیا

ہم ۱۹۹۹ء سے ایک دہائی ہو گئے

ہاں ہم سب اوروں کے مودعہ صاحب

بڑے مودعہ صاحب ۱۹۹۹ء لیکن اس سے نکال کر تعلق ۱۹۹۹ء مودعہ آپ نے دیکھے ہیں عرفا و

۱۰

مجھے آپ سے اس بارے میں کہیے دیکھئے ہی ہمارے نہیں ہے اس سے آپ کو انتظار

پڑا گا بڑے مودعہ صاحب کا قاری ثناء اللہ سے

لیکن ہمیں پتہ بھی کچھ نہیں آتا قاری صاحب مدظلہ العالی

بے صبر کیوں ہونے کا ہے ہوتے سب سمجھ میں آجائے گا میں تجھ کو سارا انتظار کرو وہ تھو
چھ گئے

مودعہ صاحب کی باتوں نے نہیں مزید بھی دیا تھا بولی معذرت تھا جتنا کوئی سہرا سمجھ نہیں

آ تھا لیکن بڑے مودعہ صاحب کا انتظار کرنے کی تلقین کی گئی تھی سو وہ بے صبری سے اب جمع
کا انتظار کرنے لگے

اسلام و عیسائیت کیسے ہیں آپ ۱۹۹۹ء

میں ٹھیک ہوں پتا آپ کیسے ہو ۱۹۹۹ء ابھی ہیں ۹۹

پوچھ میں تو بدلتی رہی ہے لیکن وہاں طبیعت میں ان لوگوں سے تھوڑی خراب ہے

کیوں کہ وہاں ۱۹۹۹ء پریشان ہو گئے

پوچھ پتہ جاتا نہیں لیکن بھارت

شخص پتا پوچھ کر کیوں بتاؤ ۱۹۹۹ء ہے کمرے سے رنج نہ طرف آتی کا شرنے علی باتیں

آوارہ گاہی

۱۱ پاپو چھو رہے تھے

چھو چپا کول کے تھے ۲۲۲ ٹا ہو رہے عا شکی آو زن کہوت یں دی جا تا تھا وہا سے کبھی
بھی نہیں ہتا ہے گی

بیس پاپو سلو بہل گیا تھا ۱۱ کے ساتھ کٹ انگل کے پاس گیا تھا
شمر ۱۱ شے یکہ دیکھ رہے تھ

سورکی ۱۱ وہ آستہ سے اس کی طرف دیکھ کر ہوا ۱۱ شکر کوئی ۲۲ تکی انگل اس ۲۲ ت پر جیسے اسے
۲۲ کی ۱۱ جو اس نے کہا ہے اور جٹا ۱۱ نے سنا ہے وہ ۱۱ کا سا ماسٹ جا گئے گا

پاپو آپ کو ہر میں نہیں سنا رہا ۲۲۲۲۲۲ وہا مت بدل گیا
بیس چپا بھی نہیں سنا رہا جتے ۲۲ سے بولے

وہ کل میں بات یہ ہے ما چپا کہ رہا ہوا ۱۱ کے پاپو چھو رہا ہے اسے اس پر میں نہیں سنا رہا
جنتے ہو ۱۱ سے بہت شے گئے بہا وہ نہیں پھر سے آنے کی ضرورت نہ لگے

میں بڑا سوچا تھا پاپو میں جس کا ہنگا پھر آپ اور ۱۱ گھر پر سنا اور میں پر میں جاتا تھا
ہاں یہ نہیں ہے لیکن اسے لیے تو تمہارے بڑے ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا ۱۱ وہ فون کی
دوسری طرف منکر رہے تھے

۱۱ میں کب بڑا ہنگا ۲۲۲۲۲۲ وہو جے پر پیش ہوا عا شکی طرف مڑا
بہت جلد ہو چکا ۱۱ چپا ۱۱ اس نے جواب دیا

پاپو ۱۱ جلد ہی میں کہ میں جلدی بڑا ہو چکا ہنگا پھر میں پر میں جاتا تھا
۱۱ ہاں پر میں شمر نو رہا وہ بہت سے ۱۱ کی مصوبیت پھر ہی باتیں ہوتی ہی یہی نہیں کہ
ہر ۱۱ کو چاہتے ہو ۱۱ بھی ہسی آئی جاتی

نئی پاپو

وہ تمہارے پچھلوں کو کیا ہوا ہوا ۲۲۲ وہ چھپے بننے کی توں کو یاد کرتے ہوئے بولے
پاپو وہ بکھڑے ۱۱ نے کہا کہ جب آپ ۱۱ کھینچے تو ہم ورے آئیں گے

میں وہاں آپ نے پانا میں رہے تھے ۱۱ سے یہ دور سے تھے
پاپو گوسہنگ نہیں آئی تھی ۱۱ اس نہیں رہا ۱۱ شمر ۱۱ ڈوب گئے پانی میں
نکاہت یہ ہے راحت ٹا ہوا رہی چھوٹ تکی اور ۱۱ رہا ۱۱ شمر ۱۱ ہنسے لگی
تو آپ نے نہیں سوچا تھا ۱۱

پاپ مجھے سوسنگ نہیں آتی یہ دیکھیں ہے آپ کو۔ آپ نے ہاتھ کہ میں بھی چھو رہی ہوں یہ ہوسکھ
لوں گا

پچھانو مطلب وہ بھول بھی چھوٹے تھے پیسے نہیں بھی سوسنگ میں آتی تھی؟؟؟ وہ بہت خوش
لگدے تھے پہلے کے ساتھ

چند ایک مرد بڑے بڑے کے جد اس نے خوب عائد کو پکڑا دیا۔ اس کے بارے میں جان
کرنا ہوا پریشاں ہو گیا تھا لیکن عائد چاہتا تھا کہ اسے کیسے سمجھا دے۔ پچھلے ایک سال سے غائب ہوا
سرحدی تھی وہاں سے وہ بھی تو آتی تھی

ہاں آپ بھی نہیں، سرتو عائد شہر سے ہے وہ وہاں کا ملاں، مل تو رہا

جیسا کہ آپ نے بتا دیا ہے پلی کونسا شہر

ہاں پاپ بھرے تھے کہ میں آپ کا خیال نہیں دیکھتا اس لیے آپ یا رہو گئی ہیں وہاں سے۔ پاپ کے
ساتھ ہوا، بڑے بڑے رہا تھا

آپ نے پاپ کو نہیں بتایا کہ شہر، جی، کا کتنا خیال دیتا ہے

ہاں آپ میری وجہ سے یا نہیں سنا،؟؟؟ غرضتوں کی، معصومیت سے کہی گئی بات پر عائد شکر اس
پر عائد آرا کا کہ اسے سمجھ کر چلے گئے۔

نہیں جیسا آپ نے پاپ کو غلط لگا دیا تھا۔ تو، مانتا تھا۔ میں شکر شہر خیال نہ دیتا تھا تو
ہاں نہیں، کیسے ہوتی

وہاں سے یہاں میں کامیاب ہو گئی تھی۔ سب سے وہ وہاں لگاں لگے، سے رو

یک مٹ، وہاں ابھارنا ہوا ہر

وہ چند لمحوں بعد وہیں آئے تو اسے ہاتھ میں ایک ورگاس تھا۔ وہ جی انا، وہاں سے، سے دیکھنے
مگی

ہاں نام و نون ہائے ہائے ہیں گئے

وہاں شہر شہر ہوئی، سے اسے ہاتھ، سے گلاس، سے چند گھنٹوں اس میں ڈال کر آہستہ آہستہ پیئے
تھی وہاں تھی کہ ایک وقت جب اسے وہاں میں بیٹھ گئی ہے تو ب سے مانتا ہی پڑا گا۔ وہ سے وہ
سے پسند نہیں تھا۔ وہاں وہاں پر سے شہر سے بھی وہاں پڑا تھا لیکن آج وہ پہلے کے
ساتھ ہی رہی تھی

تھیں۔ آج تو بچے مسجد میں آجائے گا۔ مہاراجہ سے کہو کہ وہ بچے کو بلوائے گا۔

کون۔ گاجا صاحب تیری صاحبہ؟

یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کے لیے خودی چاہتا ہوں۔

رات کو وہ پورے نو بجے مسجد پہنچے۔ رکی پہنچے۔ سبیں نظر سے گاہا کی۔ نظر سے کرتے
وہ کھلی تھک گئے تھے۔ گیارہ بجے۔ بچے کو دے بعد مولوی صاحب الدین نے آ۔ نہیں بڑا اور نہیں
پہنچے آئے۔ کون سا وہاں موش ہے، غلے پیچھے چلتے گئے۔

مولوی صاحب اسے جس کے پیچھے چلتے چلتے وہ نہیں طرف بنے۔ کمر میں بچے آگے جو نہیں نے
آج تک پہلے میں دیکھے تھے۔ میرا اہل اور ناموش ہے۔ وہ ب۔ غلے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ وہ لگی۔ مانی
نقارہ دیتی جب اس کمر میں ہے۔ ایک کے بعد۔ کو نہیں نے۔ مولوی صاحب
سیدھا کمر۔ کے۔ روا۔ سے۔ اور چلے گئے۔ وہ لوگ دروازے تک پہنچے۔ رک گئے۔
آجاء۔ انہوں نے۔ سے۔ آ۔ رو۔

وہ صحتی کرتے ہوئے کمر میں چلے گئے۔ لیکن وہ کمر میں تھا۔ دروازے سے داخل ہوا۔ ایک
تار ایک سی اور بہت چھوٹی۔ جی۔ جی۔ جس کے ایک کونے میں ایک۔ سامور خ۔ بنا دیا تھا۔ ایک کونے میں
ایک۔ اٹھیں۔ جل رہی تھی۔ جو کمر۔ سے۔ اندر۔ سامور خ۔ کی کوشش میں۔ مولوی صاحب کے
پیچھے چلتے ہوئے وہ اس سامور خ۔ تک آئے۔ وہاں پیچھے۔ طرف۔ بچہ لگی۔ بیڑیوں۔ میں۔ مولوی
صاحب نے اتارے۔ کیسے۔ قدم۔ بڑھا دیے۔

مولوی صاحب نے بتاواں۔ بچہ کچھ نہیں آ رہا۔ سی۔ حجاز پیچھے سے پورے۔

مولوی صاحب نے بڑے قدم۔ رک۔ زمین۔ کی۔ طرف۔ گھور کر دیکھا۔ آنکھوں۔ میں۔ ایک
تصویر۔ تھی۔ جیسے۔ کہ۔ وہ۔ ک۔ پیچھے۔ چلتے۔ ک۔ ہے۔ تو۔ پیچھے۔ چلو۔ نہیں۔ لگی۔ لکڑیوں۔ سے۔ ٹائف
ہو۔ بانیہ۔ بچہ۔ کہہ۔ وہ۔ غلے۔ پیچھے۔ بیڑیوں۔ سے۔ تارے۔ گئے۔

بیڑیوں سے بچے ایک بڑا کمر بنا ہوا تھا جس میں مختلف ستوں سے دوڑ رہے تھے۔ تھے
وہ یہ کمر داخل روشتا تھا۔ جگہ جگہ بلب چل رہے تھے۔

یہ منظر ان سب سے انتہائی عجیب تھا۔ وہ سب مختلف ستوں میں نظر کرکھاتے ہوئے کمرے
کا جائزہ لے رہے تھے کہ مولوی صاحب نے ایک دیکھ کر۔ ایک۔ تصویق۔ نظر۔ پر۔ ڈالی۔ وہ۔ غلے۔ پیچھے
چلتے گئے۔

وہ ایک دروازہ کھول کر چلے گئے۔ وہ پیچھے نہیں آئے۔ کا۔ ٹا۔ کر گئے۔ وہ۔ ب۔ اندر داخل۔

ہوے تو جنت کے ایک جھنگل سے چھل پڑے۔ بڑے موراد صاحب وہاں ایک صوفی پر بیٹھے ہوئے تھے وہ انہیں آگے بٹھارے۔

کیا ہو چکا ہے یا دیکھ رہے ہو؟
شرمندہ سو روئے بنائے گئے
آگے بٹھائے۔ انہوں نے اپنی مخصوص آواز میں جا
وہ سب جا کر ان کے پاس زمین پر بیٹھ گئے

انہیں بچے نہیں۔ اور بیٹھ کر انہوں نے سامنے پڑے۔ ہونے بیٹھ کر انہوں نے
ان لوگوں میں راز نہیں ہونا چاہئے ہے آپ ورثہ ایک ہی آدمی ورنہ ان لوگوں میں اور
در آپ کے لیے بیٹھ گئے۔ ”ترجمے کے بیٹھنے میں گھٹنوں کی تکلیف نہ ہوتی تو ہم بچے ہی بیٹھتے
آؤں۔ ہم بچے کی طرح سے رہا وہ معزز و رتہ و رتہ ہیں۔ ایک بار پھر بچے سے مراد
پر صورتوں کے لئے وہ دورہ تحریر وادار ہے۔ تھے بچہ بڑے بغیر وہ کئی طرف دیکھتے جا رہے
تھے۔

بچے مجھے قاری ثناء اللہ نے بنایا کہ آپ لوگوں کو اپنے ساموں کے حوالے سے ہاتھ ٹھوک و شہادت ہیں
تو میں ان کو روک کر نے آئی اور آج کو بھی یہاں جا رہا ہے

تو بچے آپ سے کہے نام پڑے۔ نئی دھمکی میں رہا۔ وہ تو یہ کہ ہمارے
رسول ﷺ کے زمانے میں رہا۔ ان کو نام کا نشان شخصیت پر ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت
یہ کہ میں آئے ہیں۔ آپ سے پہلے آپ کے ساتھ سے ہانا کہ آپ سب اللہ کے دیں کو پھیلانے
میں ہمارے سر رکھتے ہاں سب کو یہاں پر سب پر نریا کی گئی۔ آپ کے دوستوں کو لگ و
آج لگ پڑا ہوا۔ اس کی وجہ سے وہ امید ہے کہ آپ صحیح معنوں میں دینا حد مت پہنچے

پنے ہاتھ ہونے والے سب انہوں کو دیکھ کر ہنس پڑے کہ وہ سب فارغ ہو گئے تو اپنے اپنے
علاقوں میں جا رہے ہیں۔ پھیل رہے ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ جہاں جہاں وہ جائیں گے وہاں
وہاں ان کی جگہ سے جتنی بھی بوری جتنی شہر کی عورتوں میں ہوتی ہیں اور جہاں وہ نہیں جاتے وہاں
کیسے اللہ نے آپ کو منتخب کیا ہے

لیکن قاری صاحب! ہمارے نام ہی بدلے گئے۔ ہمارے میں ہمارے علاقہ ایک رہا
حال میں کا نام ہی بدل گیا۔ یہ مجھے نہیں آتا

موراد صاحب کے چہرے پر ایک ملکوتی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

ہاں بیٹے کیونکہ ہم سب کی کوشش تھی کہ نام کے اثر سے آپ سب میں وہ سب کچھ نہ ملے تو اس کا کچھ نہ کچھ ضرور آجائے جو صرف اس نام سے جو انسان کا خاصہ تھا وہ اس نام کے معنی کا نام نہ عمر عاروق وہ انسان تھے جو رہ چلتے تو لوگ اسے رعب سے رستے سے ہٹ جاتے تھے حیدری کو چلتی تو سی کا فر کی؟ دوسرے پتہ اور میرے تھے وہ بڑے دین پر جاں قربان کی خالد کا نام بھی بالکل غصہ تھا لیکن ہم نے اس میں ایک نام کا اضافہ کیا جو اس نام کے عبادی کو اللہ نے عنایت کیا تھا یعنی سیف اللہ ورجب اللہ کا نام جو کہ رحمت اللہ تھا براہ بھی نہیں تھا لیکن ہم نے اسے بدل دیا کہ جو اس نام کے یہ کام نہ کرنا ہے بہت کرتا ہے اسے تم اگر کم نام کا اثر تو ملتا ہے چاہے سوسہی وچیں ہیں آپ نام بدلنے کی بات بھی وہی شخص ہے ۴۰۰ ہوں جسے مسکرتے ہوئے ہا

بھئی مولانا صاحب اب کوئی شک نہیں ہے۔ عجز ہوں

میں سوئی کے کس کام میں آپ کوئی موروں میں لگے دین کی خدمت میں آپ نے نہیں چنا ہے۔ سیف اللہ سب گفتگو میں پہلی بار ہوں

وہی سب نے بھی ہر ہر کراہی بات کی تائید کی

آپ کو ہم نے نہیں اللہ نے منتخب کیا ہے بیٹے اور اللہ کی دی ہوئی خدمت داری میں سے ہوتی ہے بات اچھا نے کیلئے تیار ہو ۴۴۴

مولانا صاحب آپ ہمیں اپنی اوقات کے مطابق ہر امتحان میں ذات قدم چاہیے بچہ اللہ نے پہلی بار دونوں تھو

مولانا صاحب نے نظر تھیں سوئے نظروں سے سب کی طرف لیکن جیسے سب سے ان وعدہ کی تائید چاہ رہے ہوں

اور سب نے ہر ہر کراہی ہے ارا دونوں سے آگاہ کر دیں

دیکھو چنا اللہ نے چکوا اس نام کیلئے منتخب کیا ہے جو بہت سے لوگوں کے میں کا کام نہیں ہوتا اس رہنے میں موت کا ہر لمحہ شکر ہے گا میں موت سے ڈرنا محمد بہت پیار کے خادم کی پیچھا نہیں ہے اسے موسم کی پیچھا تو موت کی آغوش میں چلے گئیں ڈال کر سے ہر نام ہے اور ہر کے لئے تو شہید ہو کر ہے محبوب رسول ﷺ کی شہادت میں بہت کا حصول ہے کہ وہ دونوں صورتوں میں یہ مسلمان فائدہ میں رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے

اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ تو اللہ کی جو رحمت تمہارا ہے جسے میں آئے گی وہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں تم جمع کرتے ہو اور جو تمہارے ہمارے سب کو سب کو سب اللہ ہی کی طرف

جانا ہے

اب اس مسلمان جو کہ رسول منہ پر کی شعا غمت نہیں چاہے گا وہ بد بخت ہی ہوگا

لفظ نہیں تھے ایک بھکاری تھا جو سولہ ماہ بعد رحلت علیہ السلام میں مدینہ پہنچے تھے انہیں یہی
ردی وری موت کے اس رخ کا آج چاہل رہا تھا

کسی کو قیامت سے بہت آگاہ ہے یہ کہا بھی کر سکتا ہے بچے اور کسی کی قسمت میں اللہ نے
بدلت لکھی ہوئی ہے وہ اسے مل جائے تو بہت خوشی کی بات ہے یمن حاصل کا متو وہ ہے جو ہر وہاں نہ رہا ہے
جو مشکل ہو لیکن پھر بھی کچھ یہاں رہا اور خوش قسمت اپنے ہوتے ہیں جنہیں اللہ نے جو مسدود رکھا ہے اس کام
کو نہ فیہ مد ہے کا وہ نہ سنے پاس رہا میں آپ کا بھی نام ہوگا

وہ سب نظریہ میں میں گاڑھے ہے تھے لیکن یہ سب کے امور صاحبانِ دلوں
پر دھاک رہے تھے وہ سب چاہتے تھے کہ اللہ سے کہیں اپنے دین کا خدمت کیسے کس اچھا کرے
میں متبہ یہ ہے

پیارا آپ وہ کام اپنے عہد سے لے کر جو اللہ نے کیوں رسولی میں پہنچانے یا وہ بہت خوشی و رحمت
سے یا انہوں نے جنگیں لڑی دین فی سر ہشتی کے لیے اللہ کے دین کی بلندی و اللہ کی خوشی نہیں
یعنی صاحب سے زیادہ عزیز تھی

خدا سے ہر وہاں رہا کرتے ہیں کہ وہ جو پہنچانے فرمایا کہ مجھے میں نے مرہ کی گرامی
کا حسرت نہ ہوتا تو ایک چھوٹے سے لکڑی کے ساتھ ہوا وہ چاہے میں بھی تان نہ تا کیونکہ یہ بات مجھے
محد پسند ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر ٹھیک جاؤں پھر قتل کیا جاؤں
پھر ٹھیک جاؤں

مولوی صاحب نے آپ نے جو ہمیں اس دنیا سے دھوکہ دینے کا کہا تھا اور ہم میں سے کوئی اس وقت
کا نہ نہیں دھوکہ دیتا تھا

اس صبح وہ اپنی پڑھنے کیسے بیٹھے تھے تو نا قب نے بات شروع کی

ہاں تو ۱۴۱۲ھ میں نے جو پانچوں سے علیہ طوف دیھا

مولوی صاحب رحمہ اللہ بہت پڑا سے دھوکہ دیا وہ دھوکہ دے گا۔ میں نے مختلف لفظ میں کہا

تجربوں کیسے چاہا؟ انہوں نے پھر اچھا

ام نے سے دیکھا ہے اور ہمیں میرے کہ وہ اپنے منکا سے کہیں دھوکہ دے گا

وہ خاموش رہے۔ شاید کچھ سوچ رہے تھے۔

مولوی صاحب آپ بے خوف اسکا امتحان لے لیں۔ میں اسکا رد نہیں کروں۔

میں نے اس طرف دیکھا اور پھر رحمت کی طرف جو پناہ سچا رہا پر صبر اور ہمت میں توجہ دیا اور
اُس نے میں سم وف تھا اور پھر ثابت میں ہر ہلا دیا

بہن کا وقت ختم ہوا تو سب بچے جانے لگے۔ مولوی صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں
رکنے کا اشارہ کیا کہ وہ آگے اسکا امتحان پناہ سچا رہے تھے۔ وہ بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب
خود داخلہ کر گئے ساتھ میں آگے

گھر میں پری بولی۔ بی بی پر بیٹھ رہی ہوں نے صاحب کو ہلا کر کچھ کہا۔ وہ کمرہ سے نکلا ایک کونے
میں پڑی ہوئی بیٹوں میں سے ایک۔ یہ امتحان دیا اور پھر مولوی صاحب کے مرضی کے مطابق اسے کچھ
خانہ سے پر کھدیا۔ وہ یہ سب پسے رہا تھا جیسے سے تھا کہ رحمت امتحان میں کامیاب ہو اور ہوگا
یہ کہ کوئی جگہ پر رکھ کر وہ رحمت کے پاس آیا جو مولوی صاحب کی ہتائی ہوئی مخصوص جگہ
پر کھڑا تھا۔ صاحب کے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جو اسے رحمت کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے جگہ
سے لے لیا تھا۔ وہ اسے اسی محل سے لے کر۔ کہ جو پہلے اس طرح مولوی صاحب کے سامنے تھا وہ ہارنے
سے ڈر رہا تھا۔ بہت حوصلہ۔ کبھی کبھی کسی انسان کا بہت عام اور بے معنی ہا فضل کسی اور کیلئے جو صلے
دعوت کا۔ موجود ہے

دھیان سے کرنا رحمت سے بہت سے بوجھ ف رحمت نے ما

وہاں۔ اس طرف دیکھتے ہوئے کافی ابرک رکھا۔ وہ مختار ہوا۔ حالات میں وہ آرام سے
پتھر پھینک دیا کہ تھا لیکن اس وقت وہ داری شہاب کے سامنے تھا۔ اس سے لگی بڑی بات یہ کہ وہ
جو نہیں ٹھیل رہا تھا اس میں سب ڈکے ہار گئے تھے اس نے علیا سیدھا یا درجہ دیر بعد
چھوڑ دیا۔ آنکھیں بند کرنا بھی اس نے ہارنے ہار سے

لیڈن پتھر سیدھا چائے یہ ہلکا۔ ایک ٹھنک کی اور آگہا۔ اس نے ناقب کے چہرے
پر مسکرایا۔ بھرتے کچھ۔ کوئی پتھر مٹانے پر لگا تھا۔ اس نے قاری صاحب کی طرف دیکھا۔ وہ
عمر سے اسی طرف دیکھ رہے تھے

ناقب کہ پاپس بد کامیوں نے کچھ ہوا اور ناقب نے چاہا۔ وہ یہ سچا پتھر تھوڑے سے خاصے
پر رکھا۔ یہ رنگر دیا۔ ہار لے سکے ہاتھ میں غصہ دیا

اس نے کچھ کہے بغیر جو رہا تھا نہ وہ جیسا اس درود ڈر نہیں رہا تھا۔ لیکن وہ خود کامیاب

مولا تھا

ورنہ کیا کامیابی دہریہ کی ناکامی کا خوب دل سے نکال دیتی ہے

اب اس نے ہالی حوصلے سے ٹٹا نہ دھڑک رہا تھا۔ چھوڑ دو اس بار بھی مکانا۔ بظاہر لکھا
پتھر سیدھا جا ریٹ پر لگا اس نے قاری صاحب کی طرف دیکھا وہ بہت غور سے اس طرف دیکھ
رہے تھے

مولوی صاحب کی ایسا پر ثاقب نے ایک داریٹر ریٹ کا خاصہ بڑا ہوا۔ اور پتھر نے اسے تھا۔ یہ
اس نے جتنے ہوئے کچھ درجہ دارہ ٹاٹا وہ صحتا شریعہ کیا اس بار سے چر۔ یہ ایک مسکرت
لکھی۔ پتھر مولا کا سینہ چیرتا ہوا ایک داریٹر لکھی اور اس کے ہاتھ ریٹ پر جا لگا اور ایک خاتمی نے مسکرت
لکھے چر۔ یہ دھڑک رہا تھا

مولوی صاحب کو یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ مکانا نہ کس فاصلے پر جا کر چلے گا ہے مولاہوں نے
یہ کام صدمہ پر دھڑک رہا تھا۔ اور اس بار دیکھا تھا۔

مولوی صاحب نے ایک کمر کی نظر اس پر ڈال دی۔ وہ پتھر نے پتھر سے داریٹر لکھے
تو کو یہ جرم اللہ مولوی شہاب سے جیت چکا تھا۔ ثاقب پتھر نے داریٹر لکھے لکھے لکھے لکھے
پتھر نے اسے داریٹر بھی قریب آئے۔ وہ سب بہت خوش تھے
ورنہ ہی جرم اللہ اور مولوی شہاب نے اس کا صدمہ دیکھا۔ اس کے داریٹر میں جان گئے
تھے

ی آپ کوڑا مرنے پہا تھا ماک ۲ م کمریں پھر بھی آپ صدامہ کر لے میں لگی مولاہوں ہیں ۲۲۲
کول سے آس نے ہی ماں کو کام میں جڑا دیکھا تو اس سے رہا نہیں ہوا۔ اور ماں کے ہاتھ سے
تھا دوسرے یہ

پتھر میں کوئی ٹھکس دیکھا مریں کر رہی۔ یہ تو میں دیکھ ہی گئے۔ بے شک ہو گئی تو
تھے پتا ہے ی آپ واپس گئے۔ میں نہیں ٹھکی۔ میں آپ کو صفا دل سے کہہ رہا ہوں۔ وہ اپنی
ماں کی فکر میں نہ تھا۔
داری ۲ پتھر نے بھی صبح جہاں کو صدامہ کر لیا۔ میں نہیں پتھر بھی آپ جھگڑ گئی ہیں۔ وہ دیکھ
پر بہت ماضی تھا

ٹاٹا وہ کو پتھر سے کچھ دلوں سے بھر دیکھ داری مریں بھی کھل اسماں کے ہاتھ ڈکڑ کے پاس لکھی

دوب نے لسٹ کیے تو جیسے یہ بچہ رکھا ہوا تھا وہ یہاں دیں۔ راتھ میں آرام کرنے کا کہا لیکن وہ بھی چپے ناموں کی کچھ بھی جیسے ہی بچہ رتھوں سے تر آئے صفائی کرنے لگی۔

برقی حساب نے کل رات ہی بنا کر خرچ میں رکھ دی تھی صبح کا ناشتہ بھی اسی نے بیکار کیا عام طور پر شاہد سے گھر کا کوالا کام نہیں کرتا تھی حتیٰ کہ سڑی بھی وہ بیٹھائی کو بچے راتھ مار دے جا کر ملے آتی تھی لیکن یہی بیکاری کے دوران وہ شاہد کا کام دیکھتا تھا اور بہت جیسے سے بھال بھی دیتا تھا۔ شاہد کا بہت حیل کرتا تھا۔ رتھوں میں ملے دس بیٹے چھوٹا سا جامد بن ہی تھا۔ شاہد بھی رتھ چھتا تھا لیکن احسان دور بیٹھل نے اسے اٹھنے نہیں دیا۔ حساب نے ناشتہ بنایا تو بیٹھل نے بچے چھوٹے بھال اور لیکن کو تیار کیا۔ بچوں کو ناشتہ دیا۔ اور سولے بچے تیار کئے وہ خود بھی ٹیکسی سے رتھل پر شاہد کیسے ناشتہ دیتا۔ اس نے میز پر رکھ دیا کہ وہ اٹھ کر ملے۔

لیکن یہ کیا؟

بھال سکرل سے لڑا تو وہ تو مصالح میں مشغول تھی۔ بیکاری پر سے سے حد پیر آیا۔ وہ کا اور نعمت کا کمرہ صاف رہی تھی۔ لیکن بیکار میں بھال کی ملاوت بھی تھی آخر بھال آرام نے سے تھی چہ کیوں ہے؟

کے ہاتھ سے چھارو لے کر اس نے بستا چنے بیٹہ پر رکھا اور چھوڑا۔ لگانے لگا۔ شاہد نے لپک کر ہاتھ سے چھارو دیکھا۔ بھال بھی تھکا ہوا آیا تھا۔

ی میں رہا ہوں، مصالح آپ جا کر بیٹھ جائیں۔ لوی درنا لواتے ہیں تو میں رہیں گے۔ آؤنگا۔ کان ہے۔

بیا چھارو روٹھے کیا کر رہے ہیں؟ وہ ناشتہ ہو رہی تھی

آپ رتھ جائیں گی۔ میں چھارو بھی دو سنت میں ہو جاے گی۔ وہ بھی بھال کو خوب چھی طرح جانتا تھا۔ یہاں سے اب نے چھوڑا تھا اور وہاں سے شاہد سے ٹھاکر چھوڑا۔ یہی تھی

بیا تھکے ہوئے آئے ہو چھوڑو

وہ ناشتہ رہا

چھ بیا چھوڑو تھی۔ میں میں لگا رہی تھ ہڈی دے۔ ستا سا لگا بیا پھر وہ آڈی منتھیا۔ مجھ

۶۰

نہیں امی آپ نے بھی پھر شروع کر دی ہے۔ وہ چھارو دیکھا رہا۔ بھالوں جہالت کا طابع ہم تھا لیکن

پر چنا بہت بڑا تھا

خوری نہیں کہ سب لوگ اپنی عمر کے مطابق سوچیں۔ کچھ لوگوں کو زندگی اپنے وقت سے پہلے سمجھ
 جو دس دن کے اور فیکل علی ٹال ن میں سے ایک تھا کبھی بچہ باپ سے وہ دن، ماش نہیں کی
 جسکو پورے میں اس دن کی کمر دکھ جائے کیوں کہ اپنی آمد میں خوشامد پوری ماسے
 بے لکس میں تھا۔ اس نے کبھی ٹھوکاناڑی یا ٹھوکاناڑی، ماش نہیں کی کبھی ٹھوکاناڑی، ماش نہیں کی اپنے
 و توں کو کچھ نہ چاہیپ سے بھی خوشامد تھوکاناڑی نہیں کیا

بچہ باپ سے بے حد پیار کرنے والے فیکل علی جان بی عمر سے پہلے ہی بچہ باپ کی
 بچہ باپ سمجھ چکا تھا

تقریباً دس دن میں اس نے جھڑکایا اس دورس نوئی ورثا بھی آگئے فیکل نے ہاتھ
 مومے رنڈرہا رہے تھے جھڑکے سے صبح یہ تھے روہر کو رے روئے تھے
 ویسے ویسے ماباد کے پاس ہوتے تھے لیکن حساب جاتا تھا کہ ٹرٹا ہوا چٹا چٹا گودا خودنا سے
 خدا کی سواں نے فیکل کو پیسے دیے تھے

بہن چارے ۴۴ پیپا ۴۴ سے کمرے ٹال رنڈرہا کرتے دیکھ رہے ہیں
 کی روئے نے چارہ ہوں

میں ناراض ہوں ماباد بھی تو میں ٹھیک ہوں دیکھو۔ وہاں آتے ۴۴ ہوں
 کی بوئے جاتا تھا کہ آپ ت بنا کیں۔ ویسے بھی آپ کی طبعیت نہیں ہے جو بے کس سے
 پھر سے خراب ہو جائے گی لیٹ جائیں آپ۔ اور س نے جائے کیسے قدم بڑھا دیے وہ پیچھے سے
 جوری بھی لیکن وہ نہیں رٹا

دار سے وہاں پاس نے آیا تو ٹاٹا ہوا دہریہ جانے میں کھری میزنی گرم کر رہی تھی جو حس
 بنا آگیا تھا وہ خاموشی سے ہلاک کے پاس آ کھڑا ہوا۔ مان جہر موٹو تو پیٹ میں ل
 تراور وہاں چنگی میں رکھ کر غارے گیا

چنگی کی آجائیں وہ جلتے ہوئے ہیں

جاؤ شروع کر رہے لوگ میں آتی ہوں وہ بول

نہیں مای آپ بھی چلیں ماکھ نے کے بعد آپ نے وہابی بھی کھائی ہے وہ خدی لہجے میں

۴۴

لے رہی بیادہا مے لوگی بھی نوکالی بہت ہوں۔ وہاں آتے ہوئے ہوں
 اور اس سے مسکراتے ہوئے اپنی اس کی طرف عیت پاشی ظروں سے دیکھ

وہ پانچوں پوری طرح مطمئن ہو چکے تھے۔ مولانا صاحب نے شخصیت علی ایسی تھی کہ لوگ ان کی بات سے اختلاف نہیں کر پاتا تھا اور یہ عروہ کوئی غلط بات بھی تو کہیں کرتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ان کے دین سے انہیں محبت تھی۔ اور ان کی محبت وہ دوسروں میں ڈالنا چاہتے تھے۔ تو بچے قرین کو آپ کی صورت ہو گئی تو آپ قرین دیئے کیسے تیار ہو گئے؟ انہوں نے مسدھری نظروں سے دیکھا۔

جی مولانا صاحب ہم میں سے ایک کو اپنی جان دے کر بھی اسلام کا پتہ بند کرنے پہ خوش ہو گئی سیف اللہ پور۔

مولانا صاحب خاموش رہے۔

وہ سب سے بھی مرنا لو ایک دن سب نے بے پھر شہادت کی موت اور جہاد کی زندگی کیوں نہیں ۴۴۴
مجاہد اللہ نے پر عزم لہجے میں کہا۔

ٹاؤش میرے بچیاں! میں ہم جیسے جہاد و یہ خوش خون کی صورت سے نام ہوڑھے ب
اے بے بتا سکتے ہیں پھر نہیں سکتے۔ ساتھ لوگوں نے ہے اس میں دیکھنے والے کی امداد
وہ اب تم لوگوں کی ہے۔ وہ خوش ہوئے۔ وہ بولے۔

مولانا صاحب نے آپ ہمیں جو ہمیں گئے امیر نے کو تیار ہیں۔ نام سب چاہتے ہیں کہ آپ اللہ
دلوں میں پہنچا دیں۔ اور دین سے لٹا بیا کر کرتے ہیں اور آپ کی ہدایت پہ عمل کر کے ہم بھی جہاد کا حصول ہی
چاہتے ہیں۔ حمد ہو۔

مجھے بہت خوشی ہوئی۔ پچوس کہ میں تم لوگوں جیسے ہوں۔ ملے ہیں۔ اللہ خوش اور کامیاب کرے۔ سب
کو

انہوں نے آواز دے رہی تھی صدی صدی کو یاد دلائے تو میں سب کو اپنے پیچھے آگے کاٹا مارا
کرتے ہوئے وہی سہارے پر جاتے گئے۔ اٹنی رہنمائی میں وہ پہنچا جاتے۔ سب کال آئے
کسی کو اس وقت قافلے کے بارے میں بتانا نہیں ہے۔ آگے چلتے ہوئے انہوں نے کہا۔
من رہے ہیں۔ اٹنی خاموشی پر انہوں نے دوبارہ کہا۔

جی مولوی صاحب! آپ فکر نہ کریں۔ وہ وہاں پہنچے۔ شکر ہے۔

تمہیں واقعی اللہ نے بہت صلاح دی ہے۔ رحمت اللہ علیہ سب سے خواہش ہوئے

اس نے نئی طرف بٹھا لی نظر وہ میں واقعی نہ نقل تھی

تمہاری صلاحیت کو کچھ اگلتا ہے جیسے تقدیر سے بھی کوا برا کام نہ کرانا چاہتا ہے۔ وہ تمہارے وجود

موجودہ کی چوری بات نہیں سمجھا لیکن جتنا سمجھ سکے مطابق بنے ہم بد دیا

اب وہ آخر اپنے وہ مقول کے ساتھ نسا نہاری کرتا تھا۔ یہ جیسے اگلے لیے ایک ٹھیل بن کر تھا

سے یہاں آئے ہوئے وہ سال ہوئے کو تھے۔ وہ ترجمہ چڑھ چکا تھا اور تیسرا ہندوئی رہتی تھی

رحمت مینا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں حوصلہ بہت اللہ نے دی ہیں تمہیں اللہ ہی کیلئے نکاح صحیح مستمال

نے نام ورت سے اب دیکھو اللہ نے تمہیں ایک بہت اچھا قسم دیا ہے ایک بہت اچھا دعا

دیا ہے ایک بہت اچھی صلاحیت دی ہے اور یہ دیکھو کہ جو کچھ بھی اللہ دیتا ہے وہ محض میں من سب

کا حساب لے گا کہے گا تمہیں دعا دے گا کہے گا تمہیں دعا دے گا کہے گا تمہیں دعا دے گا

مستمال میں نہیں کیا؟ اور تمہیں میں نے عام باتوں سے بڑھ کر ایک صلاحیت عطا کی تھی

کیا کیا؟ کیوں اسکو ضائع کیا؟ اگر میری مرضی کے مطابق کیوں مستمال نہیں کیا؟

دیکھو مینا اللہ خود دیتا ہے وہ انسان کیلئے آزمائش ہی ہوتا ہے اور جو اللہ کی ہول آزمائش پر پور

ترتے ہیں انکے لیے اللہ کے پاس دینے کو بہت کچھ ہے۔ اگر کوئی نئی دینا نعمتوں کو پناہ حق سمجھ

کر نال مرضی سے خلاف رے تو اسے بے کمال شکایت نہیں ہے کہ وہ اس پر اپنی مرضی مسلہ کر دے

اللہ فرماتا ہے

ہوگا وہی جو میری چاہت ہے

تو ہوا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ تو مینا تم روگ میں ہیں جس صلاحیت کو اللہ دے رہا میں مستمال

کس کسی سے لوگوں کا اکل کار مت بنا جو سدا و سائل روگ کو مستح کرنا چاہے ہیں اور یہ لوگ روگ

میں قدم قدم پر نہیں گئے ہیں لیکن کوئی کوئی اب بھی آئے گا تمہاری روگ میں جسے اللہ نے بھیجا ہوگا تمہاری

صلاحیت صحیح مستمال کر لے کیلئے جس قسم دونوں میں پہنچنا کر دیکھنا

قاری صاحب کی آدمی آدمی مانتوں کو سمجھتے ہوئے وہ سب پر ہم بلا ہوا۔ اپنی طرف سے نہیں

مصلحت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر وہاں کا حکام کی مشکا با نہیں آگئی تھی ہی سمجھ سکتا تھا

وہ اپنی ماضی کی یاد دہا کر رہا تھا لیکن ماضی اسے بھلا گئے نہیں دے رہا تھا۔

کسی بل سکو نہیں مل رہا تھا اور جب کبھی وہ تہہ تیغ تپ ماضی ایک دم سے اسکے ذہن پر دھوا ہوا

کر دے وقت سے بہت پیچھے سے چاہتا وہ پہلے وقت میں دہریہ سے چلنے لگتا تھا

آن بھی اس کے ساتھ یہی ہو رہا تھا۔ وہ لوگوں کی تلاش میں ہی پتھر کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا لیکن سون
کی بجائے وہ ماضی کے تھر واکوں میں کھ گیا تھا

وہ ماضی جب وہ مجاہد لکھنؤ میں بنا تھا ، ف ر محنت ادا تھا ، ہمیں کا جسے
مجاہد لکھنؤ ماضی رست ادا تھا

پیام کو آج رات کو آ رہا ہے مسجد میں آ جا ، قاری ثناء اللہ نے عشاء کی تہہ سے غار سے
جہاں سے کہیں میں جا

لیکن جہاں رہنا کوئی ، کچھ نہ ملے اور کیا ہجے سے پسے بھی سب آنا
میں غمید ہے

گیا رہ بیٹھتا ہی وہ پہلے کر — سے نکال آئے — دھم دھم دھم کیونکہ نہیں اسی دن ہی تائید کی
جنگی جنگی نہیں وہاں وہ بھی ہیں نہ سب سے ہونے تھے ، مہجوں نے فر — سے نکال کر دے —
کو پیسے بند کیا کہ دہر سے دیکھنے پر ایسا لگتا کہ وہ سب تدرسو ، ہے ہیں ورد و راء تدر سے بند ہے کہ
گر کہاں رات میں غسل خانے کے لیے لکھے تو آئے دس — کو کچھ ، کئی غیر موجد کی محسوس نہ کرے
وہ آہستہ سے چلتے ہوئے مسجد پہنچتا قاری ثناء اللہ چنا تظار کرتے ہوئے ہی ہند

آؤ بھوں — بھوں نے جی بگ — سے ، جسے جہاں سے جا

وہ نکلے آگے چلتے ہوئے دو دو راہی دو کمروں کی چاب بڑھ گئے

وہ بھی انہیں کی تقلید کرتے ہوئے ہی چاب بڑھ سے وہ سب بے آواز چل رہے تھے کئی
وہ کمر — کا اردو رہ آج بھی صدمہ تھا ، وہ مووی ثناء اللہ کے پیچھے چلتے ہوئے کی بڑ — کمر — میں
آئے جہاں داس — کمر ہوں کے کمرہ — سے بھلتے تھے

مووی بدل ہی پر کھڑا — تھے کو ، ہیں کا تظار رہ ہے تھے کمر — میں آج بھی روٹا بھی
قاری ثناء اللہ و مووی بدل ہیں بے ٹریک کمر — کی طرف رہے ، یہ وہ کمرہ نہیں تھا جس میں
فل بیٹھ ، بھوں نے بڑ — موہا صدمہ — سے بھٹکی تھی

کمر — سے ہونے میں ایک ڈھیر بڑا ، ساتھ جس پہ ایک سفید رنگ کی چاب بڑھی تھی

دیکھو میں غل م لوگوں کے یہاں سے جاتے کے خدمت موہا صدمہ نے ہمیں بدلتی نہ کہ چاہ لہد
کی راہ میں پلاسٹک پتھر داس — نے کہیں تیار ، چپ — نے تدری رضاء ورنی جہاں کوئی دیا پر تاریخ

و ہے کار و اور وعدہ کر یا ہے ایسا ہی ہے نہ میرے ۱۷۴۳۳۳۳۳ انہوں نے تقدیر چاہی
جی قاری صاحب

تو بیٹا وہ آیت نوبہ ہوگی ماکہ نے زماہ ککھار سے مشابہ کیے پے گھوڑوں کو تیار رکھ و
دوسری جگہ یہ کہ کھار سے قتال کرو جی کہ شرک کا کلمہ مافی ہر سے و ۱۷۴۳۳۳۳ انہوں نے بے تقدیر چاہی

جی بظفل

تو قتال یہ ہے ف گھوڑوں سے ورت تو نہیں جوتی ماکہ آپ کے پاس گھوڑے ہیں و رکو رہیں
ہے آپ چھو بیس رہتے و آن جہد کو رہ جگہ متول رہدونی نے سے تو آپ کے پاس یہ
نہیں ہوگا تو آپ چہ و قتال ہی نہیں کہتے ہا پہلے سب سے پہلے اسکا ہوا رہی ہے
اسوں نے یہی ورت روک رہی طرف یکھا انہوں نے سر جھکا کر انکی بات کی تا یہی
مجاہد اللہ صاحب چادر کے نیچے یکھ و ہتھ اٹھ پڑا ہوا ہے جس کو آپ چہاں کی تیاری کیلئے جمع
کیا گیا ذرا رہتے ہو
وہ ڈرتے قدموں سے اس طرف بڑھا

و رومت چہا موت نے فور بعد جنت کا حصول کا آسان نہیں ہے بہادر لوگ ہی کر سکتے
ہیں اور یہی درختا پڑے گا آپکو مولوی بدل نے کہا و رگنگلو میں حصہ لیا
سے امدنگلی کی کو دجی و ہوش سے آگے بڑھا و چادر یک کونے سے پکڑ لکھچو
سہ پچوں کی آنکھوں کے سامنے مدھیر چھٹو تھا سہ انہوں نے ہی مدگی میں چپکلی و
دیکھا تھا انہوں نے اگر زندگی میں کمال سہ یکھ بھی تھا تو وہ فہ متول ہی تھا
چادر کے پچھے کود کر یک بڑی خندق ی بنائی گئی تھی جو چوری کا پوری سہ سے بھری ہوا تھی
و رے اوپر سہ سٹح کا لکھیا تھا کہ پڑا تھا نے سے پے وہ سماں بھی میں رہے کہ سہ پچھے تھا سہ
ہے

وہ سب جہان نظروں سے اسی خندق کی طرف دیکھ رہے تھے
ہما میں نے ذکر کیا ماکہ یہ سب اسی سہیل کی تیاری ہے کہ قتال کیلئے آپے کھڑے تیار رکھ
لیکن مولوی صاحب اسکا سہلہ آیا کہاں سے ۱۷۴۳۳۳۳۳۳۳ نے پوچھا
ہیٹا جب اسکا ر و ہتا سے تو نہ سے کامیاب کر لے کیسے و سائل بھی دے دیتا ہے و
خود انکی مدد کرتا ہے پس بھی کچھ لو کہ ہمیں بھی یہ اللہ نے ہی دی ہے کہ جا و اور میری و میں پامیر و دیں

کا ہوں والا کرو

وہ تھوڑی دیر کا موٹا رہے پھر بوسے

میں ہم یہی اوقات کے مطابق کر رہے ہیں، اسی مقصد کا حصول ہمارا ہاتھ میں نہیں ہے ہاں
کوشش کا ہمارا فرض ہے سو وہ ہم کر رہے ہیں اور یہی ہے آپ سے مدد کے طلبگار ہیں۔ بایں گاند کو ساری
یہ کوشش ہی پسند آ رہی ہے

آپ حکم کریں قاری صاحب، ہم کچھ بھی کرنے میں تیار ہیں، مقصد کے حصول کے لیے

بھرتا روٹی بولا

اور ہمارے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات کیا ہوگی کہ ہم کسی جیسے کام میں آپ کے شریک بنے
وہ بے بھی رہتا تو ہے ہی کسی بے محابہ نے ان خدق کے پاس کھڑے کھڑے کیا۔

ہاں چارہ رنگی میں شلوگوں کو رنگی کے مقصد کی سمجھ بہت بعد میں آتی ہے جیسے ہمیں رنگی کے
اس حصے میں سمجھ آئی ہے اب ہم میں اس قدر غلط فہمی نہ رہے کہ ہمیں رہی آپ چارہ رنگی میں آئے کہ
شہادت میں لقا اور سے جو یہ کسی دوسری لغت میں نہیں ہے لیکن اب شدید حواشی کے
باوجود بھی عمر اور مزدوری چارہ رنگی نہیں دیتی

وہ لوگ خود سے لگی باتیں کر رہے تھے۔ کئی باتوں میں ماکا کا دو تھوڑی کو بھی جینی ٹرسٹ میں
جکڑ سکتا تھا اور وہ تو پسے ہی خراب رہتے تھے

لیکن پھر بھی ہم کوشش کرتے ہیں کہ کچھ یہ کر جائیں جو خدا کے سامنے شہادت کی سے پہلے خدا
پر جیسے کہ رنگی میں کیا تو نہ تو نہ جھٹکے ہیں انی کوشش میں ہم سب یہ کرتے ہیں

ہمیں ہمارے پاس کچھ اور مانگنا بھی ہے وہ بھی اسی مقصد کے لیے ہے چلو تم لوگوں کو دیکھتے ہیں

وہ چارہ رنگی کے ساتھ دوسرے کمرے میں گئے۔ وہاں بھی اسی طرح کا ایک خدق کھودا گیا تھا اور یہی
کے اندر بھی اس کے اندر سے رہا۔ علیہ تھا خدق میں مختلف قسموں کی بندوبستیں تھیں

وہاں اس خدق کے پاس کھڑے کھڑے کون بھی نہ تھا یہ بتا سکتا تھا کہ کئی خدا جن دوس میں
ہیں تو سینہ دوس میں نہ رہیں

وہ سب جیت سے دیکھ رہے تھے

چنانچہ کوئی گنٹ سے پہلے ہمارے پاس نہیں جوتے تھے۔ شمس کے پاس کے شمار تھے ہم کو
سے ہمارے دوسرے کوئی سے اسے ہتھیار سے ایک منٹ کے اندر اندر سوتو یاں داری جاسکتی ہیں اب
ہمارے مجاہدوں نے بھی اسکا بتانے کا طریقہ دیکھ لیا ہے تو یہ اب یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ آہستہ

چلو بیٹا آتے بیٹے تھائی کافی ہے، بھتیجی یہ اور بھی ہیں، وہ کل رکھ بیٹا آخر کو تم لوگوں نے ہی
استعمال کرنا میں یہ ہو رہے تھے تو بھائی استعمل کرنے کے قابل نہیں رہے، جیسا کہ تم پر وہ
ہیں

نہیں مولوی صاحب ہمیں تو نہیں استعمال کرنا نہیں آتا بلکہ اس وقت تو یہ ہے کہ ان کے پاس
ہر خاصہ دیکھ سے مجاہد نے کافی دور سے ذہن میں پختہ سوال کو نقل دیا

چلو آپ کو نہ دیا جائے گا، سب نہ دیا جائے گا، آپ کا مقصد صرف اسلام نافذ کرنا ہے، شہادت
کی موت نہیں لیکن اس مقصد کے حصول کے واسطے وہاں شہادت عیب ہیں تو اس سے زیادہ خوش
نقصی کیا ہوگی مولوی بدلی نے لئے شوک و تجھے ہوئے بڑے جامع مدد میں جواب دیا

چلو بیٹا اب چلتے ہیں۔ اور وہ انگوٹھے لٹائی کرے۔ اور پھر اس تہ خانے سے نکل آئے۔ مولوی
صاحب مسجد کی طرف گئے اور وہ انگوٹھے لٹائی کرے۔

وہ لٹائی کرے تھک چکے پے پستروں میں بیٹھ کر تہ خانے میں پڑے۔ سچے کے دورے میں دیکھیں
کرتے ہے اور لٹائی کرے صبح جدی ٹھہریں وہ سے سونے کے لئے یہ غلے سے جو تہ کن
تہ خانے

اور وہ دورے نہیں کرے گئے دن بھی سارا دن تھا موسم بخت سے کے تہ خانے میں
پڑا رہا تھو

رحمت اللہ کوہ سے میں آئے ہوئے پانچ ماہ ہوئے کو تھے۔ اس میں وہ اپنے جانے کی وجہ
سے دور سے میں مشہور ہو چکا تھا اور اب تو کو اس سے مقابلہ بھی نہیں کرتا تھا، نا قب کے ساتھ
کل روتی بہت کچھ ہو چکی تھی وہ وہی ہے بھی دوست بنانے میں ماہر تھا، ترچہ در تہ کے ساتھ اس
میں پڑا رہا تھا، آئی تھیں کے دن نکال دیں ہو رہا تھا، بعد اس تک نے ہوں کو قاری شہاب
دیں دے رہے تھے اور ان سے بڑے ترکوں کو سونا بھرتا رہا

یہوں کا ایمان ہے کہ رمد کی ایک دینی ٹی سے وہ لکھنے میں پیدا کیا اور وقت کے ساتھ
میں بھی دے چکے ہیں اور کچھ نقدی پیسوں بھی دی، وہ یہ میں صحیح لکھ رہے تھے بھی بنائے ہیں
پسند و ناپسند کی بنا دیں، اور پھر ہمیں اقتدار دے دیا کہ جو تم نے جتن رمد کی دینی کے کردار میں
تھیں وہیں صحت دیتا ہوں تمہاری معذرتی سانس تک ہے یہ جو رہا چھتا ہے جس لوگوں اس میں

تو ہم مسئلہ ٹوں پر فرض کیا گیا کہ چہاں بھی ہر مسیحی اس کے خلاف چہ نہ ہو۔

پہلے اسے روپیہ رو سے رو کہیں ۔۔۔ مرنے کو کلام سے اور اگر اس سے بچھے جاؤ گے تو ایمان کا کوئی مضبوط
وراثہ کا پسندیدہ رجحان نہیں جائے گا

منوہ

تو دنیا زندگی میں ایک دوسرا تو سب کو ہے وہ امیر ہے یا غریب، خوبصورت یا بد صورت، موت
کا ہر قسم کو پہنچتا ہے کسی کی کوئی صلاحیت اسے موت سے نہیں بچا سکتی اور جو کچھ اس کے پاس
ہوتا ہے وہ سب بھی تو اللہ کا دیا ہوا ہوتا ہے! تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ زندگیوں میں بھلائی نفعیت ہی سے زندگی
کی بھلائی موت سے بچا لے

تو اگر وہ کسی کا اٹھ مہینے ہی ہوں تو وہ بھی موت کیوں نہیں جو اللہ کے لئے رہیں تو پسند ہو لا رہو
موت سے نہ نفرت نہ شہادت کی موت

بچے آج بھی آج ماتم لوگ سمجھتے تھے جانے میں کیا رہے تھے
تہہ جانے میں یہ مسجد میں قاری کا صاحب؟؟ عمر نے پوچھا
بچے آپ لوگ ہمارے بچے بہت نامور تھے آپ پر غور کرتے ہیں ہم اسے اسی طرح مارتے
کی صورت نہیں رہی ہمارے مخلصین میں جو اب یہ
سات کے کیا رہے وہ لوگ ایک دوسرے کی رشتہ میں بیٹے چاہتے ہیں لہذا انہیں اٹھ
دھڑا دے رہا تھا اور حیدر سے اور وہ اپنے پیچھے ہٹ کر کے برآمدہ پر نکلا وہ زانیہ لیکن اس مردی میں
بے حد لگنا کسی سے نہیں کی بات نہیں تھی۔ مدھیہ کی بیوی چاہتے ہیں وہ بچوں کو جاننے کی طرف گئے
آج وہ کہتے تھے

وہاں پہنچے تو دروازہ نہیں کھلا ہی تھا۔ تاہم غصے سے ہی کھلا رہا تو تھا مجاہد نے تھوڑے
دھیرے تو کھلتا پڑ گیا۔ دروازے کو نے میں ایک لائٹس لگی تھی جہاں سے جلی نکلتی تھی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ
نکا ترنگہ رکھا جا رہا تھا

میں بیویوں سے اتنا روہی کر۔۔۔ میں جانتے نہیں میں باقی سارے دروازے کھلتے تھے
میں بیویوں کے پاس ہی رہتا تھا پر ایک چٹائی پر مولوی شہداء اللہ اور مولوی صدیق الدین بیٹھے ہوئے تھے
میں بیویوں سے اتنا کچھ نہیں نے پتا نہ تھا کہ میں سے یہ جگہ تھی کی
آج وہ جو لوگ مولوی صدیق الدین نے ٹھہرے ہوئے تھے
وہ وہ کچھ جا۔۔۔ کئے پاس چٹائی پر بیٹھے تھے

ہاں چٹا یہ بتاؤ جوکل دیکھا تھا سنے دار۔ میں کیا خیال ہے؟؟؟؟ مولوی ثناء اللہ نے فرم کر کے
ہونے پوچھا۔ وہ جیہ انا سے غیظ رکھنے لگے

بھائی میرا مطلب یہ ہے کہ کل جو دیکھا اس سے دار۔ تو کہیں؟؟ اسے استعمال کرو گے کریم
استعمال کرنا سیکھا دیا تو؟؟

قاری صاحب مدظل بھی نہیں دار۔ اور جب میں چٹانے کہنا دار۔ یہ کواں وقت اور
سے تو جہاں ضرورت ہوگی ہم ضرور استعمال کرینگے جزوہ نے طمینن سے جواب دیا۔ قیوں نے
سر ہلا کر تائید کی

ٹاڈاٹس پس سے ہی رہنا پسے ہی چڑ ہے اور خوشی کی ضرورت ہے اس وقت اللہ آپ کے
دہن میں پہنچے۔ انہیں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

پلوئے آف آپ وجہ دیکھئے ہندوستان دہاتے ہیں مولوی صدیق الدین نے نکتے ہونے
کہا۔ وہ سب بھی اہل گئے

ان دونوں نے پیچھے چلتے ہوئے وہ کسی اور فرم میں آگئے اس میں وہ کل نہیں گئے تھے نہیں
غیر دیکھے بھی پتا چل رہا تھا کہ یہ کمرہ بھی مدظل باقی کروں ہی کی طرح ہے اس کمرے میں بھی جج میں
ایک امید چارہ پھینکا گی تھی۔ وہاں جاتے تھے کہ اس چارے کے پچھے ایک حقوق ہوگی وہاں حقوق میں
اسلمہ بچاؤ نے مولوی ثناء

تھوڑی طرف اٹھنا اور ساڑھ پا کر اس چارہ کی طرف بڑھ گئی اور ایک ہی بار میں سمجھ گئے۔ اسے سمیٹ

دارے شمار ہوا قیوں پر ہی تھی لیکن یہ وہی نہیں تھی جیسے انہوں نے کل دیکھی تھی۔ وہ اسی طرح کو دیکھ
رہے تھے

چٹا یہ مختلف قسم کی بد وقتیں ہیں گوروں کی مدد میں سے سا بھر رہا جاتا ہے۔ اور یہ بے گھر اور بے گھر
ہیں یہ وارنٹیں ہیں۔ اس بد وقت سے آپ بہت دور سے بھی دشمن ٹانٹا نہ لے سکتے ہیں۔ انہوں نے اس
بجیب قسم کی بد وقت کا تعارف کروایا

قاری صاحب مدظل ہاں سے آٹا؟؟؟؟ سیف اللہ نے سوال کیا

بھاتا ہوں چٹا پس ایک کمرہ رہتا ہے وہ بھی کچھ تو سنے بعد جتنا پوچھنا سے پوچھنا میں ب
بتاؤنگا انہوں نے دوسرے فرم کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا

نہیں جاتا کچھ بچاؤ نے کپڑوں میں حقوق کے اوپر ڈالا اور سنے پیچھے چارہ یا دوسرے کمرے میں

بھی دیکھی سب کچھ تھا کمر۔ کے بیچ میں پڑا تھا جسے قاری صاحب نے خود آگے بڑھ کر دیا
 ر خندق میں نہیں دوسرے کھڑے۔ کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا اب گئے تو خندق میں پڑے۔ بہت
 مارے گئے نہیں نظر آئے

یہ سب قاری صاحب ۱۹۴۹ء میں دیکھے۔ ان کو کرپوچھ
 سے کم کہتے ہیں چیا م

م ۱۹۴۹ء میں نے یہ اہل سے پوچھا۔ ہم کا مرنیوں نے بھی مانتا لیکن آج تک بار بار کھدے
 تھے

ہاں چیا یہی م سے ورہا رہا۔ چاہا مجاہدین سے تپ امتحان۔ تھے ہیں جب نہیں گئے کہ دشمن
 کی تعداد۔ نئے مقابلے میں بہت زیادہ سے دیکھو وہ کرتے کرتے رخصت۔ سے بچ رہے تھیں اور موت مارنے
 دھماکا دے رہی ہو پوچھ کی کی موت۔ سے بہتر ہم دشمن دھماکا دیکھا۔ مرنا سمجھتے ہیں! پے سمجھو اس م
 سے۔ ر دھماکا کو موت دے دیتے ہیں وہ دشمن کو شدید نقصان سے وہ ہر سب تک پور۔ نے ہی کو شش
 آئے

قاری صاحب یہ کہاں سے آیا ہے ۱۹۴۹ء سینک الفیڈ نے اپنا سہولہ اہل
 چاہا جب دشمن نے پاکی سے ہی تھیں۔ تھیں اور ہمارے مجاہدین کے پاس عام اسہولہ کے تھیں۔
 تھیں ہمیں بہت نقصان تھا پڑا تھا ہمارے۔ پٹنڈا میں مجاہدین شہید ہوتے تھے تو دشمن کا کوئی ایک ہندو
 جسم رسید ہوتا تھا۔ سے ٹک ہمارے۔ مجاہدین شہید ہوتے تھے لیکن آپ کو بتا چکا ہوں کہ ہمارا مقصد ف
 شہادت کا حصول نہیں ہے بلکہ ہم ف دھماکا دیتے ہیں تو ہم نے ایک سے ملے۔ سے معاہدہ
 کر دیا۔ شہادت کا دشمن کا بھی دشمن ہے۔ وہ اپنے دشمن کو شکست دینا چاہتا ہے۔ وہ ہم بھی ہی دشمن کو شکست
 دینا چاہتا ہے۔ دشمن ایک ہے اور شکست بھی ایک ہی ہے لیکن مقاصد میں فرق ہے۔ ہم ایک
 دوسرے کی مدد کے لیے جامل رہے ہیں۔ وہ ہمیں اسلحہ دیتے ہیں۔ وہ ہم ہی سب کو شہادت کے
 جنگ لڑتے ہیں۔ اسلحہ کا اور مجاہدین ہمارے۔ شکست آگئے دشمن کی دھماکا ہمارے۔ دیکھا ہوا ہم ایک
 ہم سے دھماکا دے رہے ہیں تو یہ سب ہمیں دیکھ ملے۔ فرام کرنا ہے۔ سبوں نے بہت تفصیلی جواب

دی

وہ غور سے کئی باتیں سنے تھے

وہ یہ اسلحہ جیسا بہت ضروری تھا کیونکہ دشمن جی اس سے بھی بہت جدید اسلحے سے سس سے لیکن
 سب پچھتا پچھتا ہمارے۔ پاس بھی آگیا ہے۔ سب ہمارے مجاہدین جانی ہاتھ دشمن کے ساتھ نہیں جاتے

کھو دیا ۲۰ حالت کا دورے و طاق دورے وہ اپنی مرضی مانتا ہے ورنہ تو یہی مرضی کہ بھی
 نہیں چاہتے کوئی انھیں مرضی نہیں چاہتے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کا نفاذ چاہتے ہیں
 ورنہ سب فحاشات سے دور رہا ہوگا۔ اسے پھر یہ ہونا ممکن نہیں ہے
 ہم ان کو استعمال کیسے کریں گے قاری صاحب ۱۹۹۲
 انھیں بچتے بچے ہم نہیں گئے
 ورنہ خدا کی عزت کے لئے تھوڑی دیر بعد وہاں سے نکل گئے

رحمتِ خدیر چلی ہے کہ آپ لوہاں پر علم حاصل کئے ہر سید سے چاہا جائے آپ
 کو اللہ نے عام روٹی ترسے کیے نہیں بھیجا۔ اللہ نے آپ کو خصوصی صلاحیت کے ساتھ خصوصی کام دیا ہے
 بھلائے اس دنیا میں ایسے آپ کو ہر آپ صاحب کس سے دیکھائے کی حدیث دوسرے ہی استعمال
 چاہا جائے جیسے نہ چاہتا ہے

سے دور سے مل آئے تین سال ہوئے تھے اس عمر سے میں وہ دور سے میں ہر روز کا منظر نظر بن
 چکا تھا مولوی شہاب علی تریہ۔ ایک خاص راویہ پڑھا چاہتا تھا ورنہ فی حدیث اس میں کامیاب بھی
 ہو چکا تھا۔ وہ ستر سال کا ایک لوجوان تھا۔ مجھے برائی تھی کہ ملتا تھا ورنہ وہ رہا تھا
 قاری صاحب! آپ نہیں، دور سے ہیں۔ ٹھیک بھی یہی لگتا ہے، وہ میں ضرور بڑے دور سے
 چاہتا تھا۔ وہاں میری صلاحیت کو استعمال کیا جائے گا۔ دینِ اسلام کی خدمت کیلئے
 ہاں میں بھی ملتی چاہتا ہوں۔ بیٹے نہیں پناہیہ تم پر تعجب نہیں ملتا تمہاری تعلیم ختم ہونے کے
 قریب ہے، اور اسے بعد جو تم کو چاہتے ہو وہ ان لوگوں کے گھر دایں چاہا جائے۔ مگر بھی تمہاری مرضی ہے
 ورنہ آگے جانا چاہتے ہو تو میرے بہت خوشی ہوگی۔ بڑے دور سے چاہا کر بڑے مولانا صاحب سے
 ملو ورنہ میری حق میں آگے نہ جاؤ

بڑے مولانا صاحب ۱۹۹۳ء میں سے پڑھا

ہاں مولانا عبدالحق کا نام میں اکثر دیکھتا رہا ہوں۔ یہاں ہوگا تمہیں

جی مولانا عبدالحق کا نام تو آپ سے سنا ہے

ہاں بیٹا۔ وہی بڑے مولانا صاحب ہیں۔ تم سے ملو گے تو خود چاہا جائے گا کہ میں جو چاہتا رہا ہوں
 وہ بدھل گیا ہے۔ وہ میں تو انسان نہیں رہا لگتا ہے کہ اللہ نے بے دین کی سرپرستی کے لیے فرشتے کو
 انسان روپ میں بھیج دیا ہے۔ وہ آج کے دور کے سب سے بڑے عاشقِ رسول ﷺ ہیں۔ ورنہ سب

اعداد طرف سے دیا گیا ہے، جنہیں ۱۰ اعداد درمیان میں لکھے گئے ہیں۔ یہ بہت محنت کرتے ہیں۔ ہماری سوت سے بھی زیادہ دیر ہنگام کی رہائی کی باتیں دے رہے ہیں۔ ان کی باتیں سننے والے کو بھی یہ کہے ہیں۔ یہ پچھلے ۲۰ ورڈ ہیں۔

غیر ملکی قاری صاحب میں یہاں تعلیم ختم کرنے والی جوائنٹا میں سچے مسلمان، مطلقاً بھی بل رتا ہے کہ بے باک کی خدمت میں وہ کام نہیں جس سے شکوک و شبہ نہ ہو اور شکوک و شبہ نہ ہو۔ اس کے لیے جتنی حاصل ہو سکے، وہ پر غور سے سمجھیں۔

شاہد شاہ میر۔ بچے، انہیں یہی ثابت قدم رکھیں۔ تمہارے دم سے یہ کام چلا کر۔

اس لیے صدقہ دین سے کئی دہائیوں کا اور اٹھ آگیا وہاں سے

جیسا چاہا کوہر میں مل گیا ہے، رچھیں بھی، اسے خوشی سے اظہار دے

بچہ چاہا ۱۹۴۶ء میں آئے تھے آپ ۱۹۴۶ء سے حد خوش ہو

ہاں جیسا جہد کی آواز تھا

نہیں چاہا۔ ۱۹۴۶ء وہ ایک مہینے کے بعد واپس ہوا

جیسا کہ سر میں آمل گیا ہے لیکن دیکھتے ہیں کہ وہ کب آتا ہے ہمارے پاس لیکن وہ جیسے ہی آئے گا چاہا آجائے گئے، اسوں نے سے کہہ دیا

تا ہمارے کو پچھلے تو غلطی نہیں تھی لیکن بھی وہ نہیں آسکتا تھا وہ بار بار پوچھا کرتا تھا وہاں سے

تاکہ اس میں تھا رہا ہے چلتا تو آجائے تھیں یہ ہیں

وہ جہد آئے گا چاہا ۱۹۴۶ء میں مورس کے بچے سے ہوا، امداد رہا لکھنا

ہاں جیسا وہ بہت جہد کی آواز ہے گا۔ نہیں نے، اسے اطمینان دے دیا

پچھلے میں آپ کو بہت مس کرنا ہوں، اس نے آگے بڑھی ہے جہد

چاہا بھی آپ کو بہت مس کرتے ہیں اور آپ کی ماں کو بھی، اسوں نے یہاں سے بچے میں تھا

ماں دیکھ رہی ہیں جیسا ۱۹۴۶ء میں نے مس سونپ دیا

وہ ڈر رہے تھے جہد

ورما ۱۹۴۶ء

وہ صوبے پر بھی ہیں دربار کی دیکھ رہی ہیں

وہ بھی کراٹھ دیکھ رہی ہیں ۱۹۴۶ء میں نے شریعت میں پڑھا

نہیں وہ! سہارو دیکھ رہی ہیں

کھانا کھا بیٹا؟؟؟؟ دھرت کو خوں سے رنگے تھے

بھی نہ تھی نہیں ہے پاپا تو کیسے بھائی گئے؟؟؟

کیا؟؟؟ بھئی نہیں بیٹا؟؟؟ یوں؟؟؟ نہیں نے حج اٹل سے ڈھیر، رے مہائی یک سرتو ہی پوچھ

پے

بھی نہیں بیٹا پاپا میں کارڈ باندھ رہا تھا بھئی تو اور ویسے بھی ہم نے شام سوچا ہے ور پکڑا ہے

تھے

وہ جی، پکڑا ہے بھائی اور پاپا نوید بھئی میں یہ؟؟؟ وہ پھیلنے لگے ہوئے

ہاں جی! آتش ہو رہی ہے صبح، توہا نے ڈھیر سہارو پکڑا ہے بیٹا لپے اور ہم نے چائے کے

سرتو بھائی ہے بہت مراد پاپا، سکا موٹا شکم تھا

سہارو ہے پاپا کیسے بھئی چھوڑا؟؟؟

سہارو ہے پاپا میں نے دروازے پر دھکا دیا وہاں سے تھوڑے کھانے لیکن آپ

آئیے پاپا کو پھر بیٹا، پیگے بہت کم آئے گا

وہ پکڑاں کا بہت شوق تھا، ور یہ شوق سے شام، رے ہی مارتھا، وہ بھئی سہارو سے زیادہ چاہے

ورم گرم گرم پکڑوں کا، یہ تھا، ور یہ شوق تھا کہ وہاں پہنچے جیسے پکڑا ہے، بتاتی رہتی تھی وہ ور کھانا بھی

تاہو رافیل نے یہ سہارو کا شوق سے بنا دیا ہے چاہے اور پکڑوں کو دیا دے، پے مشرکار تھا

یہ، تا تھا

عجب ہے جب میں آؤنگا تو عجب بھائی کر پیگے پکڑا ہے بھئی اور فی سب کچھ بھی، وہ

سے سرتو بچھوہن کے بول رہا تھا

ٹھیک ہے پاپا آپ! سے دت! میں

یوں ڈرامہ ختم ہو گیا؟؟؟

جی

ورنوں نے، مشورہ پکڑ دیا

ڈرامہ ختم ہو گیا؟؟؟ یوں نے سلام دعا کے فوراً بعد پوچھا

میں وہاں مار نہیں دیکھ رہی تھی، بھئی تو ڈرامے کا آخر بھی نہیں ہے یہ نوٹ، دت رہا تھا تو میں

نے سہاروں جھیل پرل دیا، نے بہت تشویشی جو پ دیا

ہاں جی ایک اور دوسرے بھی ہے جو آپ جیسے ہی مومن کیلئے ہے۔ ہر مومن صاحب بھی وہی رہے ہیں اور ہمارے کچھ اور بھی مجاہدین جو آپ کے بڑے کارنامہ و فرائض پر غور کرتے ہیں ان کے بعد و اتھوڑی دے کیلئے رکے اور اے چروں کی طرف دیکھتے رہے شاید یہی بات کا اثر دیکھ رہے تھے

یہ بڑے مومن صاحب کا فیصلہ ہے۔ انہوں نے ہم سے مشورہ مانگا اور ہم نے انہیں صحت دی کہ آپ ہاکیوں کو بھلی کام کی طرف سے آنا چاہیے صحیح و غلط کی سچائی کی صحت سے اب آپ کی ویرانہ جب آپ کی طور پر تیار بھی ہیں تو پھر یہ صحت کی بات کی بات نے یہی فیصلہ کیا کہ اب آپ کو بھیج دیا جائے۔ انہوں نے کافی تحقیق بنانا

وہاں نہیں تھا موشی رہے۔ قاری صاحب کی ویرانہ کی طرف دیکھتے رہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں قاری صاحب جب رعد کی وقف لڑائی دی ہے وہ چھ دیڑرے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ہے بھی رعد کا کیا بھروسہ۔ موشی کے اس تعلق و عمر و روتی کے تھوڑے

وہ جب یہ مومن صاحب کا فیصلہ ہے۔ وہ ویرانہ ہے۔ یہ بہترین ہی ہوگا۔ علی دیناروں نہیں چاہا مولا صاحب کے فیصلے نہیں ہیں۔ یہ تو ان کے فیصلے ہیں جو نئے ذریعے سے ہیں ان کو اللہ نے بھیجا ہے اسی مقصد کیلئے۔ ہاں یہ اللہ نے فیصلہ کیے ہوئے ہیں اور اللہ ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس آپ کے لیے بھی اللہ نے ہی چنا ہے۔ یہ تیار رہے نہیں ہے بلکہ یہ کارستہ ہے

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اب اگر اللہ نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ ابیہ کی خدمت میں ہے تو ہم وہ نہیں کریں گے۔ مجاہد اللہ کافی دیر بعد ہوں

تو تھوڑے سے جیسا۔ آپ سب چاہنا ہمارا ہمارا دیکھو وکل کی طرف رکے اور بعد آج ہمارا نام آپ کو ہم سے بدلے منتقل کر دیں گے۔ ٹھیک ہے ہاں؟ انہوں نے حسب عادت یہی بات کے اشتہار پر سنا لیا

جی نہیں، قاری صاحب۔ ہم تیار ہیں گے۔ عمر بھر اور اب نے بات میں ہمارا ایک جھگڑا کی مثال کے چرے پر آئے۔ وہ کافی خوش لگ رہے تھے

وہ ہر گز صبح ۱۱ بجے سے کافی دیر سے ہی جاگ گئے تھے۔ آج انہیں اس قدر سے کوئی بات کہہ کر ایک کی جگہ جانا تھا۔ یہاں وہ رات کو ہی باہر چھپنے تھے۔ یہاں پھر یہ وہ نہیں تھا جس سب کے پاس

پانوں کے تئیں چار چوڑے ہی تھے جو ہوں نے گھنڑی میں دھندھیہ تھے صبح کی پہلی آفتاب کے
ساتھ بھٹکے تھے۔ ٹل جاتا تھا تھوڑی دیر بعد ڈوب جاتا تو نہیوں نے دھوکا اور مسجد چلے گئے۔ مگر
سے غارت ہو کر دھار مسجد سے ٹل کر پے کمرے میں آئے۔ اپنی اپنی گھنڑی اٹھان اور مسجد طرف
چلے گئے۔ آخر ترے، ابھی تک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ کو چھوڑ کر مسجد کے اس چوڑے سے کمرے میں گئے جو رت کو مولوی صاحب نے نہیں
بنایا تھا۔ مولوی صاحب نکاحی نظارہ سے تھے۔ ٹوکا تھا۔ کمرے کے پچھلے دروازے طرف
بڑھے۔ وہ پانچوں بھی کئی تائید میں ای طرح چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلے۔

دیر ٹل رہی تھی۔ ایک چھٹکان سب اولگا۔ سب ایک گاڑی قلعے نظر میں کھڑی تھی۔ اس میں
مولوی صاحب بیٹھے۔ وہ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ قاری صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے ان کو گاڑی میں
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ کر ابھی بیٹھ گئے۔ یہیں نے دروازے میں آکر۔ اس نے ٹلے سے میں دروازے کے
صافے میں کبھی گاڑی نہیں دیکھی تھی۔ حتیٰ کہ بڑے۔ مورا صاحب کو بھی انہوں نے کبھی گاڑی میں آتے
ہونے نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے وہ سب حیران ہوئے۔ ڈر۔ یوں میٹ پر ایک انجیل ٹھک سیٹھا تھا۔ اس نے
پچھلے کی بیٹ پر مولوی بدل دروازے کا۔ اور اس سے پیچھے نہ بیٹھوں پر وہ پانچوں بیٹھ گئے۔ دروازے
پانچوں مرد مدیر۔ دروازے سے صافے سے ٹل گئے۔ چہاں نہیں نے تئیں ساں کر رہے تھے۔

گاڑی کالی آہستہ رفتار میں چلتی رہی۔ دروازے پانچوں کھڑی۔ سے باہر کے اظہار کرتے رہے۔
ان میں سے کوئی بھی یہاں کے ستوں سے وقفاں نہیں تھا۔ آخر تقریباً ایک گھنٹے بعد چار گھروں کے
سامنے گاڑی رکی۔ دروازے دروازے کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے قاری صاحب اور مولوی بدل بھی
تر گئے۔ دروازے کو بھی اترنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب بھی ایک ایک رستے اترے۔ اور فی قعدہ میں سامنے
بہ ہوئے۔ تھوڑی دیر طرف رواں ہوئے۔ دروازے گاڑی آگے بڑھا دی۔

یہ جگہ پیسے والے دروازے سے کالی مختلف تھی۔ مجاہد اللہ نے محسوس میں نظریں دھر دھر
گھمادی۔ بٹا۔ وہ کسی دروازے کو تلاش کر رہا تھا۔ لیکن یہاں تو دروازے کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ علاقہ پچھلے
علاقے کے مقابلے میں کالی آہستہ تھوڑے۔ تھوڑے۔ دھیرے پر نہیں بیٹھیں۔ کچے پلے مکاں بنے۔ سارے
تھے۔ قاری صاحب کے پیچھے چلتے ہوئے وہ چار پانچ جتنا اچھے دروازے۔ دروازے۔ چڑے ہوئے
مکانوں کی طرف آئے۔ ان سب کے دروازے لگ لگ تھے۔ لیکن دروازوں کی پوزیشن کی بنا لگ
رہی تھی۔

پے کمرے کے نکال کر گھر کے پیچھے چلے جو ۷ دوتن کمروں کو چھڑا کر وہ ایک کھنگڑے کمرے میں آئے۔ کمرہ چھوٹا تھا لیکن بہت روشن اور پیا پاتا تھا۔ کمرے کے وسط میں موروٹا صاف دھاتے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اگلے ہاتھ میں تسلی تھی اور آنکھیں بند کیے وہ کوئی وردہ کیے جا رہے تھے۔ وہ وردہ کھول کر غہ داخل ہوئے تو مہوں نے آنکھیں کھول دی۔ بڑی جگہ۔ اگلے۔ اگلی ملکوتی مسکریٹ تھے۔ مہوں پر قساں تھی کمرے۔ مہوں نے وہیں پھید دی اور سب سے گلے ملے خوش رنگ رہے تھے۔

بیٹھ جاؤ گے۔ مہوں نے ہاتھ کے اشارے سے کہا اور خود بھی بیٹھ گئے۔
وہ سب اگلے پاس ہی رہیں۔ بیٹھ گئے۔

صاف مہا پے۔ میں شرمندہ ہوں آپ لوگوں کو بہت بظاہر رہا۔ مہوں نے جی وادعہ
آؤ میں ہا

بہن مولانا صاحب آپ اللہ کی عبادت سے ہے تھے۔ والدہ کی عبادت سناؤں سے رہا۔ وہ مری ہے۔ ورام نوویسے بھی اب بھی یہ ہیں۔ بظاہر یہ ۹۹۹ مہا پے کو سب کے دل کی بات مری کی مہا پے بے وقت دینا بھی تو بہت مری ہے اور کل وہ پوچھے گا کہ تو مری کو تو میرے رتے کی تعلیم دے۔ تھے اور خود یہ حال تھا کہ عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ وہ سچے ہوئے پڑے تھے۔
تھوڑی دیر نہ مٹی چھل مری اور پھر انہوں نے کہا کہ گلفاف کیا اور پڑے
چائے تو جتنا چاہے کہ آپ کو س عظیم مقصد کیسے یہاں رہا گیا ہے
جی۔ مہا پے سب نے کہا۔

مہا پے کو آپ وہاں رہا گیا ہے جہاں سے آپ کے مقصد ہوتا ہے۔ یہاں
آپ کا تربیت دی جائے گی۔ آپ کو طریقہ سکھایا جائے گا۔ آپ کو مشقیں بھی کروائی جائیں گی۔ اور وہ سب
آپ کا سکھایا جائے گا جو آپ کیسے مری ہے۔ آپ کو اس دین کی خدمت کرنے سے وادعہ ہے مری
ہے کہ آپ کو اس دین کے دشمنوں سے نمٹنے کا طریقہ آتا ہو۔ یونگ آریٹ طریقہ نہیں آئے
گا تو آپ جوش و ہمت پر رہنے کے باوجود بھی تھوڑی دیر نہیں کر سکتے۔ ہمارے رول نے پہلے صاف وادعہ دیں
کو خود تربیت دی خود بھی۔ اگلے ساتھ دیکھتے تھے۔ یونگ دیکھنا ضرور ہوتا ہے

مہوں نے ایک وقفہ دیا اور پھر کویا ہوا۔

پہلے کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مری ہوتا ہے کہ آپ کو سب سے پہلے طریقہ
کار کا پتا ہو۔ پھر پتا چاہو گے۔ وہ سوکھا نہیں آئے گا تو یہاں ۹۹۹ مہا پے کو گئے نہیں گئے۔

بروز جسے کالی ہاتھیں ہونگا تو رب سے ایسے قبول کرے گا؟ مظلومی طرحت اس دین کی خدمت کرنے کا جذبہ اگر ہوگا بھی لیکن خدمت کرنے کا طریقہ بتائیں ہونگا تو شہادت کی موت تو لوگے بہت بھیڑیں جائے گی لیکن اس دین کو ناکارہ کوئی نہیں ہوگا۔ درپے یا رکھنا پکے کہ ہر مقصد شہادت نہیں ہے ہم رمد و رمانا چاہتے ہیں۔ رمد و رمانے کو چھوٹے چھوٹے شہادت ہماری منزل نہیں ہے۔ ہماری منزل اس دین کی سہ بندی ہے۔ اب اس مقصد کے حصول میں ٹر نہیں، یہ ہے شہادت آجائیں کہ موت کے جاوولی راستہ ہوتا ہے کسی کی خدمت کرنے سے ہم اور ہمارے مجاہد یہ شہادت کو ترجیح دیتے ہیں

کھربا بچے جب ہم اپنے رسول سے عشق کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر یہ کیسے چاہتے ہیں کہ قیامت میں وہی محبوب ہم سے تیار ہو رہے کہ ہمیں ان تک رسائی ہی ما ہو ہم وہی چاہتے ہیں کہ دیا میں نہ ہو لیکن اس یا میں تو فقی قریب غیب ہونا اور چاہتے ہونا کہ پکے۔ کیسے سے کی ۲۰۰ کہ جب ہم وہ کام چکے جو نکلیں پسند تھے اسی موت پر چکے جو کہوں نے پے پے پسند ما کہوں سے اپنے یہ شہادت کی موت ہی مانگی ہے

وہ ناموٹھی سے نکلی دلت سنے سے آج ہی وہ اپنے مخصوص دلوں و دلوں میں سے لہ رہیں دل رہے تھے مجاہد اللہ کو روآیا کہ مولوی شہاب نے اس سے کہا تھا کہ میں تمہیں سے مواصافہ کی غویاں نہیں چاہتا۔ میں تا کہہ سکتا ہوں کہ تم جب ان سے ملو گے تو خود ہی نہیں چال چاؤ گے۔ وہ آن کے۔ وہ سب سے بڑے عاشق رسول ہیں وہ فقی دلت کو حج تو وہ حق سے بہت عرصہ پہلے ہی مان چکا تھا۔ وہ واقعی بہت بڑے عاشق تھے اور فقی کو یہیں واقعی لہ ظاہر کیاں رہے کے قابل نہیں تھے۔ وہ بولتے تو یہ گلتا جیسے کمال فرشتہ اللہ ہیچ ہم سے رہا ہے۔ نے رہے نہ جھکا۔ جئے اسی دل کرتا تھا۔ نا، صبر، پیر، بحر اللہ اور ورہیوں کی بلکی کی مسلمان

در کوئی نکار رہا بھی تو کیسے ۲۲۴

در پھر رحمت اللہ مولوی شہاب کی رسائی میں اس صدر سے میں آؤ جسے سے رحمت اللہ اور رحمت اللہ سے مجاہد اللہ کا عزم ۱۰ سال پر محیط تھا۔ رشید کے ساتھ، رنالی کی عمر سے نکل کر وہ قسب کی وقتی میں آیا تھا اور اب وہاں سے بھی نکل کر علی دیر میر عمر ۱۰ اور عمر فاروق کا ساتھی بن گیا۔ وہ باوجود قرآن بھی سہ پڑھا تھا اور صدر سے میں رہتے ہوئے اس سے تفسیر و ترجمہ بھی پڑھتا تھا۔ میں تو وہ تھا ہی

یک صدر سے سے وہ صدر سے چاہتے ہوئے سے دلی غاص تکلیف نہیں ہوئی صدر سے میں تو وہ آخر سال سے تھا تو چاہا ہے ایک صدر سے یہ وہ صدر سے فرق کیا پڑا تھا۔ سے دیکھو یہ تو وہ صدر سے

تھا جس کے درے میں اس نے بہت دانا رکی شہاب سے سنا تھا فرق میں یہ تھا کہ پہلے درے گھر سے
 قریب تھا تو وہ مہینہ ڈیر چھ مہینہ بعد گھر کا ایک پیر لگا ہوا تھا۔ وہ یہ درے دو تار درے کو گھر سے آتے
 ہوئے اسے آٹھ کھلے گتے تھے

اس درے میں آنے سے پہلے وہ اپنے گھر گیا۔ بنیادیں جہاں درے کو پہنچانے کے درے
 میں بتایا۔ دونوں ہی اس کے فیصلے کے حق میں نہیں تھے

ماں میں عام بین تو کیا مگر بے س عمل کو مستعمل بھی تو بنا چھینے، اس نے دہل دی

رہے ہیں تم وہیں آ جا۔ مٹی دور جانے کی دہت نہیں ہے

ماں دوری دہت نہیں ہے وہاں کم از کم میرے علم کا استعمال قول چائے گا۔ میں دین کی تبلیغ
 نہ لگا۔ وہ ملک میں ملو پہ جا۔ نے کا انا رہ کر چکا تھا

یہ یہاں بھی ہو گیا ہے۔ غم یہاں لوگوں والند درموس علیہ السلام کی تعلیمات کا دین دو سامنے ہے
 تار دور جانے کی نہ درے نہیں ہے درے میں نہیں رہے بگھو۔ سے دہر بھی نہیں رہے ہو گی۔ والکی
 طور ہاں نہیں رہی تھی

ماں تار دور نہیں ہے۔ مجھے حاما ہوگا میں مولوی صاحب سے وعدہ کرچکا ہوں درے میں
 خود بھی جانا چاہتا ہوں

لہذا تو حاما کیوں چاہتا ہے رتے جب کہ وہ بھی نہیں چاہتا تو ۲۰۰۰ روپیہ ملی جو کال ۱۰ سے نہ ہونے
 سے کہ رہا تھا پور

بھانا جب مجھے اپنے علم کو بڑھا نے درے مستعمل رہنے کا موقع مل رہا ہے تو آپ روک کیوں
 رہے ہیں؟

روک اس لیے رہے ہیں کہ ام تمہیں اچھے پاس رہنا چاہتے ہیں۔ تمہارے

ماں میں پہلے بھی تود رہے میں تھا۔ تار ب تھوڑا عرصہ پر درداشت کر میں پھر میں واپس
 آ جاؤں گا۔ بیٹے جیسے ۱۰ ماں کے قریب بیٹھے ہوئے ہوں

جیسا تو اس بار بھی تو واپس نہیں آئے گا تو اس کی بھی نہیں آئے گا۔ جو پھر مرضی ہے اپنے بیٹوں
 کو چھوڑ کر جاتے ہیں رمد کی نہیں۔ حق کا موقع نہیں دیتی بلکہ نہیں مانگتی۔ مہ دیتی ہے تو بھی واپس
 نہیں آ پڑے گا۔ اس سے کسی س کے نقطے کو گھومتے ہوئے نور سے ہوا۔ ۱۰ سے لیکھا رہا گیا

ماں میں آؤں گا۔ میں نہ وراؤں گا۔ ملے بیچ میں غم تھا

بھیا چلیں مائیں ہیں ننھا بھان اچھا یہ بچے میں ہوا
 چھٹھو ے وہ مست رو وہ جو ہو درگ کرنے میں مصروف تھا فوراً ہاں گوا
 لیکن ٹوٹی ٹیل شتم نے کے بعد تم بچہ کر پڑھو گے تمہارے اگلے امر بہت قریب ہیں درم بالکل
 نہیں پڑھتے لیٹھل نے ٹوٹی کے کھڑے ایک مشکا شہ درمی
 پڑھ لوگنا، بھیا میں ٹیل نہیں ہوتا آپ جانتے ہیں
 ہاں لیکن پڑھو گئے تو چھٹھو سے پس ہو جاوے گا
 چھٹھو پڑھ لوگنا، بھیا جی آپ نہیں تو سہی وہ حد رہے بیج دی سے ہو۔
 وردہ تائیں میسہ رسلے ساتھ لپٹنے میں لگے یہ

بٹا لو بھی سول چاے گنا تھی جھوٹا کلاس میں تھی لیکن وہ بھی فیضان مخرج محنتی مائیں لیکن
 کافی رہیں نہ کسی سٹھ میں سب دھماکا پڑھا ہاں فرنگی دہائی تھی رچی مائیں نہیں قدر ہن وہ بھی
 نہیں تھا پڑھتا رہا تے سامنے آئے پیلے تو کتاب کو اتھوگنا بھی نہ درسی ہوتا سے جو وہ اپنی آخری کوشش تک
 نہیں لگاتا تھا اور جو کبھی کبھی کسی نے تجو دار کے کتاب انھو بھی ہاں تو سے ہمدے بھٹکے شروع ہو جاتے
 کتاب ملے بے کتاب نہیں بلکہ ٹیڈس ایک کوون تھی جو وہ بھٹکتے ہی دنگنا شروع ہو جاتا سے
 نہیں پسند تھا۔ سے تھا مائیں پسند تھا۔ سے گھومنا پھرنا پسند تھا۔ سے لکول جانا بھی پسند تھا۔ بارش ہوتی یہ طوفان وہ
 لکول جانا تھا نہیں پڑھنا اس کے بے سولہاں روح تھا وہ ٹیل تو نہیں ہوتا تھا لیکن میں نے قریب سے
 دیکھا کہ وہ پڑھتا تھا اور تیلی سحر نوی کی وجہ سے ٹالو کے علاوہ اس تھر کے تھوں نہیں ہی بہت
 بے نشان ہوتے تھے وہ سے کوئی ماکول پہنچا کر پڑھنے کیسے بھانے کی کوشش کرتے تھے بھی بھی
 فیصلہ نہیں کر رہا تھا

چھپ چھپا میں ٹا لو بھی نے ساتھ ٹال ہوئی وہ وہاں چھپ جاتے اور فیصلہ نہیں
 دھوڑا رہتا یہ جان چاے نے کے وہ جو بھی کروا جاتا چھپے ہیں وہ قصداً دھر دھر اسیٹھنا رہتا تھا وہ نہیں
 جلدی پکڑنے پر ٹوٹی مائیں ہی مائیں ہو جائے
 ایزید گھنڈھیں گارٹ ہوئے تو فیصلہ نے سے پڑھنے کی یاد دہانی والی حساب مائیں وہ
 ہال ٹول کرنے لگا میں فیصلہ اس وقت سے چھوڑنے کے بعد میں نہیں تھا سوا سے ہال مائیں مائیں ہی
 پڑا اور شاہد ہونے دل میں ہی خدا کا شکر وہ

مائیں سے فارغ ہو کر نیچے تہہ خانے میں چلے جانا مولانا صاحب نے کہا ہے کہ آج سے آپ کی

تریت شروع کر دی گئی مگر نے مانتے رہے رہے ہوئے ہوا اور جو کچھ کا نظر کیے بغیر رہ گئے تھے

وہاں پہنچے بھی کوئی بات کیے بغیر اٹھ کر گئے لگ گئے۔ اٹھتے سے غارت ہو کر یوں نے رات یہی مخصوص جگہ پر گئے اور وضو کر کے نیچے تہہ خانے میں چلے گئے

وہ تہہ خانہ ان کی اسید سے ریزہ ریزہ تھا۔ جڑ سبالت کی چا ملتا تھا گروہ تھا۔ اس ایک فرش میں وہ نکل سے تنہا تھے کے پگھے ہیں تھا بند جس پاس سے نکل گروں کو رات سب کے نیچے ایک مشہور کرتا تھا۔ یہ بتایا گیا تھا کہ زمین کے اوپر گھر ایک ایک تھے لیکن ان کے نیچے جہاں تہہ خانہ تھا وہ ایک ہی تھا اور مکمل پچھلے در سے کے طرف پر ایک طرف کو کر رہے تھے

یہ جیسوں سے تہہ خانہ میں آئے کو نکال دیا جھڑپا تھے کہ وہ فک کوڑے میں بدایا گیا ہے وہاں نو بہت مار رہی تھیں وہاں دھڑ دھڑپا پنے کام میں لگے تھے یوں نے نوٹ کیا کہ پچھلے در سے کے برعکس یہاں موجود کر رہے بھی بند نہیں تھے بلکہ کافی لوگ ان میں تھروں پر آ رہے تھے

آج وہاں پر یہ جیسوں سے آئے تھے کہ ایک آدمی کے پاس آ کر بولا وہاں سے پیچھے گئے ان کو لے کر وہ ایک کمرے میں آیا

تم لوگوں کو سب سے پہلے بتا دینی تہہ خانے کی حالت یہاں تم میں سے مجاہد اللہ ملان ہے ۲۲۲
ان کی طرف مڑتے ہوئے وہ بولے

مجاہد میرا نام ہے مولوی صاحب وہاں اب سے ہوئے ہوں

میں بتایا گیا ہے کہ تمہیں اللہ نے نشانے کی ایک خصوصی نعمت سے نوازا ہے، سب سے پہلے تمہیں نشانے میں ہی آگے جانے کی تربیت دی جائے وہاں سب کو بھی شروع نشانے سے کرنا کریم یہ تربیت بھی دی جائے گی آدمی سے تصدیق جو ب دیا

تم کے غریب چھوٹے میں کچھ متولی پڑے تھے وہ سب انھیں اس آدمی نے ان سب کے ہاتھوں میں ایک ایک چکر دیا

چلو آج وہاں وہ سب متولی انھیں کے پیچھے نم سے لگے

وہ گروہ کے ساتھ سے آتے تھے سب ایک چھوٹے سے دروازے سے داخل ہوئے۔ اب وہ تہہ خانے سے نکلتے آئے تھے یہاں پہلے چارہ دروازے تھے اور ایک گھر میں پڑا یہ وہ گھر تو مکمل تھا جس میں وہ تنہا تھے لیکن کم بیش وہی جیسا ہی تھا گھر سے ایک کونے میں مختلف قسم کی چھوٹی برقی تھیں

ہو یا نہی

یہ ہتھولی بھر — ہونے ہیں درہم لوگوں کو اس ہونے میں کھڑے ہو سب سے پہلے دائیں طرف
وہ سب سے بڑی تصویر بننا — جیسا ہے — بھی تو تانا پنا نہیں ہوگا ایسے بڑی تصویر بھی بنانے پر نہیں
آئے گی یانیں جیسے جیسے وقت آئے گا تانا پنا ہوتا جائے گا پھر جسم ہی وچھوڑا — چھوڑا تصویروں
حرف چاہئے

وہ سب خاموش ہے، نگاہ میں ملتے رہے

چھوڑا ہتھ میں ہے ہونا تھے پی ہتھول — دہاکہ میں ملے جو درپا نے کا طریقہ
بتا دیں انہوں نے دیہری ہتھولی ہے

طریقہ بتانے کے بعد انہوں نے بتا — دودھ ہر ایک کوں چھال — درہم — ہی مے — ہا سے
دیو — پچھلی تصویر تھے تانے کا حال بتا رہی تھی — ان سب نے رشک بھری نگاہوں سے کی طرف
دیکھا

ہر ایک کی تہ — نے بتا — دودھ سے — کوشش کی — سدگی میں پہلی بار کوں چھالنے — وے کی
جو — بتا — ہتھولی تھی وہ ان سب کی بھی تھی — بتا — لکھا — تورا — کی بات کوں چھالنے کی — وے کی تھو — ہی تھی
سائیں کھڑے لگتی — مجھ — اللہ کا — نہ — چھوڑا — نہیں — ہیں — کسی گاڑی کا — بتا — دودھ — شیشہ — توڑ دینا — ورا —
ہتھول سے — بتا — دودھ سے — میں — رہیں — آ — ہا — با — خرق — تھو — یہ — آ — سے — پنا — چھال —

— بان — کی — ساتھ — میں — پڑا — ہے — ہتھ — پچھلی — تھی — مشق — کا — نظارہ — بتا — رہا — دودھ — بتا — دودھ — سے
رہے — نہیں — وہ — ہتھ — ہیں — جو — بلکہ — ٹکڑا — ہوا — ہے — کہ — کئی — ہتھ — ہوا — اہل — بتا — رہا — و — ساتھ — ساتھ — میں — طریقہ — بھی
بتا — رہا —

وہ ہتھولی کی آخری کوہ — سے — تصویر — کے — بیچ — میں — تو — ہا — ہی — لگن — ملے — کو — نے — میں — چا — لگی

وہ ہر — دست — وہ — شخص — خوش — ہے — پڑا — تے — ہوئے — تھو — کھڑا — سب — نے — ج — نا — سے — کا — حرف — ایک

عبد — اللہ — در — کو — یاں — لے — آ — کہ — وہ — شخص — دھر — ہے — ہی — چھوڑا

تھوڑی — رہے — ایک — و — آ — دی — تھو — میں — کافی — رہی — کوہ — یوں — ہے — کہ — آ — و — رہے — شخص — بھی — خیال — ہی — تھا — ان

سب — سے — ہتھول — لے — مال — میں — کوہ — یاں — بھر — ہی — اور — چھال — گئی

تقریباً — دودھ — کھٹے — تک — لگی — رہے — مشق — چلتی — رہی — وہ — شخص — نہیں — بتا — دودھ — سے — کے — ٹکڑا — رہا — و — ان — سے — مشق

— کہ — ا — رہا — تیسری — بار — کوہ — ہا — شتم — سے — کے — ساتھ — مشق — ہی — شتم — کر — دی — تھی — اسوقت — تک — مجھ — اللہ — تصویر — کے

سج میں تو نہیں لیکن مقرر کردہ نصاب کے ساتھ قریب ہی دروہا تھا جبکہ ملے والی رویت بھی تصویر کے کونے کا ٹائٹل ہی دیکھ سکے تھے

چلو پو پو آؤ اور وہ شخص دروہا تہہ خانے کی طرف بڑھا

وہ بابائی کی تقلید میں ملے پیچھے ہوئے

پچھلے تہہ خانے میں بہت سارے لوگ بھی تھے یہ پہلے کاموں میں مصروف تھے ایک طرف کو پچھلے لوگ درخشاں سر سے تھے پچھلے لوگ ایک ٹوٹی کی شکل میں بیٹھے تھے اور ان کے سامنے پچھلے کا حد تک بکھرے ہوئے تھے قریب میں ہی پچھلے کے ایک مولوی صاحب کے زریسے وہ بڑے پچھلے پڑھ رہے تھے کئی بچے رہے۔ سے پہلے سمجھا تھا کہ کم و بیش جو قریب بابو کا اس وقت اس تہہ خانے میں موجود تھے

تہہ خانے میں چاہا چھوٹے چھوٹے دروہے رہے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک دروہہ سے وہ باہر گئے تھے اور پھر وہی آئے۔ دروہہ وہ گھر میں تھا جہاں وہ نکلے سے وہ رہے تھے۔ یہ بابی دروہہ رہے بھی کہ نہی۔ رہے تھے کہ یہ قریب میں بنے ہوئے گھر میں ہی کھلتے ہیں

میرے پیچھے آؤ پچھلے وہ گھر کے ایک دروہہ سے باہر آئے۔ یہ کوئی گھر نہیں تھا بلکہ ایک کھلمیہ میں دروہہ تک کسی رہا روئے کا گونا گونا تھا نہیں تھا۔ سب وہاں چھوڑ دو آؤ ایک بار پھر مدرسیا اور تھوڑی دیر میں وہیں آیا تو سب سے ایک اور کا بھی تھا۔ جوان اور مختصر کا تھا۔ یہ فیصلہ ہے آپ کے ساتھ تھا۔ وقت نہ رہا۔ کا وہ آپ کو اس فائل نامے کا کہی انوں تک پہنچا چلا آئے۔ یہ مسئلہ ہے کہ کوئی بچہ سے ہمیں آپ کی جہان منسوبی نہ شہادت ہے یہ کہ کروہہ میں جانے کیلئے ہے۔

مولوی صاحب۔ صحرانے پکاروہہ میں ہڑ۔

آپ کا نام یا ہے مولوی صاحب؟

میرا نام قدرت ہے چلنا۔ دروہہ پچھلے پچھلے سال سے نہیں رہے ہیں۔ آپ بھی جب تک وہاں ہیں مجھے دیکھتے رہیں گے۔ یہ کہہ کر وہاں سے دروہہ سے باہر چلے گئے

فیصلہ مندو کے کام پر مامور کیا گیا تھا کہ جوان پانچوں میں۔ مامور بھی اس قابل نہیں تھا کہ ایک تھوڑے ہی بعد گھر سے اس کو اس قابل بنا۔ کہ وہ لڑکی سے ٹک پڑھا تھا چل سکیں۔ اور وہ وقت پڑنے پر بھاگ سکیں۔ یہ نہیں نہیں انہوں نے روایت کی چاہا

سب سے پہلے اس نے کھلمیہ میں نہیں نہیں نظر آتے چھوٹے پڑے۔ پتھروں کی طرف

نثار۔۔۔ رکر کے انکو حدود بتانا اور پھر ملے یا کہ سب حدود کے اندر پانچ پندرہ بیس ہائی ماہیں گی۔ وہ جو تھی بڑی جگہ ایک بھی پکڑ لگا نے سو بہت بڑا کام سمجھتے تھے پانچ پکڑوں کا کن رتو پندرہ رو گئے۔ یہ نہیں تھا کہ وہ اہل نہیں کئے تھے عوام اللہ کی طرف وہ سب بھی کسی مائوسی در سے سے آئے تھے وہ مملوئی شرب کے در سے میں وہ کھین کو د میں کافی حصہ بیٹا تھا۔ ایک وہ کھٹے تک دوسرے بغیر تھکے پھل کئے تھے لیکن یہ ظاہر میدان تھا کہ ایک کھٹے میں، کئے ایک ہی پیر سے رہا ہاں میں سے کسی کے پس کی دست ہمیں بھی نہیں نے پریشان کے کام میں کل طرف دیکھا

۔۔۔ کھٹے پریشان سب سے میں ایک ساتھ ہی پانچ پکڑوں کا نہیں بہرہ دم بیچ میں آرام میں کئے یا پھر چلو پانچ بی بی سے چا پکڑ جیتے ہیں وہ بھی درود میں نہیں چار پکڑ پورے کئے ہیں ہمیں۔ کئی پریشان بھی جیتے ہیں وہ ہوں

ہوں نے میں مشت شروع روں میں اللہ بھی کئے ساتھ ساتھ ہی چلتا رہا۔ وہ کبھی تھوڑا مارا توڑ جیتے اور پھر تھک کر آج نہ چلنا شروع ہو جاتے فاصلہ بڑھتا تھا پہلے پکڑ میں سواتو بیٹھنے نے انہیں تھوڑا دیر ستائے کہا اور جو بھی چل رہی ہیں پر بیٹھ گئی

تھوڑی دیر ستانے کے بعد وہ دوسرے پیر کیسے تھے تو تھوڑی دیر چلنے کے بعد ہی کئی بہت جواب دے گئی۔ ایک میں اللہ ہی تھا جو ہر حال میں پھر پورے رنے کے موڈ میں تھا۔ دوسرے پیر بہت مشکل سے تقریباً پہلے پیر سے دس وقت میں مکمل ہو بیچ میں وہ ایک در در یہ ستانے کیسے بیٹھ گئے ان میں سے کسی سے بھی پیر نہیں جا رہا تھا انہوں نے دل میں اللہ کا فکریا جب فیش نے درو۔۔۔ کی طرف قدم بڑھائے

بہتم لوگ اس دے در سے سے چنے کمرے میں جاؤ اور تھوڑا آرام کرو تھوڑی دیر میں بھا بھی مل جائے گا کھانے کے بعد دوسرے نماز پڑھی جائے گی اور اسکے بعد آرام کا وقت ہوگا اس میں سچا عصر کی سار سے پہلے تم لوگوں کو کھانا دیا جائے گا اور اس کے بعد دوبارہ بھی پڑھا جائے اس نے تنہائی طور پر اس کو سمجھا

وہ سب نے بھی کیا

عصر کی پہلی گھنٹہ کو دوبارہ اسی میدان میں آئے تو فیش اللہ کو پنا منظر پایا وہ کافی خوش رہتا تھا تھوڑی دیر میں ان سے گھل مل گیا تھا

میں اللہ سب ام بیوں سے گئے ہیں۔ منیر سے پوچھا

جب تک تم لوگ اس حال نہیں ہو جاتے کہ بغیر تھکے اس سے رہا وہ عاصد ملے۔ کو جب تک تم

لوگوں کو ان فاضلوں کی عادت ماہو بنائے

تو ضرورت کیا ہے اس سب کی؟؟؟ مجاہد اللہ نے چلتے چلتے سوال کیا

دین کی خدمت کیسے ایک بچے مجاہد کو بہت سی مشکلات کی پرانی قبر میں۔ دوست یہ تھا آسان نہیں ہے اس لیے تو کہتے ہیں کہ مومن سے یہ دنیا دور رکھ اور کائنات سے جتنا سے کیوں کہ سچا مومن دل سے دین کی خدمت کرتا ہے۔ اسے مشکلات پہنچاؤں پر چڑھنا پڑتا ہے صحت۔ پانی کے۔ یہ عموماً روتے پڑتے ہیں وہاں سب جیسے غم دور کی ہے کہ وہ مسلمان طور پر مصیبت برداشت کر لیاؤں سے یہ سب رونے کا مقصد یہ ہے کہ مشکل کو تھارے سامنے ہی کوئی مشکل آتی ہے تو تم ڈالنے دیکھنا یہ سننے کی بجائے مصیبتی ہے، رکنا ہمارا مرد نہیں ہے نہ کسی جواب۔ یہ وہ منظر ہوئے

ثام کو وہ دن ہے کمرے میں آئے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر ایک بڑی چار چار۔ یہی ترکوں کا حال کا غم رہی ہے تھوڑی دیر انہوں نے آرام کیا اور پھر مغرب کی آذان کے ساتھ ریڑھ پر گھروں کے قریب نئی مسجد میں چلے گئے۔ ان کے بعد کھانے کا وقت ہوا تو تھوڑی دیر بعد عشاء کی ریڑھ پر بھی وہ چلے گئے ہیں کے ساتھ سو گئے

دو گھر سے، میں آئے تھے تین دن بعد رحمت اللہ پناہ مان میٹ، وہ ہمارے چھوڑے ہوئے شہاب کے ساتھ نئے در سے دھڑک رہے ہوئے گاؤں سے گاؤں میں بیٹے وہ مختلف گاؤں پرستے ہوئے تقریباً آٹھ گھنٹے میں مدرسہ پہنچے۔ یہ مدرسہ بہت دور تھا اور پچھلے مدرسے کے برخلاف اسے اس میں کون کون کی بھی نہیں تھی۔ حقائق یہاں کہیں کہیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ایک ایک دو دو گھر بنے ہوئے تھے۔ اسے یہاں قریب پر اسرار مانا

مولوی صاحب یہ کوئی جگہ ہے؟؟؟ وہ جوانی میں آٹھ سالہ رہی ہیں، قریب قریب کے دو گاؤں میں گیا تھا ایک جس میں کنگر تھا اور ایک جس میں مدرسہ تھا۔ اب آٹھ گھنٹے کے سر پر بیٹھ یا کود کچھ کر حواس غنہ ہوا تھا

شوال کہتے ہیں اس علاقے کو جواب بخشہ تھا

لیکن ہم یہاں ہی کیوں آئے؟؟؟

ہم سب کو مدگی کے، موٹر پر کسی کسی جیسے شہاب کی خدمت جاتی ہے چھ مہینے پہلے رہا۔ وہاں۔ جو ہمیں کسی وقت نہ ملے گی۔ ہم جاتے ہیں جہاں کہہ سکتے ہیں اور تعلیمات پرست خود ایک نظم اور بہترین طریقہ حیات ہے جس دین پر بھی جہاں تہذیب تک قابل عمل نہیں سمجھی جاتی

نہ بیک رہا ہوا قابلِ تقلید مومن تھا جو بچہ اپنے ماں باپ سے بھٹتا ہے برہم ہوتا ہے تو غناؤں سے
 بھٹتا ہے اور اسی وقت ان سے ماٹھیں لے کر دروازوں سے خوبھی لکھ جاتا ہے یہ مطلب یہ
 ہے کہ جس کسی کو ہر مقام پر ایک قابلِ تقلید نمونہ چاہیے ہوتا ہے اور دوسرا، منظرِ نظر میں ایک بھریں نہان
 ہوتا ہے میں بھی یہی چاہتا تھا۔ ایک نمونہ بین میں نے اس دنیا کی طرح ایک میر کے انسان
 تقلید کرنے کی خواہش نہیں کی۔ یہ بھی میری کمزوری نہیں رہی میں چاہتا تھا کہ ایک بچہ اس کے
 پیچھے چلوں جو چھ انسان ہو جو ہمارے اس دین سے بے انتہا محبت، نامور ورجہ کا اسرہ ہند کی جیسے ہاتھ
 بھی رہے جو سچا عاشقِ رسول ہو میں ڈھونڈتا رہا ڈھونڈتا ہا نہیں تھے یہ کیا نامور جو ملنے چلے ہاتھ
 عرصہ تو ایسے لگا جیسے میری منزل مل گئی تھی لیکن ہاتھ عرصہ نہ آنے پہ پتا چلتا کہ میں جسے سحر میں پانا سمجھ
 رہا تھا وہ تو سب تھا اور حقیقت ہاتھ اور ہی تھی۔ اسے چھوڑ دینا کہ جسے ہاتھ رہا میں سبیلِ خدا
 نہ تھا لیکن دین نہ نہیں بہت عرصہ بھٹکتا رہا کبھی ایک کے پاس یا کبھی کسی دوسرے کے پاس جس
 سچائی پتا چلتی چھوڑ دینا آخر بڑے مولا صاحب یعنی مولانا عبد الرحمان سے مدد ان سے ملنے سے پہلے
 میں ایک اچھے اور سچے انسان اور مسلمان کی تلاش سے اتفاقاً میں ہو چکا تھا کہ ان پر کسی اعتبار نہیں
 کرتا تھا کہ وہ بہت ہی اچھے تھے لیکن مجھے لگا تھا کہ کچھ عرصہ گزرنے پر پتا چلے گا کہ وہ بھی نہ رہے
 نہ نے لوگوں کی طرف ہی نہیں لیکن میں عطا تھا چتے میں بار میں عطا تھا میں نے عطا وقت کے پاس
 گر۔ نہیں رہے سے بڑا عاشقِ رسول ہی پڑا وہ خدا اور خیر میں صلی اللہ علیہ وسلم دین سے بہت محبت
 کرتے ہیں اتفاقاً صدائے پاس رہ کر میں نے ان کے مدد کوئی خبر لی نہیں دیکھی۔ ان کا اللہ تعالیٰ فائز
 ہے۔ اپنے فرائض میں بلڈ انڈی ملتے ہیں دین کی طرف ہوتے ہیں لوگوں کو تو ہٹا دیتے ہیں، کھتے
 بہت سے میں ہی سے صاف نہیں دیکھتے۔ دین کی خدمت کرتے ہیں۔ مدد کی عبادت کرتے ہیں لوگوں
 کو علم دیتے ہیں اور یہ سب بغیر کسی ناچ و نہچ کے کرتے ہیں صرف اللہ ہی ہے اور اس کے رسول کی خوشی
 کہیے وہ آہستہ آہستہ ہوتے ہوئے اپنی زندگی اور عبادت کی جہان سے ساتے جارہے تھے وہ بہت
 غور سے فی ما بین رہا تھا کان بولنے کے بعد وہ تھوڑا سا رکے۔ ایک میں ہی پاس دور پھر دوبارہ
 گویا ہوئے

جیسے میں نے سمجھا رہے اندر وہی تلاش دیکھی ہے میں جانتا تھا کہ جب تک تمہیں کسی انسان نہیں
 ملے گا تمہاری روح بھی شہاب الدین کی طرح اچھر اچھر تلاش میں بھٹکتی رہے گی ہاتھ ملنا چاہیے
 کی لیکن لوگ ہٹکا میں کہے کہ نہی تقلید روئے اسے ہی غلط پڑا کہے۔ رہتیں بھی جائے تو اس پر چلتے
 بہت نہیں ہوں اور پھر مجھے تو مولانا عبد الرحمان مل گئے تھے تمہیں میں بھی پاتے ہیں تو کیا تم کہتے

رہے جسم کی قید بندہ کی موت تک سے روک پرندہ — نی طرف پھڑ پھڑاتی ٹیکنیں یہاں نہیں بٹنا چاہیے
 بیٹے سے مسداں کہتی ہے کہ وہ جیسے چاہے ہے دیں کی خدمت اُسے چاہے وہ جہاں کی تعلیم
 ہو وہ ملے سے رہنا بیٹے میں تمہیں یہاں سے آیا میں تمہاری شکل میں ایک اور مولوی شہاب الدین
 کہیں بنانا چاہتا تھا۔ ایسے کہیں یہاں لے آیا کہ جو مولانا صاحب مجھے بہت اچھا دیکھتے تھے وہ کہیں
 بھی گئے چائیں تمہاری طرح بھٹلے سے بچ جاوے

وہ ایک مار بھر کے تھوڑے دیر تک نہ پڑے وہ کالی لگائے ٹیلاست کا انتظار رہا تھا تھوڑی
 دیر بعد وہ دوبارہ دوڑے

وہاں تمہیں آتھے ہنگ میں گئے وہ لوگ جو واقعی دیں کے ساتھ تھے میں جو کمالہ منڈی چاہتے
 ہیں جوائنٹ نوں کو بریں آڑ میں اپنا مقاصد یہیہ استعمال نہیں کرتے
 مولوی صاحب ہا کیسے چلتا ہے کہ کوئی سچا ہے اور وہ غلط ہے ۱۹۴۴ء و اس ستانی میں بہت دیکھیں
 سے رہا تھا

بیٹے یہ کسی کے ساتھ رہے سے پتا چلتا ہے کہ جب تک آپ کسی نہایت کے ساتھ نہیں رہتے تب
 تک آپ اپنی شخصیت کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتے نہایت جیسے تھوڑے وقت کیسے خواہر ایک
 چھ اشیاں کا حول چاہنا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن کو مستقل رہا میں جانتا جلد یاد رہے یہ بہت
 جانتا ہے لیکن جو لوگ سچے ہوتے ہیں انکی اچھائی وقت کے ساتھ ختم نہیں ہوتی نہ پرتو نہ نے ایک
 مستقل حال کا پر وہ رکھتا ہوتا ہے اور یہی حال سچائی کی سب سے بڑی نشانی ہوتی ہے
 یہ کہہ کر انہوں نے گاڑی کی سیٹ سے سر کاٹا دیا تھک گئے غصہ مٹا دیا
 دیر بعد وہ سے بچتی گئی

چھوٹے مدرسے سے — مدرسے کا ساتھین مال کے عرصے میں میں چلا گیا ہے وہ سرکاری
 تہہ مخنی میں پڑوہ ابھی چل رہا تھا اور پناہ لے لی ہے منزل تھا
 کتنا مشکل بٹتا ہے کسی نہایت بیٹے یہ نہ چنا ورماس بیٹا کہ جس غریب ویر — جوش ارجہ ہے سے
 نکلتا تھا سکھ میں کوئی سے ہی نہیں اورا کوئی ہوگی بھی تو بہت بھلا تک ہوئی
 در منزل کا بھلا تک ہیں وہ ہاتھوں سے دیکھتا آ رہا تھا جیسے جیسے اس پر حقیقتیں آشکار ہو رہی تھیں
 وہ وہ بچہ دن

میں پانچ دنوں نے تصور سے وہ ڈرتا میں نے مدرسے سے جھٹک میں خیال بودا سے نکال

اس جہل کو نکال سہیل بن ماضی کے تصور سے نہیں نکال سکتا

صبا میر نے لڑے بیگ میں رکھ دیا ۱۹۹۳ء رمضان میں ٹریننگ تو چھ ماہوں کا توڑت تو سب دسپ تھے میر پناشہ رحتے تھے وہ ڈوولی رسل جہد کی لڑ بھائی سنی کیوں نہ رہے ہیں پر ہورتی سے وہ غصہ ہوا ہاں میں میں تیار ہوں ناشتہ بنا لوں درنگل جاتا ہوں نہ دہری کھینچتے تھے ہوں تم ناشتہ میں نہیں رہتی صبا میر ۱۹۹۳ء لڑے درپر انھیں ناچا بلاتو نہ مر میں ڈالتے ہوئے ہوں میں اپنی درکامی کے ساتھ لوگوں آپ میں ابھی وہ کپ میں چاہے ڈالتے تھے ہوں ان میر سے نہ تھ رہی تھی اس نے انہوں کی بھی میر نے قریب رہی وہ بیٹھ گئی رسل نے پیسے رشتی ہوا چاہے کی چاقو نما ضرب سٹال میں بناتی ہوں پیسے وہ منٹ میں بن چاہے گا رسل کی لڑے نہ طرف نہ جتے ہوئے ہاتھ کود کچھ کروا جلدی سے پیسے لڑے بنانے جیسے سٹل کھڑی ہوا پر شہر تو وہ پیسے ہی دو بنا چکی تھی اور چاہے سنی رہا نہ تھا ابھی چھ ماہوں کے وہ وائی اور جہد بن سے نہ تھا ان کے لڑے آنا یہ کہ رسل آپ نے ابھی تک کہا تھا شروع ہی نہیں کیا ۱۹۹۳ء وہ بن ہوا تم نے کہا کہ دوست میں آ رہی ہوتا میں کیسے کیوں کرنا چھ ۱۹۹۳ء مسکراتے ہوئے ہوں گھوڑا بند کریں رسل وہ ناشتہ نہ میں جہد کی سے وہ وال توڑتے ہوئے مسکرتے ہی دیکھ رہا تھا وہ منوکی سے سے ہوں نصیحتی وائی بیوی سے اللہ ہم شریف بند کو پناہ دے بندہ دیکھ بھی نہیں سکتا اتنا طرف لڑے نہ ہوں مر میں لڑے اور چاہے کے سب پیسے لگا ہاں نہ پناہ لڑے بین شریف بند کو آپ کو نہ کیوں بچاتا ۱۹۹۳ میں شریف نہیں اب کیا ۱۹۹۳ اس وقت نہ تھے میں بنا آپ جہد کی رہا ناشتہ لڑے فکر نہیں کہ دوست چاہے نہیں بچتے چاہے گاہیں رسل کو تو جیسے ہوا فکر ہی نہیں تھی وہ تو بھی بھی

بٹناری فی موڈ کے ساتھ ہی ماثیتہ کر رہا تھا

رہے تھے۔ تو رہا سوں۔ ایک ساتھ مارا لٹا اور یہ ٹھانڈی لکڑی ۲۲۲

ماثیتہ کر کے اس نے جوتے پہنے ہالہ دھڑکی اور وچر سوئے چکن یہ کافی ٹھنڈی تھی۔ اس صبح میں کافی
چھ لگ رہا تھا وہ۔ جیسا نے دل ہی دل میں مانا، اللہ نہ گریبے نکلتے۔ پہلے جیسا نے جو پتے سے
ہی آیت لکھی کاورک ہی تھی جسے وہ چھوئے
جہاں رو کر ہی جہاں کیا میر۔ اور پر ۲۲۳

ہالہ جہاں رہی سوں تاکہ آپ عید ٹھاکہ اور جہادی۔ سے واپس آجائیں وہ پتے مکر تے بچے
میں بون

دروہ چاہے ایک ہتے کہتے۔ وہ کر۔ میں آجائیں۔ بھی ٹھیکے میں اور واپس۔ کے مائے میں
کافی وقت تھا اور پھر باہر جھڑکی تھی ما

بھانے دوڑے کی مشق کرنے ہوئے ڈیزل مہینہ نے کوئی انگلیٹا نے کی اور در صبح مائے کے بعد وہ
یک ڈیزل گھڑنے نے کی مشق کرتے۔ وہ پھر ٹھیک اندر کے ساتھ اس کھلے میدان میں آجائے۔ اب وہ
دو پہر۔ سے پہلے میں پھر کھاتے تھے اور ب۔ کجائی مشکل۔ بھی نہیں ہوتی تھی

نشانہ۔ ہنے میں مجھ۔ سو تو پہلے ہی حاق تھا بس تھوڑی سی محنت کی۔ ضرورت تھی لیکن ہ تو تے
دو پہر کے بعد سے باقی وہ سرت بھی پاتا۔ یہ لگے تھے نشانہ کا کا صدر بڑھاتے بڑھاتے مہلوں
قدرت۔ سے کافی اور مانا تو تپ چا کر نشانہ مچو کتا لیکن عید کا تپ تو تپ بھی نہیں تو کتا تھا۔ کا
نشانہ تو تپ ہی چو کتا تھا جب نشانہ۔ سے نظری ما آئے۔ نشانہ نے کو پتے کر کے بعد مولوی صاحب
یک دو رہیں وہ بندو کی سے۔ وہ۔ دن کی تھوڑی دوڑ ہوئی۔ اب وہ اس بندو کی سے نشانہ سے کی
کوشش کرتے۔ پہلے پہلے تو نہیں بہت مشکل ہوا لیکن تھوڑی سی محنت کے بعد ان کو اس بندو کی پہ بھی
و مشق حاصل ہو گئی۔ نشانہ نے کے معاملے میں پیش کی طرف ال سب سے آگے بڑھی تھا نشانہ
بعد صبح سے پہلے کواں مشکل ہیں تھا

پتے تم کو فک کی نشانہ کی در جسم کی مضبوطی کی تربیت میں ہو گئی۔ سے گلا کا مشق کرنے
سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ پتے۔ رہو۔ اگر گھڑا چاہتے ہو تو ملے ۷۷

آج کی تربیت میں ہونے پر بڑے مہاراج صاحب خود ان سے ملے آئے۔ نئے۔ ویسے باہر بچے
کے اس انکادوں۔ تھا تھا مسجد میں لیکن ان پتے۔ سے وہ کبھی کبھی لگتے تھے۔ نئے۔ وہ پتے۔ اور باج

سمجھنے کی کوشش کرتے تھے

گھر جانے کی بات پر وہ سب ہنسا۔ خوش ہو گئے مہار کوٹلی راتوں سے ماں کی یاد آ رہی تھی۔ یہ نہیں وہ بھی ہوں گی؟؟

حیدر بھی اپنے گھر کو بہت یاد کرتا تھا۔ آخری رات کو پے گھر گئے ہوئے پانچ مہینے ہونے کو تھے اور اب تو وہ در سے نو چھوڑ رہا تھا بھی آگئے تھے

دو۔۔۔ ہی دور انہوں نے کپڑوں کے ایک دو جوڑے، ٹھائے اور اپنے بے مرقوں کی طرف رو بہ ہو گئے

رحمتے میں تیری مٹائی۔۔۔ بنا چاہتی ہوں بس اب تو وہیں جا جا دھری رہے۔ یہ کہیں کسی کو بولوں گی کہ میرے مافوق فرائض اور عام اپنے ورثے کے دلوں، کھانا، اچھا رشتہ ملے گا۔ وہ جب بھی آتا تھا حیدر چاہتی ہوتی کہ وہ واپس جا جائے

پچھلے تین سال میں وہ سب آئے۔۔۔ گھر، گھر ہی گھر چاہتا تھا۔ ایک سو در سے کے تو میں کافی محنت تھی کہ وہ تیری جہن میں آسکتا تھا۔ وہ در سے سے تیار تھا کہ تاسف کے مشکل ہی ہو جاتا۔ پہلے مریضے میں تو وہ تیس چار مہینے بعد آتا تھا کہیں پھر یہ مریضہ بڑھ گیا۔ اور اب کی بات تو وہ تقریباً چھ مہینے بعد رہا تھا۔ یہی مال کے باقی دوستوں کا بھی تھا۔ سات آٹھ بچوں میں ایک وہ بچی کی مٹائی کیسے بھی تھا۔ جب وہ گھر سے چلا جاتا تو ان کے پاس اس سے رہتا کرنے کا کہاں رہتا تھا۔ یہی حیدر نے سے پہلے ہی کہا تھا کہ پورے تیس مہینے بعد وہیں مٹائی کی تاریخ وہ رات آئے۔ یہی نہیں مہینے بعد وہ آئے۔۔۔ وہ پورے تیس مہینے بعد گھر پہنچا تو گھر میں تیسری مٹائی کا سماں تھا۔ سوقت وہ تقریباً تیس سال کا تھا

اب وہ میں مال کا ایک جہن تھا۔ تین بیوی صحت و وسعت سے بچھیں مال سے کم نہیں لگتا تھا۔ بے بڑے بھال، اصغر سے قبور یا وہاں تھا سنا اور فضل اللہ سے ملے لگا تھا

ماں یہ کہہ کر رہی ہو؟؟؟ پاگل ہو یا؟؟؟ تیری مٹائی یہی سے وہی مٹائی مٹا بھی نہیں چاہتا۔ وہ حواس باختہ ہو کر بولا

تیرے تیری مٹائی نہیں رہتی کہ؟؟؟ فضل اللہ نے گھور، کچھ طرف دیکھا

اب رہتی ہے نہیں بھی اب اصغر چلتا ہے۔ اکیں دوتا

لیکن صفر سے چھ مہینے کی سچا جہن ہیں وہ پہلے بھی تیری اور ان کا عمر میں بہت بڑا فرق نہیں

ہے اور پھر سے پہلے میری شادی ہونے پر وہاں مشائش بھی نہیں ہے جمید نے چننے مشائش کے سارے
تہہ بھینکے

بیان ماں میں بھی شادی نہیں کر سکتا، اب آپ ہی سمجھیں ماں کو، اس نے پر میڈ نظروں
سے فضل کی طرف دیکھا

تیس تیر کی تو یہ گھر کی طرف سے کاں سے بہترین طریقہ کو مل نہیں ہے کہ تیری شادی کر دی
جائے شادی ہوگی تو رمدہ داری پڑے گی اور تیرا دھیان بھی گھر میں لگ جائے گا فضل نے بھی مدد سے
نکار کرتے ہوئے تیس کی طرف قمار کی

باؤں میں ہوا خدا کام تو نہیں رہا ہوں میری تیغ ہی کر رہا ہوں حیدر کام ہے آپ ہی دن
خوبش چمکی کہ میں ایسا خدمت دوں ۲۰ سال تک یہ تھا

ہاں نوام سے یہ نہیں چاہتا کہ تم، خدا رہے، چاہو کہ بیٹیوں میں بیٹیوں تمہارا چٹائی مایہ ہے یہی حدت
ہے، یہ جان نہیں بھی تو سمجھو، فضل تہہ ہو۔

باؤں

وہ رک گیا سے یاد آیا کہ سے تھی سے تاکید کی تھی تھی کہہ رہے کے معاملات دروہا ہونے والی
کئی بھی چیز کے بارے میں گھر والوں سمیت کسی کو بھی علم نہیں ہوا چاہیے کیوں کہ اس سے پھر معاملات
خراب ہوتے ہیں

ہاں تم ۱۹۹۹ء جمید نے سوا بیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا

نچو نہیں، ماں آپ سمجھتی ہیں ہر بے صبری بات کو میں سمجھ رہا ہوں کہ میں بھی شادی نہیں
کر سکتا اور میں کو مایہ نامہ نہیں کر رہا ہوں، کچھ عرصے بعد میں وہیں آ جاؤنگا تو جب دروہا میری شادی
لیکن بھی نہیں کر سکتا اس نے دت کو گھبراہٹ سے تو کسی طور نہیں ہو سکتا تھا کہ بڑے مور، صاحب نے
گھنا کید کی ہوا اور وہ اسکو نہ نہیں

دروہہ ٹھہر کر سے مایہ نکل گیا، وہ مایہ پر شیر دہن تھا، سے چہ ماں ماں، میں سمجھ
تو بھی نہیں لیکن وہ فی ان ل شادی بدھل نہ نہیں چاہتا تھا، سے نہیں تھا کہ کمال ماں نے مایہ سے
رہا وہ دن گھر سے وہ دروہہ دت سے ایب کہہ ہے اور وہ صرف یہ چاہتی ہے کہ وہ صدی گھر آئے سرے
وہاں نے پکا دروہہ بھی یا تھا کہ اسکو وہ دروہہ دت میں مینے بعد گھر آئے سرے گا، وہ بڑے مور، صاحب
سے بات رہے گا، اس سے صحیح ہونے تک دت فان دت وہ بھوں بھی نہیں

نہیں ہونا ایسے ۱۹۹۹ء دت کے تیسرے دن ہی چہ وہ چہ وہ تہہ سے مل کر دت گھر

آیا تو جمید کو نیم کے درخت کے سارے میں چار پال پہ بیٹھے ہوئے دیکھا وہ ادلی خوش لگ رہی تھی وہ بھی
سکے پاک جا رہا تھا گیار

کیا ہوا اس؟؟ خوش لگ رہی ہو اس نے چھیر

تو خوش ماہوں کیا؟؟ ترکی دکھائی ہے میں نے تیرے لیے وہ خوشی سے ہوئی

کیا؟؟؟؟؟؟ وہ چپختے ہوئے تھا

یہ کیا صدر ہی ہو ماں؟؟ میں نے جاتھا کرٹھے ابھی ٹاؤن نہیں آرا وہ شدید ٹھسے میں تھا

لیکن کیوں رہتے؟؟؟؟؟ بہت کون دیر بھی نہیں سے وہ اس ہو پورا

ماں تجھے جسے ن فورتوں نے کہا کہ کال ٹاؤن کی رہو یہ تھرر ہے لک جانے گا در آپ شرع ہو گئی

ٹائی رہنے جب کہ میں نے جا کرٹھے پہل کرلی تھی وہ دھما دھما تھا

لیکن تم نکار کیوں رہ رہے ہو؟؟؟؟؟ وہ بچا رہی ابھی بھی سستے ٹھسے دی وہ کچھ نہیں پال تھی

ماں میں نے ہانا کہ میں نہیں کرنا تو پس زلی آپ رہ رہتی کیوں رہی ہیں؟؟؟؟؟ رہا لک گیا

جمید بننے میں طرح اس سدا پکھ رہی تھی

ماں میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں کر لکھا ٹاؤن کی رہ رہ رہو کو ٹاؤن آپ کہنا رہا تھا

اس بار وہاں سکے پاس پہنچتے ہوئے آست سے پورا زمین کا موٹی سے سے دیکھت رہی اور وہ ٹھو

کر ترے میں ہو گیا

ابن ناہا، گھر میں موجود چار خواتین درخت اللہ نے بہت کا موٹی سے کہا یہ فضل اللہ ایک

دوست کی عیادت اور ایک جاتے دے کی تعویذ سے بچے گھر سے لکا تھا اور ان کے کھانے میں شریک نہیں

ہوتا

بہ عمر کے اس حصے میں فضل اللہ نے کام سنا پھوڑا تھا سب وہ تو گھر پہنچ جاتا اور وہ کسی

کے دکھ یا خوشی میں شریک ہونا سارے چاروں بیٹے سب کام کرتے تھے اور سب کی ادلی

در رہ رہا تھا سوجنا تھا سب گھر میں اتنی تکی نہیں رہی تھی تاہم کاہا سب نے ایک ساتھ جی جی

کیا بات سے رہتے؟؟؟؟؟ تمہیں سنا ہی سے تھا مدد یوں سے؟؟ فضل کو بہت دی رہاں س کی

ر رہا بات پہنچل گئی تھی

وہ بھی سنا ہی نہیں کر لک میں سمجھ کیوں نہیں آتی آ کیو یہی بات وہ پھر بھٹے سے کھڑے

لگا

کیس دیا فضل نے چھہ ہنا چاہا

ہو آپ سب کو نکالیں شوقی جتو اصرار کرو دیا،
 لیکس ام تھرائی پیسے سچا ہے میں اور لکھنے میں شام میں
 بھائی آپ لگ چھوڑیں جسے سب بات کہہ؟ انہیں مان رہا تھا
 میں ام بھیل چھوڑ سکتے ام چھوڑ چکے تب چربوٹا نے گا جمیدائل بچے میں بود
 ورہ انا دھور چھوڑ کر کہے میں آکیہ پتا نہیں سب کو کیا ہو یہ سے چاگل ہو گئے ہیں
 کیا ہے؟ اس نے تجھی سے سوچا

اس بابہ حل نہیں ہے کہ میں غل صحیح علی یہاں سے چاہا ہوں، سے جاں چھڑنے کا ایک آخری
 حل سوچا ورنہ ہی سوچنے سے اس نے بے پڑے تھیلے میں ڈال دیے رات بھر مار پڑا نہ سب
 سردی سے ٹھنڈے ہوئے تھیلے میں آئے دوا چنے پنے کمرں میں بستر دیں میں دیکھے تو وہ اصرار نہ کہے۔ میں
 سوتا چھوڑ کر اپنا تھیلہ اٹھانے باہر نکلا

ماں میں جا رہا ہوں کہہ یں، طرف سے آتی جمید سے ہو،
 کدھر جا رہا ہے؟؟ چاگل سے کیا؟؟ مگھی نو پھنڈیاں دیکھی ہیں تیجی
 جھدی آؤنگا اب منہ منہ، اور تیرے ہاتھ تیرے گھر سے نکلے یا جمید پیچھے سے آؤ یں تیجی
 رہ گئی لیکن میں نے مڑ کر نہیں دیکھا، ٹاڈی سے منہ ملے کو وہ ہنسی پر دود پنا چاہتا تھا
 نوکھٹے کے سترے بعد وہ ایک تریہ ت گاہ میں پچھوٹا موٹی نے بنا منتہالی کیا اس گھر میں مقیم
 لگ بھگ تیار ہو رہے تھے

وہ ناموشی سے اپنے کمرے میں گود بستر پر رہا تھا
 آٹا لکھو دو رہا مگر یہ کی آؤ رہے تھیں، سے عصر کی، رہیے انھوں نے آؤ تھا
 دھوئے وہ مسجد میں رہ پڑے تھے

ہرے مورنا صاحب نہیں جا رہے میں نے پڑا تھا، آیا تو تھوڑی دیر بعد گھر نے امداد دی۔ وہ
 مایوس گھر میں ہے۔ مورنا صاحب کے پاس چلا گیا

وہ جس جگہ کی کیوں آئے ہوئے؟؟ پیٹھے کے بعد انہوں نے پوچھا
 کچھ انکی حامل وہ نہیں ہے مورنا صاحب اس گھر والے ٹاڈی کرنے کسے مجبور کر رہے تھے
 میں یہاں چلا آؤ

تو تم ٹاڈی نہیں مرا چا جے کیا؟؟ انہوں نے پوچھا
 سے جیسے سوئے کا سب لگ گیا۔ تو سب گھر کا تھے تھے غراہ سوال کیوں کیا؟؟

آپ تو سب چھوہاتے ہیں میں شادی کیسے کر سکتا ہوں؟؟؟ ہاں مست سے ہو۔

شادی نہیں ہو سکتی؟؟؟ انہوں نے پھر سے جی ان کیا

موصی صاحب آپ تو خود کہتے ہیں کہ تربیت میں ہونے کے بعد مجھے جو دیکھے بیجا چاہے گا۔ اور بھی تربیت ختم بھی ہونے والی ہے۔ اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ مجاہدین کی زندگی ورموت کا کوئی پتا نہیں چلتا تو یہ میں میں شادی کیسے کر سکتا ہوں؟؟؟

ہاں یہ سب میں کہتا ہوں۔ لیکن تم نے جو نہیں کیا میری حالت پر غور نہیں کیا ہے کہ مجاہد کی زندگی ورموت کا کوئی پتا نہیں ہے تو یہی مطلب تو نہیں کہ ہر کوئی مجاہد شادی ہی کرے۔ زندگی کا پتا نہیں چلتا ورموت کا بھی نہیں چلتا اور زندگی ورموت کا تو اس دنیا میں کسی کا بھی پتا نہیں چلتا۔ وگت سمجھنا ہے بھلاش بھلاش سوتے ہیں وہ چاہے ایک سے ملک موت آئے۔ روح قفس رہتا ہے بھی کوئی عاقل ہو جاتا ہے۔ و یہی مطلب تو نہیں کہ کوئی شادی ہی کرے۔

لیکن موصی صاحب ام لوگوں کی زندگی تو ہر وقت خطر ہے میں نے پھر کیوں کسی کو پتہ نہ تھا جوڑوں کے نکلے وہ بھی مجھے بددعا دینے لگے

بیٹے تمہاری میری زندگی کو ہر سے جیسے ہی زندگی سے زیادہ خطرہ تو نہیں ہے۔ کئی زندگی یہ دو خطرے میں تھی۔ جہاد و سے نکلے دشمن یہودی نکلے دشمن کا نکلے جان کے رہے۔ کوئی دشمن نہیں تھا۔ انکی زندگی بہت خطرے میں تھی لیکن انہوں نے پھر بھی نکاح یا اور ایک بھری کیسے کیوں کہ یہ بھی اللہ کا ایک دیدہ بخت ہے۔ اور سب لوگ یہ نکاح ایک فریضہ ہے جسے پورا کرنا ہے۔ اور یہی مدت زندگی یہ دو نے اتنی ہی کوتاہی ہے بیٹے تمہاری بیوی میری زندگی کا ایک مجاہد کی بیوی بنے گی جو کہ پتا نہیں ہلے اسے یہ بھی جنت کے حصول کا ریلوے ہے گا۔ وہ تمہیں بددعا کبھی نہیں دے گی کہو جیسے کہ یہودیوں نے ہمیں بددعا دی؟؟؟ ہمیں کیا کیوں کہ وہ اسے یہ رحمت کا ریلوہ تھے

تو میں کیا وہ؟؟؟ وہ جیسے کہ ہاتھ رہا تھا۔ آپ عظمیٰ پر رحمت

تم نے اپنی ماں اور باپ کو مارا تو کیا ہے تم نکلے صبح ہی صبح دو رہا رہا ہو جا اور جانے چاہتا ہے۔ آپ سے معافی مانگو ورنہ کی کیسے ہاں کرو۔ اور بھی جوش ہوا میں گئے۔ اللہ بھی

موصی صاحب وہ چاہتے ہیں کہ شادی کیوں تاکہ وہی نکلے پاپ رہا رہا یہاں کا سب ہاتھ چھوڑ دیں۔ وہ دلی بی بیوت رہوں پر سے آیا

یہ جو دیں سے مانگے یہ بے عاقبتوں کو خود جانتا ہے۔ ہم ہاتھ بھی لو۔ دینا اور نکلے خدمت سے ہم وہ نہیں دے سکتے۔ اور اب سے بڑی خدمت چاہا ہے۔ سمجھا تم اس وقت پر پریشانی ہو کہ تم

مجھ رہو کر کھڑے ہوا گئے گھر وہ بیٹھے ہیں جس میں صد کی محبت کا چسکا نہیں پڑا تھا تم بھی دور نہیں
ہو گئے یہ میرا دھڑا ہے تم سے

وہ نا سوش رہا فیصلہ ہو چکا تھا وہ ٹھیک تھا کہ رہے تھے
دور وہ کسی صبح میں نے وہ دیکھی پڑوس کا ٹھکانہ تھا اُٹھ کر رہا وہ مورعہ صاحب نے سے ان
ورڈس کی سر پر چھٹا رہا وہ بھی جوش میں صدمہ ہو گئے تھے

ماں ٹائی کر رہا میرا ۲۰۰۰ سے پور
کیا ۲۰۰۰ جمید کا سردار ہے خوشی کے ہلکا ہلکا گھر رہا
تو واقعی بچ آج رہا ہے رشتہ ۲۰۰۰ ٹائی کے نام پر سکے اس شدید عمل کے بعد سے یقین نہیں
آ رہا تھا سو کل غصے میں ٹٹلنے کے بعد آج واپس آیا تھا اور شرمندہ تھا
ہاں ماں میں کچھ نہیں کہونگا کر دیں آپ جہاں بھی چاہتی ہیں وہ نظریں پچی کیے میں کسی
گھوڑا ہاں

میں نے ہی تیرا سے بات کرتا ہوں وہ اپنا دریں چپا سے ماتیر جتیرا سے دیکھ کر
یار ہے اس کی عیب بہت پسند ہے مجھے وہ بہت خوش تھی۔ شاید اس خیال سے کہ بڑا مہیا سکے پاس
رہے گا یا پھر اگر پاس نا بھی رہے تو جلدی جلدی ضرور آیا کرے گا

غصہ ہے لیکن ماں میری جھنجھٹھوڑی کی ہے اب دوستی دن بھر میں چلا چلا گیا
تو چپا تو پتا ہوتا چھوڑ دیا۔ سب رشتے کی کولت سے گئی تو تیرا چھٹا بھیج دے گا پھر تو آ جا
اس نے ایسا حال بنا دیا جو بظاہر تو بہت آس پاس تھا لیکن حقیقت میں بہت مشکاک تھا اور خاص طور پر اس کے
سے پہلے تھی۔ یہ تاکید بھی کی تھی تھی کہ کچھ بھی ہو جائے ہے بھکا ہے دور رہے کے دورے میں کسی
کو نہ نہیں رہا۔ اور وہ ان پد بات نا پند تھا

غصہ ہے اب اس دور ٹھوڑا سا نقل گوا جمید سے جاتے ہوئے دیکھتی رہی
دات کو جمید نے افضل و ساقی چاروں بیویوں سے بھی دات کی وہ سب تو پوسے ہی سے ملتی چاہتے
تھے سو بہت خوش ہو گئے

جمید تو ریس کے طائرہ کو کسے کل ریس کے گھر طائرہ دات سے منع نہیں رہی گی افضل نے
مجھ سے دیکھی

دور رہے اب ہی جمید رشتہ کو سے دور میں اور پھر کے گھر چلی گئی۔ یہ کاروبار ہے پیٹے

رحمت اللہ علیہ ہاتھ

دریں کیفیت ہمارے نظر یاد دہانی ہوئے کہ تھے بے چارے، نے ایک بڑی بڑی دھڑکی
بڑی چھوڑ دی تھی۔ جسے بعد میں نے تین دنوں میں دیکھا تھا کہ وہ بڑی بڑی
بڑی بڑی دھڑکی لگاتا تھا اور ہمیں خود گاہی کے واسطے اس میں صدمہ وغیرہ کرتی
تھی گھر کا تر رہا ہائی مشکل سے چلتا تھا۔ اور اس پر سے تین سو تین سو تین سو تین سو تین سو
تو ہاتھ پائی پھول گئے تھے

پھر نے اسے یہ ہاتھ دے دیا تھا لیکن حیدر خان بھی کہہ دیا کہ وہ اب بھی نہیں کرے گی۔ رحمت
اللہ کا رشتہ کے تئیں میں یہاں کا تھوڑا سا تھا

میرے تھے دو رحمت اللہ کا بیٹا چار گھنٹے بعد اسے دیکھا کہ اس کا چہرہ تو نہیں تھا لیکن ایک مہینے
بعد آئے اور وہ کر کے تھی گئی

میں نے دوسری بھی آچکے تھے۔ اس کی تربیت کا دوسرا دور شروع ہوا تھا
مولانا صاحب سے کہہ دے کہ تم لوگ مانتے کے بعد میرے بیٹا سے تیسرے گھر میں چلے
جانا وہاں کچھ مایہ ایک شخص نے کہا کہ وہ لوگوں کا انتظار کر رہا ہوگا مولانا صاحب نے اسے تم سب
کے بارے میں بتادیا ہے مگر میں نے صحیح مانتے ہوئے اطلاع دی
وہاں سے فارغ ہوئے تو ہدایت کے مطابق اس گھر سے دائیں طرف تیس گھر چھوڑ کر چلے
گھر میں چلے گئے وہاں اتنی ایک شخص کا نظارہ تھا لیکن وہی چھٹی اس مایہ کی مددگی میں
دوسروں میں دیکھے ہوئے لوگوں کے برعکس مایہ کی شخص کی داڑھی تھی اور مایہ کے بول بے تھے وہ
ایک ری پر بیٹھا کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ ان کی نظر کر رہا تھا۔
سدم و شکم اس کے پاس گئے تو ان کے سلام کرنے سے پہلے ہی اس نے پرجوش لہجے میں
خود ہی سلام کر دیا

بیٹھو بیٹھو اس نے ان کو بیٹھنے کا کہا اور اس کمرے سے ملحقہ کھن میں چار گھنٹے تھوڑی دیر بعد واپس
آیا تو ایک کمرے میں چائے کے چھاپے تھے۔ وہ میرے پر رکھے دو بورہا کر کے لے کے کچھ نوارات لے
کر آیا

مجاہد اللہ نے یہاں پہلی بار چائے دیکھی تھی ورنہ یہ لوگ ہم چائے ہی پیتے تھے۔ سدم کے پاس
تھا تو بھی میرے چائے دیکھا ہی نہیں چائے پانی نہیں۔ کچھ میں بہت دیر گھر کا تھا تو وہ دھواں چائے

جیتا تھا لیکن آج بیکار و ریہاں دیکھ رہا تھا۔ اور سب تو اتنی عداوت جیتی تھی کہ دودھ و پچھلے مر بھی نہیں دیتی تھی

چاے سے وہ بھی بھاری ہو رہی ہے۔ وہ ہلکا۔ دغیر ہامیر پر رکھتے ہوئے ہور

ورہا جو بھی جیتی رہی پہنچو

یہ نام نکلیں سے۔ انکس نکلیں احمد پیشے کے کارڈ سے تو میں اسے نہیں لیکن جیسے چھوڑ نہیں کرتا۔ فہ کوئی کی رہی بکریوں کا علاقہ رستا میں شہر میں یہ لوگوں کو مدد فراہم کرتے ہیں۔ میں ایک دیکھا۔ سب سے وہ ہاتھ میں چاے کے بلکے بلکے پتھر رکھتے رہے تھے

تم لوگ تھے، ہے، ہے ہام ہما

ایہ حرہ

عمر فاروق

سیف

مجاہد

علی دیر

سب نے چہا ہما ہے۔ وہ مکرے ہوئے سنتے رہے

گرم لوگ میرے جیسے کو دیکھ کر جیر الی ہور ہے ہما و یہ سوچ رہے ہو کہ میں یہاں رہنے والوں جیسا نہیں لگتا۔ بے منزل صحت رہے ہو میں کی ہے۔ کئے جیسا نہیں خفا کہ میں یہاں رہتا نہیں ہوں۔ میں شہر میں رہتا ہوں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ میری سوچ میں کوئی تبدیلی آتا ہے۔ میں فرق یہ ہے کہ اگر وہاں پر میں رہی رکھ لوں اور وہاں ہے کر لوں تو لوگ دور بھاگنا شروع ہو جائے ہیں۔ اسیے لئے جیسے جیسے میں رہتا ہوتا رہے۔ اب جو دو چوک جہاں یہ اور ملت یہ عمل رہے۔ بے لوگ دور بھاگتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کی حق بات کیا ہوگی۔

سب یہاں کیوں آئے ہیں اور میں میرا نام سب نے آپ کے پاس کیوں بھیجا ہے؟؟ حیدر نے

سوال کیا

میں اسیے میں آ رہوں کہ میں یہاں آتا رہتا ہوں اور تجھے سکے پیسے ملتے ہیں اور آجکے اسیے

بھیجا ہے کہ میں اس بار آپ ہی کیجے آ رہوں

وہ کافی دیر سا بڑا وقت لے رہا ہے تھے۔ بچوئی دیر میں وہ غلے ساتھ یہاں سے جیسے وہ پر نے

دور۔۔۔ ہیں۔ کافی دیر تک وہ ہاتھ کر رہے۔ سب سے گاؤں کی باتیں کرتے غنیمت میں

کھینچ گئے پھر جسے سدر سے کی باتیں ہوتی رہی تقریباً دو گھنٹے بعد وہ اٹھ گئے در پہ گھڑا دیں آگئے
کیونکہ گھڑی ان کو ملائے آ رہا تھا

دکتر فکیل کو چھوڑ کر جانے کا ان میں سے کسی کا بھی دل نہیں کرو رہا تھا۔ وہ غصے سے جیسے کہتے
عمر بعد وہ سب ایسے دل خول رہے تھے پھر ڈر نہیں غصے اور یہ سب نہیں بہت چھالکا تھا
وہ ایسے آئے تو سنا جی سخن میں بیٹھے انکا انتظار رہا ہے تھے

ڈاکٹر صاحب تجھے لئے؟؟؟ انہوں نے پوچھا

جی ساری بہت جیسے ہیں نے ساتھ بہت ساری

چلو چھوٹے بابا کا دیر سے تھا۔ وہ لوگ پھر سے اس تہہ خانے میں چلے گئے
وہاں سے تار نے ایک در طرح کا بدوق بھاڑا اور انہیں لے آئیں۔ پھر میں آگئے
جہاں وہاں نے کی مشق کیا کرتے تھے

اسکا ستر گن کہتے ہیں۔ وہاں بدوق سکے رہے میں جانے لگے

تم لوگ کسی نیچے سوچتے سوچتے تھک جاؤ اور یہ فہم نہ ہو پائے کہ وہ عجیب سے یہ
خط لیا۔ جس کو مل کام کرنے کو اور کچھ سمجھنا۔ یہ پھر کو مل کام مطلق نصیب لگے نہیں دلی مطلق
ماہور ہوا۔ یا غصے کی فطرت والی مطلق خاموشی کی جگہ میں بیٹھ کر چلا کرو۔ جہاں مطلق خاموشی ہو مطلق
انسان آپکے آس پاس ماہور اور پھر اس خاموشی میں آنکھیں بند کر کے غور سے وہ سوال پوچھ لیا کرو۔ انہیں
نرا جواب خواہی مل جائے گا۔ یہ جواب ہوتا ہے ماں میں لدا کا مصلیٰ ہے تو دل سے پچھا مطلب نہ
سے ہی پوچھ لیا ہے۔ سنان ایک دھڑلے سے در کھٹا۔ دل بھی کھل کر ہوا نہیں کرتا۔ اسے پاس کرنے کو۔ ف
وہ کام ہوتے ہیں۔ سو تو یہ انکار کرتا ہے۔ پھر خاموشی رہتا ہے۔ تو اگر کوئی کام لھیک نہیں ہے۔ وہ ہمارے دل
کو یہ سہ نہیں ہے۔ تو سوال پوچھنے پر صاف انکار آئے گا۔ اور اگر کوئی کام سے یہ سہ ہے تو پوچھیں۔ پر یہ کچھ نہیں
لے گا۔ خاموشی ہی رہے گا۔ پھر ہم سوچتے ہیں کہ آہ یہ عجیب ہے۔ یا غصہ نہیں لگتا۔ جس چیز میں
مرد سے خاموشی کی آواز آئے۔ مطلق گہری خاموشی تو سمجھ جاؤ کہ تم کسی خطہ رہتے یہ نہیں ہو سنا۔ اور مرد
خاموشی ہی اس بات کا قرائن ہے کہ آپ ٹھیک رہے ہیں۔ آپ لوگ خود بخود یہ ہیں اس کا انہیں
چاہیے اس خاموشی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہی انہوں کی ایک بہت بڑی ہر آپکے سر پہ میں سہ رہا
ہو جائے گی اور آپ ایک ال الہ سکون محسوس کیجئے۔ یونٹ آپ نے خود بخود کی مرضی کے سپر کیا ہوگا
انہیں ڈاکٹر فکیل کے پاس آتے ہیں آخری دن تھا۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایک بہتر رہ

کر چلے ہاتھ لگے اور کل وہاں جانے والے تھے ڈسٹرکٹ کلکٹر کی شخصیت سے وہ کافی متاثر تھے غی و تمیں
دلوں کو چھوٹی تھی۔ سب کو وہ دیکھ کر ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ یہاں وہ ایسے جان پتے تھے
کہ غمے رہوں میں ان عیوب کا سیر ہے بیان جب بھی وہ ان سے مل رہے تھے واقعی لوگوں کی ایک
ہر جہ میں بھلی ہوتی تھی

کافی عرصہ رہے وہ میں آئے تو انہیں ایک گھنٹیوں کو سلجھانے کا طریقہ بتل گیا تھا۔ اب
وہ بہت پر سکون تھے۔ اس ایک نئے کے دوران انہوں نے ڈسٹرکٹ کلکٹر سے ان سب باتوں پر بھی بحث کی
جس کے بارے میں وہ کبھی کبھی بدیشاں رہتے تھے جیسا کہ مجاہد خدا کا ب سے پیدا بنا قاری، رئیس
جوا سے ہمیشہ ایسی کسی بھی چیز سے منع رہا تھا جس سے کسی کو نقصان پہنچے گا ہے، اسے وہ بدوہ کلا ہی
کیوں نہ کہ دیکھ کر اس حیدر جو ہے۔ وقت چنے پاس رہنے آئیں سوچا۔ جی تھی تو سنا حق
ضروری تھا کہ ان کا وہ بھی تو مال ہے۔ اور ماں کیوں روئے؟؟

یہ پھر علی دیر کا محضر رہا۔ جو چاہتا تھا کہ وہ سکے پاس آ کر ان کے خدمت کرے لیکن سکے
گھر میں دوسرے بھائی ہیں۔ دیکھ کر آخر چہ دیکھ رہی وہ کافی دھم سے چل رہا ہے پھر وہ وہاں کے
ساتھ رہنے کیسے سے عظیم مقصد کو کیوں چھوڑے۔

ورنل وہ چلے ہاں گئے لیکن نہیں ایک سو چھے ور فیصد کرنے کی قوت دے رہے تھے کیا تھے
یہ تو نے۔ وقت ہی بنا سکتا تھا لیکن یہ تو طے تھا کہ کڑھکیں کے سے غمے سو چھے کا راویہ تو نہیں
تین سو چھنے کا انداز کافی حد تک بدل گیا تھا

اور زندگی بگاڑ رہے تھے سوچ کا انداز نہیں رہا وہ بدناظروری ہوتا ہے۔ مگر اس سے جوت
کما ایک ہی فیصلے پر پہنچ جاتا ہے

اور پچھلی نہیں جانتا ہوتا کہ شکاری کی طرح سے سے پھسارہا ہے۔ اسل فٹاری کا دن ہی تو اس
کی صل چال ہوتی ہے

پے وعدے کے مطابق ایک مہینے بعد وہ گھر آیا تو حیدر نے ان ٹائی و باٹ پکی ری
تھی۔ اس بار وہ آگھی۔ اس میں دلوں میں تھے حیدر بہت خوش تھی۔ یہ مہینے ہاتھ پڑے۔ اور معلوم
رہیو بھی بنے۔ یہ کہیں۔ اب گھر میں جی تھی نہیں رہی تھی۔ معرب رہا۔ مگر محنت پڑھنے کے بعد وہ
ور فیصل قاری اور میں کے پاس پہنچے۔ قاری اور میں اب جو مان غم سے نکل کر بیہ علمی میں داخل
ہوئے تھے جب رحمت علی سکے پاس پڑھتا تھا تب تو وہ نہیں نہیں رہا۔ ان کے جوں تھے لیکن اب

پن میں چھپیں ہاں کے درمیان، عمر کے آری تھے

رحمت بیٹے میں شتمہا ر۔ والد۔ شتمہا ر۔ میں پوچھتا رہتا ہوں میں پوچھتا ہوں
کہ آپ اندر رکھ کر ہے تو گونگیاں پتہ میں پوچھتا ہوں کہ آپ ہاں کیا کر رہے ہو جبکہ بھی آپ کی
تعلیم بھی ختم ہو چکی ہے تو میں آپ وہاں رہے۔ وہ کہاں جاتا بیٹے مجھے ڈرائیو کے کوٹا، آپ کی
مخصوصیت کے حاملہ تھے آپ کو خط۔ تے پرنا مال دے۔ وہ آپ کے مخصوص میاں راعہ میں ہوتے
رے

قاری صاحب ایسی سولہ بات ہیں سے ہم میں تبلیغ کا کام کرتے ہیں، کچھ بھی ہیں، ہاں سولہ
خط راستہ ہے ہی نہیں اس راستے پر جاؤنگا ایسے۔ وہاں تھا تو
بیٹے تم جہاں رہتے ہو سب تک ۴۰

میں مدرسے میں رہتا ہوں شتمہا جواب

کوئٹہ مدرسے میں اور کہیں واقع ہے یہ مدرسہ؟ وہ چار چور ہے تھے
یہ میں نہیں جانتا سکا قاری صاحب مدرسے کا قادیان ہے کہ کسی کو بتایا جائے اس نے مدرسے میں
نئی رہتی سولہ بات سولہ

یوں ۴۰ ۴۰ ۴۰ ۴۰ ہوئے

قاری صاحب ہم شمس معاشرہ میں رہ رہے ہیں اس میں حکم ہذا تبلیغ کا کام سنا تھا آسان نہیں ہے
؟ معاشرہ میں دشمنی دے کوہ اقل کا ساتھ دینا چاہیے۔ تبلیغ کرنے سے کوئی کوئی سے
نہاں چاہے۔ سنا تھا گاے۔ یہ خیال کو چھپا جائے اس میں ہم تبلیغ کا کام حکم ہوا کیسے کیسے
توں ہمارے مقصد میں دیر بند رہے شہادت کا حصول تو نہیں کہ ہم کام کریں وہ کوئی گویا سے
نہاں۔ سنا جواب بہت تفصیلی تھا

قاری صاحب سر رکھوئے۔ دیکھتے جا رہے تھے۔ وہ اندر ہوتے وہ جیسوں پر نہیں کرتے تو
آپ ضورمان جاتے کہ رحمت لہکی شکل میں ایک اور ہزاروں نے جنم دیے
رحمت اللہ ایک چنگی کہاں سنو مجھے چہ لکل تم جیسے ہی ایک ٹکڑے کی کہلا ہے
سنا میں قاری صاحب

میں ایک ٹکڑے کو چھ سنا ہوں۔ ہاں ہاں سنا تھا۔ وہ بھی بیکل شہاں طرح جہدوں تھا۔ کسی بھی
طرح سے دین و خدمت سنا چاہتا تھا۔ ایک بہت بڑا عالم دینا چاہتا تھا شہادت بھی چاہتا تھا۔ اور یہی
حصول علم کا شوق اسے ایک ایسی جگہ لے گیا جہاں سے لگا کہ کلام شہاں سے مل گئی ہے۔ اس کے ہاں وہاں

سکے تھا اور جانے کے رستے کے خلاف تھے تاہم وہ نہیں مانا۔ کئی مرلے سے مل ہی گئی۔ اسے مختلف
 قسم کی تربیت دی گئی۔ مختلف اسلحہ پودنے۔ یہ آفت سے بچنے کے لیے ہوا۔ اس کی ریت ہے۔ وہ خوش تھا کہ کوئی
 سے لگ رہا تھا کہ سالہاں سے خوش ہے۔ تربیت دے۔ اسے ایک یہ قانون طریقے سے
 سرحد پار بھیجا گیا۔ اسے روکیوں سے بڑے کام کیا گیا۔ وہ نہتا رہا لیکن چھوڑے بعد سے کہا تھا کہ
 وہ جسے ایک بار میں دھماکہ دے۔ وہ حکم کے مطابق وہاں گیا لیکن جیسے ہی اس نے دھماکے کا راز
 کیا اس نے دیکھا کہ پختہ لوگ قریب میں ہی ایک ٹولی کی بنا کہ ایک بدعت کی شکل میں۔ اور پختہ سے
 تھے۔ اس کے اندر سے اس کے ہاں باپ سے تربیت جاگی۔ وہ پختہ بھی رہتا لیکن ایک مسداں کی قتل کیسے
 رہتا تھا۔ اس سے جو بوقائل رہنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کا مسداں سے جوہر۔ مسداں کی
 کے قتل کی صورت نہیں۔ رہا تھا۔ وہ یہ بھی ہوتا تھا کہ شہرہ یہاں سما کہ یہ بغیر اپنے
 سرحد پار اور ساتھیوں کے پاس گیا تو کوئی بھی اسے روکا نہیں چھوڑا۔ گا۔ وہ کئی گھر میں ایک
 نہ رہا اور نہ رہی۔ وہ بھی خیر حاکم تھا لیکن وہ دھماکہ نہیں رہتا تھا۔ وہ وہاں سے بھاگا۔ آدمی
 سے دھماکہ کر کے اسے ہوا کو کھینچا گیا اور بھاگ گیا لیکن پھر مالاوہاں تھوڑی سی دیر میں اسے
 ساتھیوں کو دھماکہ کرنے اور بھاگنے کی اطلاع دی۔ اسے بعد وہ تلی سوشل شروع کرتے
 اور وہ بھاگتا تھا۔ وہ تو کئی ہوئی۔ اسے پتہ چلتا۔ وہ بھاگتا رہا۔ بھاگتا رہا۔ بغیر کوئی مست جانے
 بغیر۔ تھے بغیر منزل اور بغیر مسافت کے پتے کے بغیر وہ چلتا رہا۔ مسلسل تین دن چلتے کے بعد سے نہیں
 چھوٹا۔ نہ کھانا نہ پانی۔ ایک دو دن سے وہاں ایک روز سے شخص کے ساتھ گزر رہے۔ وہ کھانا
 کا ہمارے وہ وہاں۔ وہ وہاں مزید چار دن بعد وہ سرحد پر پہنچا۔ اسے قتل کیا گیا۔ وہ جیسے ثابت
 کرنا کہ وہ پختہ ہے۔ وہ پختہ سرحد پر اس میں رہا اس نے پختہ ہونے کا اور پختہ ہونا گھر سے کسی
 کو بلائے کی درخواست کی لیکن گھر سے کوئی نہ آیا۔ آخر کار وقت بھر اس کے باپ کا ایک دوست اس کے پاس
 آیا اور اس کا شناخت کر کے اس کا شناخت کر دی۔ وہ اس کے ساتھ اپنے گھر آیا لیکن یہ کیا؟ رات گھر وہاں
 تھا؟؟ جو پختہ کے گھر کے سامنے ہی تو اس کا گھر تھا لیکن اب تو وہاں پختہ بھی نہیں تھا۔ اسے جلد جلد
 اس کا بھی جیسے حل گئی ہو

تمہارا گھر جل گیا ہے جیسا پیچھا گھر۔ جیسا ہے نہ

نے پیچھا۔ راجہ راجی کی طرف لکھا۔ جو وہ ہے تھے لیکن وہ وہ کیوں رہے تھے

تو پختہ گھر والے کہاں ہیں۔ اسے اسے ہاں باپ بڑی دو خوشیوں میں ایک چھپنے نے بھائی

فکر کیا

تو جمل دیا میرا ساتھ بنا ۲۲ ہوں جیسا بچہ بولے
 نہیں چھوٹا تو دینا ک۔ ہر سب کہاں ہیں تجھے پتا تو دے دیں نکا۔ وہ فکر مند تھا
 تو جمل دیا میرا ساتھ بنا ۲۲ ہوں سب تجھے بس تو جمل ما۔ وہ سے ہاتھ لے پھر چپے ساتھ
 کھڑے لے گئے
 چچا اب پتا بھی دیں انکا چاکر کہ سب کہاں رہتے ہیں اب گھر چل جانے کے بعد وہ بااں چلے گئے

وہ اب اللہ کے پاس رہتے ہیں پتا
 کیا؟؟؟؟؟؟ وہ رو سے چیخا
 ہاں پتا ہے اب گھر نہیں جاتا تھا گھر کے کھنکھن بھی چل گئے تھے گھر کو چاروں طرف سے گنگ نے
 یہ سچ تھا کہ وہ خود پوششوں نے کسی ایک بھی شاپ ورعہ نہیں بچھا دیا تھا۔ کھلے دروں نے بہت
 کوشش کی تھی ایک توجہ کی چیز مار کرتے ہوئے گنگ میں بھی کودے ہیں بے حال رہا سب پنچہ
 ورنہ وہ دن گھر کے بٹنے سے چھ لاشیں اس حالت میں ملی کہ کسی کی شناخت نہیں ہو پا رہی تھی گھر کی
 راکھ میں سے لاشیں بہت مشکل سے لگ کی گئی غسل میسر آیا پتا وہ چچا رہے تو ویسے بھی شادی کی
 موت مرے جسے بے گناہ تھیں مرے

یہ کہ بھائی ۱۹۹۰ء کی حالت یوں کی سی ہو رہی تھی
 مصائب یوں رہتے کہ جیسا بچہ لے جاتا
 کیا؟؟؟؟؟؟؟؟ وہ ایک بار پھر چیخا اٹھا اس کی نہیں پھٹ رہی تھی
 یہ ضیاع ہی تاریخ تھی جس نام وہ دور میں دھماکہ کرنے کی بجائے بھاگ گیا تھا۔ اسے بھروسہ
 پہنکا تھا کہ اور کافی عرصہ جاتا میں بھی رہا

تو اس کا مطلب تھا کہ اس کے بھائی کا بعد انہوں نے اس کے نام نہ سے پتا تھا
 اس کی ہنر عجیب یوں ہی تھی کہ جو کئی تھی میں ایک جگہ بیٹھے بیٹھے گھنٹوں ایک ہی نقطے
 کو گھورتا رہتا تھا۔ غلطی سے کوئی نہیں جانتے تھے وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں
 ذرا انے خوب دیکھا ہے جاگ جاتا کئی عرصہ وہ سناٹا میں رہا۔ وہ جان نہیں پتا تھا کہ کئی
 عرصہ کی سی تھی۔ وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں وہ کون سا تھیں
 اس دور میں جسے جسمانی پاداش میں چل رہے ہیں
 پھر کیا کیا اس نے جاری صاحب ۱۹۹۲ء اب وہ دلچسپی سے سن رہا تھا

ہیں پھر ایک دن اس نے جاسیچہ ف تھاتا دیا کہ وہ یہ دقت چھوڑ رہا ہے کوئی خاصہ دویہ
 پہلی تھی نہیں۔ پس ف ایک خادمان تھا جو کہ ب نہیں تھا اور اسی رات وہ جاسیچہ کا گھر چھوڑ کر کسی
 منزل پر چل گیا جہاں رہا جاسی کو بھی نہ چلتا اس نے ہلکا م بھی بدل دیا اور مائے کسی سٹوں میں دین
 کی خدمت کا کام شروع کر دیا۔ فق اسے کوئی بھی ہارون کھام سے نہیں جانتا
 آپ اسے جانتے ہیں قاری صاحب؟؟

سوال تھا: آگ کا گورد جس سے قاری صاحب کے چرے کا رنگ اڑ گیا کافی دیر وہ چہ رہے
 جیسے ہی سنیہ مجتمع کر رہے ہوں یہ بتائے کیسے کہہ رہے جانتے ہیں
 مجھے لگ رہا ہے کہ آپ اسے جانتے ہیں اس نے دوبارہ ہی سوال کیا
 جانتا ہوں بیٹا دور ف میں ہی تو جانتا ہوں سے دور ف میں آخر بڑی مشکل سے وہ بھی کہہ سکے
 تو مجھے بتا دیں کہ وہ کہاں رہتا ہے میں مننا چاہتا ہوں اس سے
 تم مننا کیوں چاہتے ہو بیٹے؟؟ میں نے بھی انی اور میں پوچھا
 تاکہ اس سے مل سکیں کہ وہ کہاں آئیہ جہاں حج سے بھی کہیں ہوسکتے قاری صاحب کہ آپ
 کو کوئی غلط فہمی ہو یا ہوا اور ملنے مل جہاں ہی مایہ پھر کچھ تھوڑے بہت دودھس کے ساتھ ہجہ و جنس
 مختلف ہوں۔ آپ سے بھی مل جاتے ہیں تو مجھے نہیں ہے کہ وہ تھی اور نہیں رہتا ہوگا کیوں کہ ان
 نے آپ کو بھی کہیں دور رہتے نہیں بلکہ آپ اس جیسے بتا دیں کہ وہ کہاں رہتا ہے
 اور اگر میں جانتا ہوں تو؟؟ چاہئے کیا میدان میں

تو پھر میں اس کی کہانی کو حج میں لکھو گا قاری صاحب آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنا ستر تک
 کر لوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ وہ کہاں رہتا ہے جس کا کسی سے تعلق نہیں ہے۔ یہی جاسیچہ پر مدتی توڑ تک
 نہیں ہوئی قاری صاحب

اور اس سے مل و گئے اور نہیں ہوگا سے گی تو وہ جس آجاء گئے اس راستے سے؟؟
 وعدہ نہیں قاری صاحب سب نہیں موقوف لڑکا بلکہ یہ سبقت بھی میں ہاروں سے ملنے کے بعد ہی
 ملتا ہوں

تو پھر ملے ہارون سے
 کہاں ملوں؟ آپ بتاتے ہیں تو ہی مل جاتا
 یہ جہتمبا سے اسے قاری اور میں بیٹھا ہے یہی ہارون سے بیٹا تو رہی تھی جیسے ستر کی خالی میں
 سے گزرتی ہے

کیا؟؟؟؟؟ وہ تھر مارتا

ہاں بیٹا کی بج ہے میں حلق میں کہتا ہوں نے بہاؤ لٹکا پھٹکا کچھ تھا کون تھا مت
نہیں ہو میں نے سب تم نے خود ہی سوچنا ہے ورنہ وہی فیصلہ بھی بنا ہے میں مانی کے جو سار میں
عقل کی ہی نہیں موتی یہی یہ سنا میں نے کچھ نہیں مانی سے کسی وہیں سناں جہاں بیچائے تھے سے نکل
نرمیں ایک گاؤں میں یہ دروہاں مان گیا پھر کچھ عرصہ بعد وہاں سے بھی نکل سر جہاں آ گیا ورنہ
تھے ع سے یہاں میں بیٹے جب سے تم نے جس سے جانے کی خبر کی تھی میں ہی اس سے تمہارے
اسی فیصلے کے خلاف تھا میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم جہاں جا رہے ہو وہاں کیا ہوتا ہے لیکن میں تمہارے
مدد ایک دور سے ہمارا کو دیکھ چکا تھا اس لیے بہت با فضل ہو گئی روکے کی کوشش کی لیکن وہ
کہتا تھا کہ وہ تمہاری بچہ کتوں سے تحاہریشان سے کہ تمہیں بھیجے میں ہی عاقل سمجھتا ہے
پھر ٹاپر سے امید تھی کہ وہاں تربیت ہو جائے گی یہ وہاں آئی ہے جس مانی سے وہاں بھی لیکن آج
پھر وہ سو گئی اس لیے کہ تمہیں ہارت بننے سے چالوں سب تمہارا دور یہی مددگی کا فیصلہ خود ہی
بہ خوب سوچ کر اور مجھے بتائیں گے کہ تمہارے فیصلہ نبھانے کی کیا ہوگا

وہ آہستہ سے ٹھہر گئے در مسجد کے دروازے کے پاس چلے گئے جہاں وہ رہتے تھے

قاری صاحب میں ہارون آ گیا ہوں بلند ہارون سے بھی بری حالت میں آ گیا ہوں ہارون
کو تو اللہ نے دوسرے موقع دیا کہ وہ اپنی بچی کی مدد کی ہے تو یہ کرے مجھے تو یہ موقع بھی نہیں دے رہا
آپ نے کہا کہ فیصلہ نہ کر میں نے فیصلہ کر لیا ہی مددگی کا ایک اور غلط فیصلہ لیکن میں
کیا کرتا اس وقت تک میں بدل میں اتنا افسوس چکا تھا کہ ٹکے کا کار نہیں تھا میرے پاس
میں بہت گناہگاروں قاری صاحب بہت گناہگار ہارون سے بھی رو رہا ہے اللہ مجھے
دیتے ہیں یا؟؟؟

ورنہ آؤ آہستہ سے گئے گالوں پر بہہ نکلے وہ تصور میں قاری رئیس سے مخاطب تھا جو سے اس
رہنے پر چلنے سے روکے کی ہے نہا کوشش کرتے تھے جس پر چلنے پر بہ دو چہرہ ہاتھ

یہاں کیا رہے وہ مجاہد؟؟؟ عمر سے اچھوٹا تھا آ گیا

بچہ نہیں یہ اس کی بیٹی ہوا تھا

تمہیں خبر ہو گیا ہے در؟ تم سے پہلے میں اور میں نے کیوں نہیں گئے ہو؟ کچھ بناؤ تو وہ بہ نکل

فکر کرتے تھے

کچھ نہیں اور ایسے یہ زندگی کبھی کبھی بوجھ بننے لگتی ہے اور حسب زندگی خود ہی بوجھ بن جاتا ہے
بیز رتو ہوتا ہے وہ فنا ہوتا ہے۔ بچے میں دور

کیا مطلب ہے تمہارا رات تم مجھے جھڑپے جو ۱۱۵۰۰ ماچھ یا

تو میں تمہیں، مجھ سے نکال نہیں سکتا عمر جھڑپے کو سنبھالیں پار ہا وہ تمہیں کیا نکالے، مجھ
سے تمہارا۔ بے چارہ یہ ہے کہ یہ کی فکر کرو

میں کچھ نہیں پار ہا۔ ۱۱۵۰۰ کی باتیں بدل نہیں سکتی پار ہا تھا اور وہ خدا بھی نہیں تھا بچے کے ایک ہفتے سے
وہ بھی وہی باتیں نہیں سکتی پار ہا تھا

تم مجھ کے بھی نہیں در بھی مجھے کوشش بھی نہ ملے یہ اسکا سے یہ ماتم سے رہا بھی ہوتا ہوں
کرم میں سے وہ بھی نہیں تھا مجھے ورنہ بدل نہیں سکتے جسے ہوا و گئے در پڑ رہی تمہیں بھی بوجھ بننے لگے
کی پس میری جگہ ماں لو کہ مجھے میرے حال پر رہے دور نہ بچتا ہا۔ تمہارا بھی مقدر ہو گئے وہ ایک
لفظی و گھوڑتے ہوئے ہوں

تم بچتا رہے وہ ۲۵ عمر نے یہ جگہ سے پوچھا کیونکہ جہاں تک وہ مجھ کو نہ تھا وہ بھی نہیں
بچتا رہا تھا

ہاں جواب بہت فرق تھا

لیکن کیوں؟ میرا مطلب ہے کہ بات پر اور کس فیصلے پر؟

کاش کہ میں کسی ایک مدت پر اور کسی ایک فیصلے پر بچتا تھا تو تمہیں نا بھی آج لیکن میری زندگی
تو پوری نہ پوری ہی بچتا رہا ہے ایک ایک لمحہ کا بچتا رہا اور میں بے تمہیں ایک ایک لمحہ کا تو نہیں
بنا تھا اور وہ جب نہ رہا ہوا تھا تو تو نہ رہا ہوا تھا اور نہ ہی جاتا ہے وہ بھی ہے مسکرا

تم کبھی بھی ایسا نہیں ہوئے جاہد عمر کے مسرے سے پس تنہا نکل رہا بہت بڑھ گیا تھا وہ

بھی

یہ بھی خوب جانتے تھے کہ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوں لیکن ایک بات تو میرے کہ میں کبھی بھی
وہی نہیں بول پاتا تھا

لیکن یہ کیا ہے سے پار ۱۱۵۰۰ ۱۱۵۰۰

عمر یہ کبھی نہیں یہ ہوتا ہے کہ آپ کی رہا بدل رہی ہوتی ہے ایک قفل ہوتا ہے حروف
کو بند کیے رہتا ہے ہماری! کچھ تو میں سے ہوا جو بھی نہ اس قفل کھول نہیں پاتے اور میں چن کر اس

جگہ پر آکر سمجھ گیا ہوں کہ ہونٹوں کا قفل اور بے بسی کی رسیوں کو توڑنا کتنا مشکل تھا ہے۔ ایسے جیسے آپ
 تھکے دوہل ٹھانڈا مار پر چل رہے ہوں بہت بڑی قدم، مانتا ہے یہ سب۔ حتیٰ بڑی کہ مجھ میں بہت
 نہیں ہے وہ قدم دل دے کی۔ وہ انہی سچ میں پور۔ یہ بچہ جو عمر کیلئے تو بالکل انہی مانتا تھا وہ ہونٹوں
 کی طرح کا، صرف دیکھتے جا رہا تھا۔

میں نے جانتا تھا میں عمر کم میرے پاس ایسی تھیں سمجھا ہے، جیسے بیٹھا گئے تو سر پر بچہ چڑھے لیکن
 سمجھا نہیں دے گئے، جیسی انہیں۔ وہ بچہ بڑی سے مسکرا۔

ما میں کچھ پڑھا ہوں، دانتہ بھار ہے، کہ یہی کیا تھیں ہے تمہیں۔ نہیں میں جا رہا تھا کہ تمہاری
 بھین جلد سے جلد تم جہاں ہے۔ وہاں تھکے ہوئے پور۔

تو پھر جلد سے جلد میری موت کی، جا۔ لو۔ وہ ظاہر میں دیکھتے ہوئے ہوا
 عمر پر پوچھتے بھی نہیں تھے وہاں سے چلے گئے۔

و عمری آمد اور اس سے وہاں کے ہاتھ وہاں ماضی سے نکال آ رہا تھا۔ بے چین ہے اب ہم دن
 رہنے کو وہ آئے ایک بار پھر بر۔ چلتا تھا۔ اور اس زندگی میں یہ بچہ بھی نہیں تھا جو سے خوشی دیتا ہے مجھے
 پر وہ رہنے کے سر فیسے پر چھٹا رہا تھا وہ۔

کاش تھے کوں سچا مل جانا چلتی وہ کسی دن میں بھی جاتے۔ میں وہ خوشی میں ہی موت و شہادت
 سمجھ کر گئے لگا لیتا۔ اس نے تلخی سے سوچا اور پھر ظہیر نے، مکی تیری کیسے ٹھوکر مسجیدی طرف روئے ہوئے۔

بھائی جی مجھے بہت افسوس ہے کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکا اگرچہ بہت اہل تھا کہ
 تمہیں تمہاری مرضی کے بغیر مجھ سے ملنا چاہا ہے لیکن کچھ بھی نہ کیا۔ میں میں نہیں تھا۔ میں میں کچھ دیکھ
 جو بعد خود تنہا مجھ رہو اسی اور کی مجھ تو سکا ہے لیکن اسے شتم نہیں کر سکا۔ وہ بہت افسوس ہے۔

میں کوئی بات نہیں ہے۔ نکلیں بھائی آپ کا ہوا قصہ نہیں ہے اور مجھے آپ سے تو کیا بن قسمت
 ہے بھی کوئی لگے نہیں ہے۔ لگے تو آپ کا جب کبھی میری مرضی کے بغیر تھا وہ یہ۔ اب تو میری مرضی ہے
 وہ میں نے خود منتخب کیا تھا۔ مجھے تو روکا گیا تھا وہاں ڈر دیا۔ وہ ایک شخص تھا جس نے کیا کچھ نہیں
 کیا مجھے یہاں آئے۔ سے روکے جیسے۔ وہاں سے کتنا کہ کچھ بھی کر لیں۔ سے جانے مسرہ میں ہے
 پڑھا کر دیکھا اور وہاں کیا تھا لیکن میں نہیں مانا۔ وہ ایک سال تھی جس نے میرا ماس میں بدرفت
 رکھا تھا کہ میں اپنے نام کی۔ پتہ دکھو لگا مجھے عام بنانا چاہتی تھی کہ نہ میرے ساتھ نہیں تھی خوش رہے۔

گا بین مجھے دیکھیں میں وہ سن رہی ہوں کہ جسے خوب میں آ رہی ہوں کہ رحمت تو میرا بیٹا نہیں ہے
 آپ نہیں کریں شکیں بھائی کہ وہ ڈرگئی ہے وہ ڈرگئی ہے کہ اللہ میرا — ساتھ سے بھی دوزخ میں
 دے گا جب وہ شر میں ہوگا کہ ہمیں بی بی کا ظلم و قائل بیٹا رحمت سے سامنے آجائے وہ وہ ہے
 گناہوں سے بار سمیت آجائے گا اور سے کوئی معافی ملنے کی بھی وہاں امید نہیں ہوگی تو ماں کا دکھ و شرم
 سے یہ ماں ہوگا جو وہ دعا کر رہی ہے کہ اللہ مجھے رہتی رحمت سے بنا دے۔ اب آپ بنا لیں
 نکلیں بھائی جتنا ماں بھی اسے سام سے بھاگ رہی ہو اور رہی ہو وہ شخص میرے ہی جیسے عورت کا سستی

۵۵۵۵

میں نے کس کس کو دکھ میں دیا نکلیں بھائی۔ ماں نے شادی کروائی کہ میں اس رستے پر چلتے سے
 رک جائیگا لیکن میں نے کیا کیا؟ میں اس معصوم بڑی کو غارتی کی بیوی یا شہید کی بیوہ بنائے کے شوق میں
 سے وہ میرے بعد چھوڑ کر چلا گیا وہ بھی روکتی رہی وہ بھارتی — بھارتی تھی رحمت اللہ رک جائیگا لیکن میں
 نہیں رکا پھر وہ بھارتی تھا تو وہ میرے — پیٹے کو ختم دے چکی تھی۔ میں یہ ف پھر وہ دن رکا۔ پھر ایسا صدف
 یک مہینے کا بنا گیا تھا میں سے وہ یہی کہیے ماں وہ دھوا دھوا رہنے لگ گئی۔ جلدی تھی کہ اب تو رک جائے
 رحمت اور تو بہت بڑے بڑوں کے پادری کی رنجے میں جاتی ہے تمہاری یوں نہیں سن بھی اور ماں
 نے تو مجھے رکنا چھوڑ دیا تھا اور پھر میں آگیا یہ بتا کر کہ میں تیغ کا کام کر رہی ہوں۔ میں دین کی حدت
 کر رہی ہوں کسی قیمت پر نہیں رک سکتا اور پھر میں نے دین کی حدت سے کام لے لیا؟ ڈھچکا مارے
 انہوں نے چائیں بنا رہا۔ اے مارے بچوں کو قہقہہ کر کے جانے میں جرم کی مراد میں نے نکلیں
 بھائی کہتے ہیں کہ اگر کسی کی دعا قبول نہ بھی ہو تو ماں کی پھر بھی ہو جاتی ہے تو دلچسپی میں مجھے کتنی ماہوں
 کی بددعا سن گئی ہیں جس کی کوئی میں نے جازد نہیں میں نے کتنے ماہوں سے نکا جہاں
 دے دیا تھا ہے جہاں شہر کے اب بھر سے در میں میں نے وہاں ہمدردی کی تھی کتنے بچوں کو قہقہہ
 کیا جب اچھا سنا میں میں نے میں میں م رکھ رکھ رکھا کہ کیا ملتی ہاں تو میں بیوہ آچھا میں تو وہ
 بددعا سن بھی تو گئی میں نا مجھے بددعا سن کا ایک بہت ایسا تک مایہ ہے میرے پیچھے بھائی اس میں
 آپ کا یہ کسی کا کوئی قصور نہیں ہے

یہ بدوہ لوگ تمہیں سب کچھ بتا چکے ہیں تم میں سے جس جس نے جب جب جہاں جہاں ہے وہ
 سب تم لوگوں کو بتا دیا گیا ہے لیکن میں ایک ہی بات یہی ہے کہ تمہیں نہیں بتانا گئی۔ لیکن میں نہیں
 بتا سکتا تمہیں۔ اس سرے میں میرے لئے یہ ہے جس سے ہماری باتیں سننی چاہتی ہیں اور میں
 نہیں جانتا کہ تم سے میری دعا قاصد دو بارہ دو بھی پائے گی۔ نہیں لیکن میں دعا نہ کرنا کہ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش

رہے، وہ اپنے مقصد میں کامیاب کرے

یہ مطلب ہے اس وقت کا ٹکلیں ہی نا ۴۴۴ کا دن ملاقات دو دورہ کیوں نہیں ہوگی ۴۴ وہ اٹھ کے
کہیں کہ کل تم لوگ چنے چاہ گئے اور سبے جہد میں بھی نکل جا، نکلا پھر آجہو دن بعد ٹھسے چنے بوس
کے پاس جانا سے وہاں یک دو مہینے تو لگ جائیں گے اور حسب تم وہیں آہ گئے تو تم کتنا عرصہ یہاں رہنا میں
رہو گئے یہ میں نہیں جانتا

صیغہ ہے میں چلتا ہوں۔ وہ جانے لگا

مجاہد ابہرے نے جانتا ہے کہا

جیسے معاف سامنے چاہتے ہوئے بھی ہڈی دانیں تھیں نہ تھیں بنا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ انہیں
وقت کے ساتھ چٹا چل جائیں گی کوئی وقت آئے گا جسے تمہیں میری خاموشی کا مصعب چٹا چل جائے گا
نصیب ہے ٹکس بھلی ٹر آپ بنا نہیں سکتے نو میرا خیال ہے کہ ایسی باتوں سے میں بھر مر رہ
پر ایشانہ موراموں چپ میں دعا کریں کہ میں کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں مجھے ایسا مقصد
دینا ہے جس میں وہ نہیں ہوتا چاہیے۔ یہاں تو ہر گز نہ کہ میں ہوا ہر پیر علم مار پائیں
اور سے بعد وہ وہاں نہیں رکا کل صبح میں نے جانتا تھا

صبح فجر کی آواز کے بعد وہ پانچویں منزل پر چار ہزار جس میں مولوی بدال بھی شامل تھے کے ساتھ
ایک گاڑی میں بیٹھ کر نکل گئے منزل کا ان پانچوں میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا نہیں ہی جانتا یا نہیں
تھا کہ سب منزل کی فکر میں ہی منزل پر نہیں پہنچا نے نہ رہا رہی کسی کی سے نہیں ہی شامل پر
پہنچی رہا منزل میں تھا ہے وہ سبے جہد نہیں بھارت وہاں سے نکلا سے وہاں میں جگہ پہنچا نے
کا ہوا سے بھی ہو چکا ہے

طرز عمل کا سوچنا سے طے ہوتا رہا۔ کوئی کسی سے ہوتے نہیں رہا تھا کبھی کبھی وہ چاروں میں
کوئی بات نہ کرتے نہیں مجاہد تو بد نظر ہی لگتا تھا، لکھنؤ کی سے لگا سے سوچوں کی بلند پرو رہتا تھا۔ وہ سوچتا
رہتا تھا کہ وہ یہاں سے وہیں جا۔ چنے پٹے کو بہت پیار کرے گا غایب سے بھی سچائی مانگے
گا وہاں ۴۴ باتوں سے معاف رہی دہشت اور کتنی خوش ہوگی وہاں میں آئے پاس ہی رہنے
لگوں گا تو

بعد آنکھوں کے ساتھ ایک سکر ایٹ اسکے چہرے پر دوڑ گئی

جہاں کبھی بعد آنکھوں سے تو بھی چلی آنکھوں سے طے ہوتا رہا۔ سے باتوں میں طرہ بہرہ کیجئے

کی بھی کوئی جیتو نہیں تھی۔ اس سبب اس نے یہ کام چھوڑ دیا اور وہ جھپٹا۔ اسے یہاں سے نکال دیا گیا۔
 وہ یہاں سے نکلے اور وہاں کے پاس جانے لگا۔ وہاں سے چل کر ایک گھر پہنچا۔
 اس گھر میں سوئے ہوئے ایک شخص کی بندھنوں پر پتی کوشش سے رہن والوں کیلئے تھوڑا کھانا
 رکھ دیا تھا لیکن کچھ زیادہ کامیاب وہاں نہیں دے رہا تھا۔ کیوں کہ آٹا مان پر تھوڑے
 تھوڑے بدلے میں اسے سوئے ہوئے کھانا دیا جاتا تھا۔ اس نے ہنس مچا دیا اور کہا کہ
 کی بات ہے کہ لگائے۔ یہ مسخیل کے، اس میں سوئے ہوئے کھانا ہے اور ہاتھ اس نے کچھ جانے
 لیے اس کے ہاتھ پر بھی اس نے یہ کہہ دیا کہ وہ اپنے دماغ سے ہاتھ دھو۔ اس لوگوں کی قربانی نہیں
 دے لیتا تھا۔

اس وقت کتنا خود غرض ہے۔ یہ یادوں میں اسے کسی ایک کی بھی قربانی نہیں دے سکتا اور کسی
 دوسرے بہت ساری کامیابیوں کی۔ اس نے اور چار سو بات اپنے ورکس کے پیروں میں
 انتخاب کی آتی ہے تو پھر خود غرضی کی بنا پر چننا جاتا ہے۔ یہی انسان کی حقیقت ہے۔ اس نے
 پناہ اختیار کیا۔ اس نے اس کی بھی نہیں لیکن جانے آئے ایک سیڑی کی آمد کیوں نہیں جانتی تھی اس
 میں

بہت چپ میں کچھ نہیں کہ چاہتا تو مجھے کہاں سے نہیں دے رہا میں تو اب بھی نکارنا
 چاہتا ہوں لیکن یہاں میں نکار روٹا ہوا ہے۔ گھر کو رو سے ڈال دیا جائے گا اور پھر میں ہی
 خود غرضی تو نہیں ہوں۔ برسرِ غرضی ہے۔ نکلیں بھائی بھی تو یہ ہی کر رہے ہیں۔ میں تو پھر بھی نکال
 چاہتا ہوں تو نکال بھی نہیں سکتے۔ اسے ہند میں ہی منوں میں رہن کھانا لگا لوگوں کو لوگوں کے بچوں
 کو بھی تعلیم دیا کر دینا۔ موعود شہاب جیسے مولوی کو تو گرجاؤں سے مانا پڑا تو بھی درخشاں روٹا کر
 اس جیسوں کا مانا ہی ہوتا ہے۔ اس نے خود ہی خود کو صاف دیا۔ گاڑی کے چتے چتے چائے کا پانی اٹھ
 لگ گیا۔

تیند میں وہ موعود شہاب کے اسی کمرے کے سامنے تھا اور بھی اس ساری صورتحال پر سخت
 حیران ہو رہا تھا جہاں نے کمرے کے اندر دیکھی تھی۔ اسے پتی آنکھوں پر تھیں۔ وہ گھر
 جانے لگا تھا۔ یہاں پہلے یہاں چھوڑا خوش ہوا چلے گئے تھے۔
 قاری صاحب نے پیسے لے لیے۔ وہ بھی تنگ۔ چنانچہ انکھوں پر تھیں۔ چاہتا تھا
 وہ بھی تنگ سوئے ہی رہا تھا کہ کس نے پیسے لے لیے۔ وہ اپنے آپ کو چھڑا رہا لیکن
 وہ ہندوؤں کی خدمت میں وہ مضبوطی لگائی۔ اسے کمرے سے ہٹا دیا گیا۔

یا ۲۰ بجو؟ تم یہاں کیا کر رہے تھے؟؟ صوفی صاحب نے پوچھا

صوفی صاحب یہ آپ کو رہے ہیں؟ آپ سے پیسے ہیں؟ درمیانہ نہ یاد رکھ کر نے کا ۲۰۰
وہ آنکھیں پھاڑے۔ انکی طرف دیکھا رہا۔

میں کو مارا۔ تم نہیں سے مجھ۔ تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے

مجھے وہاں غلط فہمی نہیں ہے۔ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور خود سنا ہے۔ اور یہ جوا بھی

آج سے ۲۰ سے پیسے پڑے ہیں یہ وہی تو ہیں۔ اس نے قہقہے کی طرف اشارہ کیا

میں چار تھو کی تم کیلئے بنا رہے اب دیکھو اس نے بتایا تھا اس وقت بہانہ آگئی۔ میں دیکھ چکے
تھے۔ پھر باؤ میں نے پردہ بند کیا۔ وہاں اس وقت تمہیں پکڑ دیا کیوں کہ آدھی گز پہ چانہ تم
جائے کیا سوچے اور مجھے تینے۔ میں سمجھتا ہوں اب تمہیں

مجھے پچھتتا تھا میں صوفی صاحب۔ سب سمجھ گیا ہوں میں میں سوچتا تھا کہ یہاں تھاپیر
کہاں سے آتا ہے اور تھا سبھی نہیں بپاچہ کہ جاں سے آتا ہے۔ کتنے پیسے پہ تھے ہمیں
فخاستان میں ایک سال چھانڈو اتے کیا اور کتنے پیسے آپ نے شہر کے اس دورہ کیا اس کے جو میں نے
کر دے۔ وہ اپنے حوسوں میں نہیں تھا

صوفی صاحب نے چڑ۔ کارنگ مرغ جکا

اب کچھ نہیں ہے مجھ۔ میں سمجھتا

مجھ نے کی خدمت میں سے مجھے۔ سے نئی دمت کافی۔ میں سب کو بتاؤنگا کہ آپ
کیا کر رہے ہیں۔ کتنے پیسے جیتے ہیں ہم سے دھوکے اور قتل کروانے پر

تم یہ کچھ نہیں کرو گے مجھ۔ وہ سب آواز میں اسے ڈالتے ہوئے ہوئے

میں یہ خدمت کرنا۔ دورہ میں جانے پیسے ملے لیکن اس سے پہلے کے وہ دورہ سے
لگتا چا مشیوہ ہاتھوں نے اسے ایک باؤ پھر پکڑ لیا

میں کہہ رہا ہوں تم یہ کچھ نہیں کرو گے صوفی صاحب آج فکاں۔ رہے میں ہوئے

میں ضرور کرونگا اور میں آج سے آپ کے ہر کام اور ہر حکم سے انکار کرتا ہوں

ورچہ اسے وہاں نہیں رہنے دیا گیا۔ انکی آنکھوں پر جی بدھ گی گئی اور اسے یہ بیان دیا جو اسکی

مزاحمت کے اور جب اسے آسانی ملی اور اسے اپنی آنکھوں سے چہی ہٹا۔ تو سے پچھ گئی۔ معاملہ نہیں

دے رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک مدیر سے میں آنکھیں جھپکاتا رہا لیکن اندر میں تھا گھپ تھا کہ وہ کام رہا

یہ تھا آدھی رات کو ہوا تھا اور اب اس گھپ مدیر سے میں تھی دیر گئی تھی کہ سے نہیں تھا کہ

دوسری کی رشتہ پیما تھی، جوگی نہیں وہ جہاں تھا وہی بھی تک ویرانی مدھیر تھا۔ سے یلی ڈانگ پر کسی
پر کارکن عسکری کا دھڑکی۔ سے سے ہاتھ سے ہٹا دیو

ڈاکی ڈیر رکی وراپ سے بھوک وریاں بھی محسوس ہوا لیکن نکلے ہمارے نکار۔ بھر گئے
تھے۔ ترہو دماض حرب غلط نہیں تھو سے ساتھ یہ کک یوس نے جتنی سے مہوچا
کچھ۔ یہ بعد کمر۔ کا رو رہ لکھ اور ایک شخص نارنج ہاتھ میں لیے اندر آیا اس نارنج کی روشنی
میں اس نے سر سے مل چھوئے چھوئے ہٹوں کو اندھیر سے اندھیرا دھڑکتے دیکھا
کہ جواب کیا حال سے؟ آئے کالے نے روشنی انکی آنکھوں میں پھینکی
بچھے یہاں یوں بد کیا سے؟؟

یک تو یہ کہ تم کسی کو بنا گئے نہیں اور وہ یہ کہ تم گئے مش بہ و گئے اس نے جکے چھکے
خدا میں ایسے بنا جیسے یہ سب بنا گئے یہ معصوم ہو
میں یہ دونوں باتیں نہیں، ٹوٹا۔ وہ ایک دیر پھر غصہ ہوا

موضع۔ ہے میں چلتا ہوں۔ اور وہاں ٹھہر کر چلا گیا اور اسے دوبارہ کمر سے مل بند نہ رہا
سے بھوک بھی لگ رہی تھی، وہاں اور اندھیر سے میں سوٹا بھا دو رہا۔ کے پاس آکر سے خوب
بھاد میں کوئی نہیں آیا، اسے آوازیں بھی دن نہیں پہنچیں سو وہ دوبارہ وہی بیٹھ گیا
بھی وہ جگہ جاتا اور کبھی خوب کے ساتھ ہی نکل آٹھ لگ جاتی لیکن نکلے جسم پر بیٹھنے و سے
کیموں سے ہچانک ہوتا۔ سے لگ رہا تھا کہ قہر میں ہے وہاں بظلمت چھینا اندھیر تھا۔ دیکھنے سے
بھی مٹا پر جیسے ہی تھے

اسی طرح بہت وقت گزر رہا تھا اسکا اندازہ تھا کہ وہر اون بھی نکل آیا ہوگا تو سے ہی بیٹھے بیٹھے
نہر رہی بہت دیر تھی اور وہ پڑا تھا کہ کھد سے جائے مٹی اور وہاں کھتا رہا۔

دیر پھر ڈاکی یہ بعد وہاں ایک دیر پھر کھلا اور نارنج سے بند ہ پھر ہمارا آیا
نچھے کھانے کو کچھ دے کے دو اور پانی بھی۔ اس نے بھدکی سے کہا
جو وہاں میں میں نے کل بتا میں تمہیں ہی پر غور کرنے یہ کس نتیجے پہنچے؟ وہ وہی کیموں
میں مارتے ہوئے ہوا

نچھے کھانا دے کے

کہنا تو جب ملے گا جب شرائط فرمے

کیا؟؟؟؟ وہ یہ بتاتی اس سے

یہ مودہ صاحب کا حکم ہے کہ جب تم خلد چھوڑو تو تمہیں کھانا دیا جائے گا۔

میں یہاں مرجھاؤنگا لیکن الٹا ایک کام بھی کر دوں گا۔ وہ غصے میں ہو۔

لیکھا ہے۔ اور وہ چھوڑا۔ ہوک اور یہاں ایک بار پھر اس پر حملہ آور ہوئے۔ یہاں سے نکلے
حلق میں کانٹے لگدے تھے۔

وہ ہمیر کسی حرات کے وہیں رہیں پر پڑ رہا۔ اب اس نے قسم سے میراں کو پھینکا، چھوڑ دیا۔

تھا۔ بے لگ رہا تھا کہ وہ ہوک اور یہاں سے اسی کمرے میں مرجھاے گا۔

تیسرے دن وہ شخص آیا تو وہ رہیں یہ وہ صاف پڑا تھا۔ وہ جس گھر میں در پانا دیا۔ پانا سے چم۔
پر ڈال دیا وہ اپنے حواس میں آیا۔ بہت دن وہ کھال تھا۔ اس شخص نے سے تھوڑا سا پانی پلا دیا۔

تمہیں سرنے بھی نہیں دیا۔ گئے گئے۔ اس سے کہہ دیا کہ تم موت مٹی آس میں سے
وہ اس شخص کی طرف حلق نظر دیا۔ سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن کچھ بھی نہ مٹے نہ ہمت میں تھی۔

مرجھاؤنگا نہیں ہیں، ٹوٹا تھا رہی۔ اس نے سوچا۔

ماٹ جائیگی۔ اس شخص نے مشورہ دیا۔ وہ فٹنی میں سر ہار کا لیکن اس میں ب
شدت نہیں رہی تھی۔

وہ شخص ہو کر جانے لگا۔ وقت تارخا اور ماریٹاں روٹی کمرے میں ادھر ادھر لٹے لگا۔

بہت بڑے۔ میں یہاں نکلتا۔ اور پھر نہ دے کمرے۔ بھی پڑے جاتے ہیں یہاں کمرے۔
کے کوٹے میں بیٹوں کو روٹا۔ سے ادھر ادھر ہی جاتے ہوئے دیکھ کر وہ شخص دیا۔

وہ رہیں پر پڑے ہیں۔ نظروں سے نکال کر دیکھا۔

تمہیں اس بھی کہتے ہیں جواب حیاں رکھنا۔ وہ جاتے جیسے مڑ

جب تک میں ہیں کچھ نہیں کہتا۔ بڑے۔ چہ میں کا نہیں گئے۔ بے وجہ ہیں، ناں ڈرتے

ہیں اور ناںوں کا مانتو پانا تک نہیں، نگ پانا۔ بچاؤ سے ہو کر جیسے آوارہ پال میں سے آئی ہو۔

وہ اس شخص نے نکال کر مڑ کر ایک سری نظر اس پر دیا۔ بہت گہری بات لگتی تھی وہ وہ

شخص بغیر کچھ کہہ رہا تھا۔ بے نکل تھی۔

جو تک اور یہاں اسان کو کتنا بے بس کر دیتی ہے۔ اسنے سوچا تھا کہ مرجھاؤنگا لیکن وہ نہیں ہیں

ماٹوٹا جب وہ نہیں جانتا تھا کہ مرجھاے تو اچھا ہوگا نہیں۔ مگر بھی پانے تو کیا کرے گا۔ اور وہ بالکل ہی

حالت میں تھا۔ مگر بھی نہیں پڑ رہا تھا۔ مرنا اور جین پھر بھی آسان نہ تھا۔ سے مشکل ترین تو وہ مٹا سے جب

آپ موت اور زندگی کے درمیان تک جا لیں۔ مرنا چاہیں تو مرنا چاہیں اور جینا چاہیں تو جینا چاہیں۔

وہ اس سے۔ نگہ دل چپ وہ شخص آیتواں نے رونے کے عرصے تک بات ماں و باپ سے لے کر

کے عرصے

روانی

نے بڑا کر آکھیں بھول میں اسے خواب بہت ڈرنے لگے تھے آج کل
وہ دل اور سوچ کی اس آکھ بھولی میں دھپہ سے تھوڑے پہلے ہر شے کے پیچھے سے مرے سے
وہاں سے ملے رہتے ہوئے ریحہ افغانستان کی پہاڑیوں میں کافی عرصہ رہنے کے بعد ملے ہے
الٹا دوسرا یہ ہے تنگ بھوکا کالی نہیں تھا۔ وہ کافی رنجیدہ ہے۔ وہ کاٹھا رہا کرتے رہے اور تھوڑی دیر بعد انکی
گاڑی محض موزوں نے نے بعد ایک گھر کے سامنے رکھ لی تھی۔ کے بیٹے ہوا تھا اس مڑ گیا اور نہیں بھی
ترے کا اشارہ کیا

ایک ایک کر کے وہ پانچوں بھی مل آئے اور اس شخص کے اور مولویوں کے پیچھے چلتے ہوئے
اس گھر کے دروازلے ہوئے۔ پہلی ایک کمرے میں ٹھہرا دیا گیا اور تھوڑی دیر بعد نہوں نے ساتھ
وہ سے قسمل گاتے میں دھوئے آنے والوں کی جگہ عورت بنائی۔ مڑ چلائی۔ مڑا رہے بعد بھائے پیچھے
مڑ غوان بچھا دیا گیا۔ ایک تو نہیں بھوک بھی بہت لگی تھی۔ مڑ رہا یہ کہ جانے میں بھی کافی سزا
کیا گیا تھا اس لیے سب سے کافی پیپ بھر کر کھا دیا اور تھوڑی دیر آرام کیلئے بیٹ گئے

نہیں آئے ہوئے اس شیریں تھوڑے دنوں سے وہ اس کمرے سے باہر ہی نہیں نکلتے تھے
کوئی نہیں چاہتا تھا کہ وہ سونا بھی نہیں کچھ ہے۔ یہ نہیں کا گھر تھا؟ نہیں مانا دیا کھانا کون ایتا تھا یہ وہ
نہیں جانتے تھے۔ پس نہیں صرف تاکا م دیا گیا تھا کہ ان سب کو پہلے دن ہی ایک ایک وقت
دیا گیا تھا جس میں سب کی لگ لگ جگہ تھیں کہ کتنی تھی۔ پانچ وہ دوست تھے اور ساتھ میں ایک
دھیر تھا۔ انکو تین دوں سے پس ایک ہی نام دیا گیا تھا کہ نہیں سن تھتے ہوئے کہ تھا اور اسے مطابق چاہا
کہ وہ بھانا تھا اور پیچھے تین دنوں سے وہ یہ کام کر رہے تھے۔ کتنے ہی کام کا آخری دن تھا کل انہیں کوئی
ورکام نہ تھا اور یہ سون کا دن اس سارے منصوبے کا آخری دن تھا جس کے نہیں منصوبے کو بھی جانی
پہتا تھا

ن تین دنوں میں وہ بہت کم سو رہا تھا۔ وہ ایک چاہتا نہیں بھر ایک اس کی وجہ سے ٹھہر
چاہتا اس کی وجہ وہ خود بھی کچھ نہیں پڑا تھا۔ اس سے پہلے بھی وہ رہا ہے کام چھٹا تھا۔ اسے علم
دیا گیا تھا کہ کس نے کیا۔ اس نے پہاڑی دکھانے پر اس فائرنگ کا علم دیا تو وہ پڑ چھٹے علم بھا

۱۰۔ لکھناستان کی پہاڑیوں میں عاروں و سرنگوں کے چاچ میں رمدگی اور موت کے چاچ مڑتے ہوئے وہ کہیں ڈالتا تھا اور صل میں وہ یہی تنظیم کے بڑوں کو ہمدی جی دسری پر تھا کہ جب وہ کوئی پورا تھا تو سر سے آئے واں کو سے دالتا کہیں تھا

رمدگی تو موت کی حالت ہے جب چاہے آئے سے بیانات لکھیں ڈالتا کیا؟ سے یہی دت یہ آئی جب کسی نے اس کی بیری لکھنے کی تھی اور جواب میں شتے وہ اس نے جواب دیا تھا

مجاہد موت سے کیسے ڈر سکتا ہے مردہ صاحب؟ در آپ نے ہی تو میرا مجاہد رہا ہے ۔ اور ایک بار جب مردہ صاحب نے کمال تعریف کی تھی تو اس نے جب میں دیا تھا

ورگن وہ ڈر رہا تھا مجاہد تہ ڈر رہا تھا آن موت سے نہیں بلکہ شہد تک سے ڈر رہا تھا ۔ تناؤ رہا تھا کہ ستر پر بیٹے ہوئے آنکھیں بند رہے سے ڈالتا تھا کہ میں ایک بار پھر ڈر رہے خوب کے ساتھ جاگ رہا ہے

یہ رمدگی بھی نیکی شہدیت سے کیسے یکدم سے حالت پناہا جاتے ہیں جتلی میں چلتا ور نلی رمدگی ور حالت دونوں ہی سے تو چن کھاتا تھا

۱۱۔ مجھے پالو

اس نے لکھا تو محمد لدی بن مبدال میں بھاگ رہا تھا سے پیچھے ایک شخص تھا جسکے ہاتھوں میں ایک بکی چھری تھی وہ عبد اللہ کے پیچھے ہی بھاگ رہا تھا رحمت ہے بیٹے کو بچانے کیلئے اس طرف دوڑنا بہن سناں : وہ اس سے فاصلہ بہت رہا وہ تھا بہت اس دوہوں کے چاچ کے ماحصلے کے وہ متبادل تھی سے ہے بیٹے کو بچانے سے دوڑ وہ شخص بہت خوفناک لگ رہا تھا ور جس نہ میں وہ چھری تھا سے عبد اللہ کے پیچھے بھاگ رہا تھا وہ اس سے بھی رہا وہ حوصلہ کہ تھا

۱۲۔ مجھے پالو

عبد اللہ وہ رہا چیتا وہ یہی قوت سے چب نے چب نے قدم اٹھاتا بھاگ رہا تھا رحمت کوئی کی رفتار سے بھاگتا یہ بچا بہن جیسے ہی اس نے چھانک لگا اس شخص کا ہاتھ روکنے کی کوشش نہ سنا تھا کھن اور چھرا پٹے سے تک عبد اللہ کی بیٹھ میں لکھ رہا

اس نے ایک آخری چٹی لگا

۱۰

عبد اللہ

وہ سویرا سر پہنکی نہ تھی اس نے چپے راترود دیکھا لیکن وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ سب
 سویرے تھے۔ کئی میچاٹا اس سردی میں بھی پیسے کی بوسیدہ برساتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ٹالے کا "پچھ
 بھر بول" تو سے اتر رہا ہو کہ وہاں خوب تھا لیکن جو بھی تھا تھا تو بہت دور تھا۔ وہاں شہر کر بیٹھ گیا
 میں نہیں کرونگا یہ کام بھی اور ہی وقت بھاگ جاتا تھا یہاں سے۔ ایک لمحے کو اس نے سوچا
 کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے سوچ کر دیکھتا رہا۔ وہاں رات کی زندگی بھی تھا۔ وہاں تھا
 جڑی سے مورا صاحب کی آواز آتا

لیکن میں جاں بوجھ کر بے گناہوں کی جان نہیں لوں گا۔ اور مزاحمت پھر جاگ اٹھی۔
 متوں کی پیسے ہی سے چلے۔ سو رحمت اللہ۔ اب نہیں بولے گئے تو ہی بولنا شروع نہیں پڑے گا۔ م
 نہیں لوگے تو یہ دانی۔ بے سے پیسے نہیں سے ساتھ ساتھ گھر گھر کی بھی جھگڑا رہا۔ تھک رہے
 ہیں۔ پیچھا مارا ملے اندرون تھی
 نہ بچھے کبھی معاف نہیں کرے گا

وہ اب سگی نہیں رہے گا۔ پھر مدد سے بولتا ہوں۔
 نہیں جتن تک میں نے سچا نے میں سب کیا۔ دھوکے میں آ گیا تھا میں
 نہیں رحمت دلو کہ نہیں دیا نہیں گیا ہر قسم نے خود کیا۔ تنگہ ہزار سے تھا۔ میں قصوری
 ورنہ نہیں تھا۔ پتا ہے آؤ۔ اب بھی کتا، ایک ہی تھی
 لیکن اب میں نہیں بے گناہ کسی کی جان۔ رات کے اس چہرے کی ہنسی شگفتہ عروں پر تھی
 تو پھر بے چارے کی لڑائی اور آؤ، مولا صاحب کی لگی
 اور نئی مزاحمت چھو گئی۔ لیکن ایک ہی تو کارنی د تھا جس سے مولا صاحب بہت سوں کو
 مجبور کر رہے تھے اور کر چکے تھے

میں حد تک نہنا جوں کہ سب یہ لوگ دانی آ گئے تھے تو چونکہ رحمت کی ہتھوڑاں مجبور ہیں ہیں تو۔ سے
 ہادی طرف سے اجازت ہوئی کہ وہاں پہلے بیٹھ جاتے لوٹ جائے۔ لیکن سنے بے صبری کی ہے کہ وہ
 دل لگا کر اس منصوبے کو کامیاب بنائے

سے یاد آ رہا جب اس دن مولا صاحب نے مجھے کی بات، رحمت کی رات کے بعد حد تک یہ تھا جے تنگ
 سنے یہ میاں یہ طے پڑا تھا کہ مولا صاحب سب کے سامنے اس بات کا اقرار نہ کیجے تاکہ بعد میں ملنے
 کی صورت میں نہیں اچھے نتائج۔ اس کے دلی بولے کا ڈر لگا رہے۔ سو نہیں نے وہی یہ تھا
 درجہ دلی اور دماغ کی جنگ میں جتنا نہیں جیت س کی ہوئی نہیں فیصد ہو گیا تھا کہ وہ اس کام سے

بیچھے ہیں سب نکلا۔ وہ کسی صورت بے عیدان نہیں رہا تھا۔ اور پھر بات فوجی ہمدردی
 بھی نہیں تھی۔ مال باور تھا۔ ورہائی مارے کیسے میں اب سب کی موت ٹاڈ عیش بین
 نکلا ہوں۔ اور پھر اس کام کے بعد میں سب چھوڑ کر چلا چلا نکلا
 اس نے روئے سے یہی آگاہیں بھیجیں

احسان مجھے کل ڈاہدہ کے پاس جانا ہے

کیوں؟ یہ ہے؟

ہاں تو۔ یہ ہے لیکن وہ دو تین دن پہلے پہر ہی تھی کہ وہ ٹھوڑی سی بارہائی تھی تو ایسے ملے
 چانا چاہتی تھی

نوصیف سے پہلی جاؤں گا میں نے پہلے نہیں اپنا روکا ہے خوب روونگا۔ وہ خوش باشی سے ہوا۔
 رہا وہاں چھوٹی سی تھیں جو اس شہر میں لیکن اس سے کافی دور تھی سب سے وہ ایک دوسرے کے
 گھر بہت زیادہ ہیں چاتی تھیں لیکن اب جب کہ اس نے یہ روئے پہلے بتا دی۔ یہ تھا کہ اسکو دو تین دن
 بعد رہا ہے تو لیکن مرنے کے ماٹھے اس سے رہا نہیں جا رہا تھا۔ اور وہ کی بات یہ کہ چھپے ایک دو دنوں سے
 سکا پٹا دل بہت تنگ ہو رہا تھا۔ وہ سے پٹھا معبود قسم نہ گھر بہت ہو رہی تھی۔
 لیکن کیسے جاؤں گی میں ۲۴ پہلے تو آپ سے رہا تے تھے۔ وہ تو پہلے روئے ڈالتے ہوئے
 ہوئی

سب تمہا۔ اپنا جوان ہو گیا ہے اسے ساتھ لے کر چلی جاؤ

ورنہ ان اور سب لوگ؟ اسکا ایک اور مسرہ اچھا

وہ دونوں در سے جا بیٹھے اور پھر ٹیوشن پر تو آئی وہی جگہ میں کوشش کے آج آؤں گا انہوں نے
 مسئلے کا حل چنگی میں نکال دیا تھا

میں بھی جاؤں گا۔ نصیب ہو

میں بھی جاؤں گی۔ چھوٹی ٹاڈی

تم لوگ ٹیوشن پڑھتے نہیں جاؤ گے کیا؟ اور اس پڑھتے؟ فیصل نے ان دونوں کو دیکھا

ی میں کل لکھ لے آؤں گا تو پتہ ہے کہ میں گے۔ اور اس سے ملک میں پہلے بھرتے ہوئے ہوں

نوی یہ رکھاؤں گا۔ تاہم اسے روئے کی چنگی اسے دینے ہوئے

نہیں لے کر جاؤں گا نصیب ہے میں ہو

ب بھی نہیں رہا تھا اور ہاتھ میں احسان بھی نہ کر سکتا تھا مثال ہو گیا
 ٹھیکہ دہی تو بند رہا ہے

ہاں میں آپ باپ بیٹا رومیر امداد تھو لوگوں سے تو بات کرنا ہی نہیں چاہیے وہاں تھے پہل
 سے ہوئے یاد

تو تمہارے دل کو یہ کریں ہم ۱۹۹۰ کو مال سے سمجھا یہ کہ بھائی خوش رہا وہ وریدہ فاضل
 حرمیں مت کرو ورنہ مار چڑھے کی ایسے قہقہہ لگاتے ہوئے احسان نے قاعدہ ہاتھ سے مارنے
 کا اشارہ کیا

تاہم اچپ ہوئی وہ باپ بیٹا بروٹ میں ہی بیسی کا بونا بونی پہونٹال ہی بیٹے تھے اور غل
 پریشانی بونا نہیں سمجھے گا نہ جتنا بی بی سے محبت کرتا تھا جی ہی ہے باپ سے بھی۔ وہاں کے
 ساتھ سال میں چیچ ہوتا تھا ورنہ ان کا ٹکٹ تھا ۷۰ پے باپ کے چنگلوں پہ بھی خوب دل تھول
 کرتا تھا کبھی بی بی سے جھگڑتا تھا تو شہ باپ کے ساتھ ٹیکسی بھی دھتا تھا وہ سے عدد دو
 خود سے سات سال چھوٹے تھیں اور شاہد سے بھی بہت محبت مانتا تھا بھی کبھی دلفریبان کا ہمہ درک بھی
 کر دیا کرتا تھا جب اس نے نہیں کیا ہوتا تھا اور استاد سے ڈر رہا ہوتا تھا تو
 وہ تھیں ہی احسان ور شاہد وہ چھوٹی دی دیا تھے ور وہ اپنی چھوٹی یا میں بہت خوش تھے

تم۔ ب کو یہ دیکھا پنا پنا کام ۱۹۹۰ انہوں نے سوچا کی
 جی یاد ہے

شاہد میر۔ بچے 'تم لوگ وہ کام کرے جارہے ہو جہاں کاپسید پیرہ کام ہے جو سنے
 رسول علیہ السلام نے نہ انجام دیا ہے ور جسکو کرنے کی شدید خواہش رہی ہے بی کے دل میں بھی موٹوی بول
 رہے چنانچہ پیٹھے تھے

سے چ۔ ہر ایک حق مسکر بہت دڑتی۔ میں مسکر بہت چنگل کوں وہ ہیں جی
 ور مول در صحت۔ نے آپ سی۔ بے گناہ کو مارے ۱۹۹۰ میں نے تو ور ب رنگ بھی اعدت سر یہ کہ
 بولی کسی بے گناہ کسی بچے کسی بڑھے ور کسی فاتورہ جی جان مائے ورام گل سے ہی سب جی جان پنے
 چارے ہیں یہ کیسے اندک کاپسید پیرہ کام ہے ۱۹۹۰

وہاں موجود سب کے چاکہ بدلتے تاثرات سے صاف پتا چل رہا تھا کہ بولی بھی اس سے یہی
 بات کی امید نہیں کر رہا تھا نہ کسی کو سنا دیا نہ یہ بھی نہیں آئی تھی

یہ یسین باتیں کہہ رہے ہو چپ؟ ہم ایسا کچھ نہیں کر رہے جو غلط ہو۔ ہم چپ ہونے کے ہمارے
 بچوں کو، جانتا ہے تمہارے بچے، رات کو سو رہے ہوں تو ہماری خوشنودی پر ہمارے بچے کی جاتی اور جانتا ہے کہ وہاں
 ہاتھ لگا رہے ہوں، ہمارے ہاتھوں پر سے ہم ہینک دے چکے ہیں کہ وہاں چپ ہونے والے مصروفوں کو ایک
 کے بعد دوسری ماس نہیں آتی اور تم کہہ رہے ہو کہ ہم ظلم کر رہے ہیں ایسا نہیں ہے بچے، اگر ہمارے
 بچوں کی باتیں ہم سنا رہے ہیں تو ہم سنا رہے ہیں کہ ہاتھوں میں بھی نئے بچوں کی باتیں
 تھا کہ ہم نے ہاتھوں کی چار دیواری کی عزت کا خیال نہیں تو ہم پر بھی نئی خوشنودی کی عزت فرض نہیں
 دے رہے ہیں اس لیے ہم نے کہہ دیا کہ ہم اپنی ذاتی کام دے دے بلکہ ہم سے یہ ہوگا کہ جب انہیں انکے کیے
 کا ویسا ہی جواب ملے گا تو وہ آئندہ احتیاط، چپکے نام نہ لے کر چلے رہے ہیں، ہاتھ کے بدلے ہاتھ
 دینا لگے بدلے لگے تاکہ تصور تو سامنے رہے جس سے بچہ چپ رہا، ان کی خاموشی کو دیکھ کر
 کیوں دیکھ کر فل ہو رہے ہوں ہمارے ساتھ ہی سب یہ

انہوں نے یہ بات کے اختتام پر سب کی طرف سے یہ نظر دیا
 سب کی نظروں میں کئی بات کی تائید عیاں تھی کسی کو بھی یہ علم نہ تھا کہ رحمت اللہ سے وہ بات
 کیوں نہ تھی

وہ خاموش ہو گیا جتنی بات وہ نہ کہہ سکتا تھا اس نے کی تھی اور اس سے آگے نکل کر ہاتھ نہیں نکلی وہ کچھ
 کہتا بھی تو کوئی نہ کہہ سکتا کسی بات کا بقیہ مانا اور کرتا بھی تو کہیں نہ کہہ سکتا۔ وہ بھی جس سب کو نظر نہ آتا
 رہا تھا وہ ان ہاتھوں میں ہی جبکہ ہاتھ پٹتے تھے تو وہ خلاف ہو گیا

وہ ساری لوگوں مختلف، ان لوگوں سے منقسم ہے، چارہ پیتے رہے اور وہ ساری سب سے ہے
 چپ کام کے لئے ہے چپ چھپ رہے ہیں، ہر کے بعد وہ اللہ سے معافی مانگتا رہا، معاف نہیں ہو سکتا
 یہ تو وہ نہیں جانتا تھا لیکن اس کا چپ رہا، ہر پر چند قسم کا دینے کے بعد سب کو دل چھو لگاؤ اور مودت
 یہ سنو بھی یہ سنو ہوتے ہیں، یہ تو ہے رنگ شمسین پانچ قطرے ہوتے ہیں لیکن کئی طاقت
 کا مدد دیتی کہ کھائے جو چھوٹ چھوٹ کر رہا چاہتا مواد یہ کوئی کوشش ہے یہ اس کا ہوا چپ رہا ہے ان
 چند قطرے کے گہرے نئے چارہ ہوا

وہ عیش میں رہتے ہیں، ہر جگہ پر میٹھا ہوا، یہی موقع رہا تھا، ہاتھ نہیں کیوں دل تھا کہ چھوٹ چھوٹ
 روئے کو نہ ہاتھ اور نہ ہاتھ تھے کہ کمال چارہ لکھل نہیں رہے تھے، نئے چپ کے ایک
 عبارت جو اس کے مدد دیتی تھی اور وہ اس نے اس کو کھانے کی خوشی بھی نہ تھی چند قطرے کی صورت لیکن
 یہ لگ رہا تھا کہ آج ایک دروازے کے مدد دیتی ہو رہے ہیں کوئی اس کے چند قطرے سے کوئی فرق نہیں

پڑ رہا تھا

تمہیں ہوائ کے جھڑکنے کی طرح سے گاہوں کو بھگوتے ہوئے جا رہے تھے

پاپا کل میں نکول نہیں جاؤ گا

یوں ۲۲۲

یوں کہ کل آپ سے انوں بعد میں گئے تو مجھے آپ سے منا ہے وہ بہت خوش تھا

لیکن میرے آئے بھتے تو آپ وہ جس آواز گئے ہیں

لیکن پاپا میں کل نہیں جاؤ گا اس نے اعلان کیا

مما سے پوچھا ہے ۲۲۳

ان سے پوچھا ہے وہ بھی کہہ رہی ہیں کل آپ دیر سے آئیں گے اس سے میں سول چار جانوں اور

وہ کہہ رہی ہیں کہ میں آپ کے آئے کے اگلے دن چھ کر لوں

وہ بدبظن ٹھیک کہہ رہی ہیں ایسا کرتے ہیں کہ کل آپ چلے جاؤ اور اگلے دن چھٹیں آجنا پھر ہم

خوبصرا کر چکے ہیں ۲۲۴

لیکن آپ لوگ مجھے پھر بھی چھٹے کرنے نہیں دینگے میں جانتا ہوں کہ مجھے بھیج دینگے اور آپ بھی

نہیں چھٹے دونا مانس ہو رہا تھا

نہیں ایسا میں جوگا آپ سے شک چھٹیں کرینا اور وہ کی ٹکڑا روٹ سے پریش پاپا نے چکے

ٹھیک ہے ۲۲۵

ٹھیک ہے پاپا لیکن میں پرسوں سول نہیں جاؤ گا اس نے یکساں پھر وہ ہوائ مروا

— وہاں جا بدظن مت جانا میرا

ٹکا دو رکھ یک میسے کی چھٹیں پر آ رہا تھا وہ اس وقت کا ہتھوڑی بڑی شدت سے تھکا رہتے

تھے اور شہر چاہتا تھا کہ وہ کل نکول جا جائے تاکہ جیسا کہ اوپر کے ساتھ وہ بھی اپنے پاپا کے شہر

کے لیے لیکن وہ شاید بدظن نہیں چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ شاید ہمارا شہر ہے اس ایک میسے کے اور

چاہے کچھ چھٹیں کر دے گا جب وہ یہاں ہوتا تھا تو ایک محلے میں ہی ان تینوں نے جیسا سے کو رو

ناوٹ میں سہارا لیا تاکہ کل شہر کا نکات بھی مابں شہر دورا نہ کسی بھی محلے میں انکھوں سے بھل

ماہوں ٹاپا رہا ہے وہ ویں یہاں بھی تھا کہ وہاں چلتا تو حسرت سے آتا تھا کی میسے میں

شہر کے سکول کی چھٹیاں کر دیتا

آپ بچہ سے چھوٹی ہیں آپ اس سے بڑی
 مافیہ نہیں ہوتا قرین، یہ ہے ہی وہم واتی ہو تھیں، بھگنے کا تو کچھ نہیں ہوگا
 سہارا جلدی نہیں چاہیں گے؟ کیا انہیں پڑھیں
 ورنہ کے وہم واتی ہو، کوئی مایہ حساس ہوا کہ اس وقت کا کہاں اس سے بھی بڑھ
 کر تھوڑا کرتا ہے
 نہیں ہنکل نہیں
 میسر صاحب آپ کا بیٹا بہت خوش ہے، مافیہ کو، بڑے خوشی چلتی رہی تھی
 اور میرے بچے کی مافیہ خوش نہیں ہے کیا؟
 سنا نہیں جاتا، وہ مسکراتی تھی
 چلو میں انٹرنیٹ کل خود آکر معلوم کرنا ہوں کہ وہ خوش ہے کہ نہیں
 کب روئے ہو گئے؟
 صبح چار بجے
 وہ بچہ نہیں گئے؟
 دس گیار بجے
 نہیں ہے
 ویسے یہ دس میں ایک دو دن پہلے، مافیہ نے غلط نہیں وہیں؟ غلط بتا چکا ہوں تمہیں مافیہ
 میں بھول جاتی تھی
 بھول جاتی تھی یہ دو دنوں خوش ہو رہی تھی
 یہی سنا دیتا نہیں ہے
 واقعی؟ وہ اب تجھے رہتا
 نہیں نہیں بتا، اللہ حافظ
 ورنہ نے فون پر سرے کیسے کان سے ہٹا دیا
 اچھا سو، سرپٹ میں سے آواز آئی
 جی، اس نے دوبارہ سے لگا دیا
 میں بہت خوش ہوں کہ ایک مہینے میں ابھی نہیں دیا میں؟ اور لگا
 وہ غامض رہی

اور کتنا مشکل ہوتا ہے کہ پس آ پکو محسوس ہو کہ آپ ایسا کام کرنے کا رے میں جو آپ کی بھی نظر میں بدترین یونیکس آپ پھر بھی اس نے یہ مجبور ہوں آپ کبھی آپ نہ مجبور ہوں کا اندازہ لگائی کوئی آپ سے وہ سب نام نہ ہے کہ آپ کسی صورت کرنا نہیں چاہتے کتنا مشکل ہوتا ہے خود سے لڑتے رہنا اور کتنا اوپر ہے مجھے کہ وہ جن میں دیتے رہنا اور نہ آپ جانتے بھی ہیں کہ آپ کی ماری تاویس ایک ظلم نظر کے سامنے ہے وقت ہوں کتنا غصے ہوتا ہے کہ جس میں آپ کو پیدار دہتے ہیں کہیں کو بے پردگی سے تکلف دی جائے

اور مجھے یہاں ۔۔

زمان کے پردے پر چاک سے عید کا چہرہ نمودار رہنا کوئی بھی تک مانع نہیں ہے مگر اس کی یہ چہرہ رستے ہوئے تھا اور ہر قسم کے نظروں اور ڈنڈوں کا ہمارے آپ کو دیکھتے ہو رہا تھا اس کے گھبراہٹ میں گھٹیں غولائی ہاں وہ بھی نہیں تھا وہ وہاں خوب بھی نہیں تھا اس سے ایک لمحہ کو بدل جاتا تھا

بہن وہاں سے ہے دیکھا طرف کے شیشے سے ہر گاہ ایک دیکھیں آپ انہیں کھار نہیں کھانی سے پوری دنیا میں لوگ اور مدنی بہت وہاں وہاں بھی ہزاروں کی تھی لیکن اس کے مدنی کی ناموشی تھی شاید ہے آپ سے چھپ رہا تھا وہ اور کتنا مشکل ہوتا ہے ہے آپ اور یہی حقیقت ہے چھپ

گاہ مختلف مدتوں پر چلتی رہی وہ ہنسی سے ہر گاہ سے ہر لوگوں کو دیکھ رہا تھا اس نے ایک دیکھ ہے مدتوں کی طرف نہیں اچھا شاید وہ بھی اس کی طرح وہی نقش کشا تھے لیکن کسی میں دوسرے طرف دیکھنے کی ہمت نہیں تھی

لیکن وہ یوں پشیمان ہو گئے .. ہاتھ کوٹا سچا نہیں جانتے ہلکے دو تو خوشی ہو رہے ہیں کہ نہیں جیت میں جائے ہا ایک اور موقع مل رہا ہے لیکن جائے نہیں جس کو میری طرح جیت نہیں بلکہ جسم میں ہے ایک اور ہلکا دم مار رہے ہیں

گاہی چاک سے رک گئی اس نے گاہی نے مارے دیکھا تو رگ کوئی نہیں تھا بلکہ وہ ایک چھوٹا سا خالی میدان تھا وہ انہیں پیچھے تر اوڑھائے پیچھے ایک ایک رکے وہ سب بھی نکل آئے رہے تھے یہاں نہیں تھی تصویروں کے ذریعے یہ جگہ نہیں گئی وہ کھانا اور یہ وہاں گئی تھی وہاں سے آگے کے کرتے بھی اس سب کو رہے تھے

یہاں سے تم لوگ بدلنے کی طرح اور ان رستے سے جاؤ گے جہم لوگوں کو سمجھاؤ گی ہے میں بھی

رموں گا اور میں یہ تنہا کروں گا تم لوگوں کا پہنا کام ۔ نے ہوئے یہ منظر مت سوچنا کہ سب
 بعد کیا ہوگا نہیں رکھو کہ جس دہشت کا جس سے وعدہ کیا گیا کہ یہ منظر ویرانی ہوگا لیکس میں تیرا پیسے کہ
 سب پہنا کام پیدا ہوئی ہے کریں یہ سب پتی پتی یہ یہ ناواور لہ کا کام سے ارجا ہوئے
 جوئے اس شخص نے کئی انگلیوں سے مجاہدہ کی طرف ویسٹ وہ مجھے کیا کہنے کے سر سے معاف ہے وہ
 شخص بھی ہوتا ہے

ن سب نے گاڑی کی ڈکی میں سے بنا پٹا سا ہاں تھا وہ سب کرکھوڑا ان سب کے تکتے تے
 چہ وہی میں ہے ایک وہی چہ ہوتا جس پر جب پانے کو خوش نہیں تھی

پے پے سامان میں سے سب سے دریاں نکالی جو میں اس کام سے کی تھی جس گاڑی
 کے ہر حصہ پر ہاں تبدیل کیا وہ کچھ تنصیر ہاں سے ہر چھپا ہے وہ کچھ ہاں میں ٹپ سے کچھ
 تنصیر سے عاواہ بھی تھے جو چیز سے ایک بیگ میں تھے نکل رہے تھے یہ ت کے مطابق ان سب
 نے اپنی اپنی ڈھکی مشن ہو گئی سو روٹی ہاں کروہر غلط سے فوجی ہی لگ رہے تھے

سب سے ل کر اللہ کبر کا ایک حرہ ملتا ہوا اور اس شخص کو چل پھوڑا ہاں سے روانہ

جو گئے

وہ پیدل اس کمارت کی طرف جا رہے تھے رتے نہیں یہ معلوم تھے تصویریں و نقوش
 کو یاد کر کے مڑے تھے کچھ نہیں خوب چھٹی طرح نکلیا تھا عمر جعفر و سیف لہذا رت کے
 پیچھے کی طرف سے گھوم کر ۔ رت کی طرف سے لکھن بھی کسی کی نظروں میں آئے تھے تھوڑی
 دیر گھڑے تھے بچہ دیر و ماہر حمہ پیچھے کی طرف ہی رہ گئے تھوڑی دیر وہاں رہ کر دوسری دور سے
 وہ مختلف روہوں سے دیوہاں کا اند رہا رہے رہے منا بہ جگہ اور پے دستوں کا اشارہ دیا دیا رہا نے
 پے ہاں میں چھپا ہوا مولی دور میں وہی بدوقت نکالی ورنہ دیکھ کے ایک کونے میں لگے ہوئے
 کیمرے کا نشانہ ہوا وہم سے ہی مجھے وہ کیمرا میں رہتا حیدر جو پہلے ہی مدعوں کو کانٹے والی رازی
 تھیں تھے کمر تھا فور سے بھاگا اور پیار یہ گاہا ہوا باڈو کانٹے لگا سب منظر پیچھے تھوڑے ہی منبوعہ
 جس کا ایک سر پہلے سے ایک گاڑی کی صورت بدھا ہوا تھا کہ کسی سمت بھاگا مجھ نے یہ بدوقت
 دیا پے ہاں میں چھپا ہوا دور سے مجھے ایک انڈیا کر سب پیچھے بھاگا حیدر نے چند ہی لمحوں میں
 اس وڈو اس طرح سے کام کیا کہ جج میں لگے وڈو پیمانہ نے نا کافی نظر راستہ میں یہ تھا حمہ سے کوئی بھی
 دیکھ نہ سکتا تھا کہ وہ جا کر باڈو پیچھے لگا لگے سب داغ میں پھنس گئی ورنہ ہاں کیوں کے جھٹکی وہ

قیسوں نے جیسے ہی پورچیاں دیکھیں تھیں پناہ پناہ سمجھا سے وہ قیسوں نے اپنے مقررہ اہداف کے طرف
بھاگے اور اس جگہ کو ہی چھوڑ دیا۔ اس جگہ میں ان تین بندوں کا ساتھ تھا جو گیس سے جو آ رہے تھے
کچھ سہارا ملے۔ چے پاس موجود تھا لیکن کافی اس جگہ میں پڑا ہوا تھا۔

فوجی وردی میں میچیں اور کندھوں اور پیسے پر تمسے سجائے وہ تینوں بڑے۔ بارعب انداز میں سکول کے ٹیٹ پر پہنچے۔ وہ چونک کر کسی فوجی گاڑی سے اٹھیں۔ اترے۔ تھے اس لیے ٹیٹ پر کھڑے۔ چونکنا اس کے شک کے مطابق کورٹ میں۔ نے کہیں وہ بڑے۔ خراب خراب پلٹے سے وہ دھڑ دھڑا پلٹتے رہے۔ ایسے جیسے وہ معمولی سی ڈیوٹی پر نکلے ہوں اور چلتے چلتے دھڑکی آئے۔ نکلے ہوں۔ چونکنا اس نے ان کی طرف دیکھا اور اس کے صیغے اور کچھ۔ درمیان پہ ایک سیٹ پر بار بار رہا۔ کھول۔ نہیں خوش آمدید کہا۔ وہ تینوں بل بل میں بہت جیسے ٹکٹ چہ۔ بڑے۔ ف۔ سکر۔ ٹیٹ ہی آئے۔ دی

اب سے ”گئے عمر“ کے بعد جمعہ ور کے بعد سیف اللہ یکے بعد دیگرے درجہ اعلیٰ ہوئے۔ وہ آگے جاتی رہے تھے کہ چاک کوئی بی بی تیار کیے۔ سیف ایک طرف، رزم دہری طرف مڑ گئے۔ کے دونوں طرف بیٹھے چوبیدہ بیٹھا۔ اس چاک حصے کیلئے بالکل تیار تھا۔ سو فیصد کسی بد قسمت کے کئی کوسوں نالائق نہ بن گئے۔ یہاں تھیوں کا پہلا بد وقت تھا جو کہ اسوں نے بخوبی سراہی ہوئی تھی۔ اس بار سے مرخصی کے دو دن نہیں نے اپنے ساتھ ہیوں کو بھی ساتھ لے دیا۔ پھر، نکلتے کچھ پاتھا۔ وہ فوراً ہی وہاں گئے اور چند یکنندہ کے دو دن ہی وہاں پہنچے تھے۔ پھر تھیں۔ رزم دہری کے ساتھ ساتھ پہنچ گئے تھے۔

میں ایک بے گناہ کی جہاں بنا اور پوری انسانیت کی جہاں بنا ایک برہمن ہیں رحمت میں
 وہ دوسرے قاری اور میں کی آواز آئی اس کمرے کی طرف اس نے یہ ہتھ قدم رک گئے وہ اس غارت کی
 تنہا کی تاریکیوں میں چلا تھا وہ بے گناہ تھا وہ چلا رہا تھا جو بچوں سے بھر جاتا تھا کمرہ تھا
 چھوٹا درختوں کے گونے کوئی بھی نہیں دیکھتا یہ حرارت کی تو مٹا مٹا رہا تھا انہیں نہیں بلکہ تمہارے
 پورے جہاں کو جھٹکتا ہے گا عورت، صاحب کی آواز

تم یہ سمجھو کہ صاحب نے شہر سا قراہٹ کی پڑی ہے تو۔۔۔ روٹیکس پہ قصور نہیں
مست ہو گا ماری اور میں ایک دوسرے کو لے گئے تھے

۳۔ غصہ نہ کر۔ غصہ کرنے تو یہ کام کوئی اور کرے گا لیکن چاہے جس طرح کی بات ہو اور چاہے کتنا ہی غصہ ہو۔

نیکو راہ پیادوں کے بھی۔ ایک قہقہے کے ساتھ مورنا صاحبہ نے آواز بھری تھی
 جیہا تم فی دلوں میں مست ہو۔ یہ تمہیں بھی قاری اور پس نا مانا جاتے ہیں۔ آگے مت بڑھو
 میں تو کہہ رہا ہوں کہ خود کو قاری دریں بے سے بچاؤ اور نہ تم بھی ماری رہو گی ویسے ہی رہو گے
 جیسے وہ رہے ہیں آگے بڑھو۔ سے پہلے کہ وہ بوجاے اور عبداللہ
 نہیں نہیں۔ محمد اللہ نہیں۔ عبداللہ کو کچھ مست ہوتا۔ میں کرتا ہوں۔ سب کرتا ہوں۔ وہ
 خود سے پالتا رہا۔

قاری اور پس ایک دوسرے ہار گئے تھے جیسے وہ پیشہ ہارتے تھے اور مورنا صاحبہ ایک دوسرے ایک
 گئے تھے جیسے وہ ہمیشہ جیتتے تھے پس فرق تھا تھا کہ یہ بے اہل مورنا صاحبہ کا مقصد تھا اور ب
 آخر کار قاری، پس میں صدقت پہ پیاس لے ہی آیا تھا لیکن سب شاید۔۔۔ گئی تھی
 متا عجیب ہے کہ تاجر صاحب بن حق اور باطل کے بیچ میں فرق ہی ان پر ہے اور جب سے مجھ
 آجائے تو آپ تک اکا و وحی کے سر سے مسرود ہوں۔ نئے سرے سے سوچا
 نہیں ہے اسے فارنگ کی آواز سنائی دی۔ وہ مجھ سے کہ یہ سب راتوں کی طرف سے ہی
 کیا گیا ہے یہ بتانے کیسے کہ ان سب کا وقت شروع ہو گیا ہے اور نہیں جلد سے جلد پٹاکم میں کر کے
 یہاں سے نکلنا بھی ہے اور وہ جانتا تھا کہ اس کام میں اگر اس نے سب چند لمحوں کی بھی تاثر ماری تو اس
 پر قیامت ڈھانے والے شرمیر پا کر نے میں چند لمحے دیر نہیں رہیں گے وہ جلدی سے اس کمرے کی طرف
 بھاگا

بھاگتا تھا۔

مسئلہ فارنگ شروع ہو گئی تھی اور یہی کہ ایک لمحے کو بھی نہیں رک رہی تھی وہ ایک کمرے میں
 داخل ہو چکا تھا جہاں بچے اور بے مسئلہ فارنگ کی آواز سن رہے تھے اس نے جلدی سے
 دروازہ بند کیا اور وہیں کھڑ ہو گیا
 رمدگی میں ان یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ اسے فارنگ نہ تھا یا کسی۔ چاہے تھی یا پھر بچہ یا رمدگی
 ہاتھ میں تھپتھا تھا وہ تو بہت عرصے سے کھانے کی طرح ہتھیاروں سے لکھتا آ رہا تھا لیکن آج نکل رمدگی
 کا مشکل ترین کام تھا۔ اسے فوجی وری میں ہوں اور بیٹے پہ فوجی تھے سب سے ہاتھ میں سہمہ ہے کیک
 بچے مجھ ہی ہیں پھر سب سے تھے کہ وہ آخر بچے کوئی اور یا۔ نے آیا ہے؟
 تو یہی پھر وہ دوسری کمرے سے ان کے پاس دیا کی دس سال کی محنت کہ بے قصیدہ شتم نہیں کر سکتا

رحمنے جید کی آواز کا۔ اس نے چونک کر پیچھے دیکھا لیکن وہاں تو کوئی نہیں تھا۔
 اس سے اب بھی مسلسل فائرنگ آ رہی تھی۔ سنا مطلب یہی تھا کہ سنے مانگی پنا کام
 کر رہے تھے۔ جو بگچہ بٹ ڈاکٹر تھا وہ اب وہی تھا۔ رورہا جان تھا کہ ان سب کے پروں اور جوتوں
 سے شملک چھوٹے چھوٹے کیمروں سے چند لمحوں میں ہی مرکز میں بیٹھے منسوب ساروں کو پتہ چل جائے
 گا۔ پتا چل جائیگا کہ کون کونسا جہاد اللہ ہی پنا کام نہیں کر رہا۔

ہاتھ اوپر کر لو اس نے مانا یہ

کسی نے ہاتھ دیہ نہیں کیے۔ مارے بچے اب بھی تھے۔ سب سے تھے اس بڑے کے۔ میں
 سے مارے بچوں کے۔ اب سے ایک نو جوان عورت عڑی تھی جو شاید صورتوں کو کچھ بگچہ تھی اسے بھانک
 ۔ بچوں کے س سے کھڑی ہو گئی بد شکل وہ ہے جیسے کبھی جید کے۔ س سے عڑی۔ بیتی تھی جب بھی فضل اسلی
 شرارتوں پر فحشے میں اسے مارنے لگتا آڑ چوہا سے بچا نہیں پاتی تھی
 میں کبہ رہا ہوں کہ ہاتھ اوپر کر لو۔ درجہ دی سے کلا۔ پنا حلو۔ وہ چیخا۔ ان سب نے ہاتھ دیہ کر دیے
 اس نے یہی کلا شگوف پید کی

تم چہ یک عبد اللہ فی حاضر سے عبد اللہ نیسے مار تلے جو جرت ۴۴ آواز عا یہ کی تھی
 ۴۴ ق کھوں۔ سے کل کر جگلاوں پر بہ گئے

اب سے بچوں کی، اہال بنے دیوشش کرنے اور ایک عورت جو کہ مضموموں کو چائے پیسے کھڑی تھی
 وروہ ایک مرد جو کہ مضموموں کو مٹانے آیا تھا۔ کتنا فرق تھا
 وہ سب جاتی سے ایک بے تھے۔ وہاں نے بھی آیا تھا اور وہ بھی رہا تھا۔ بد وقت بھی یہی کی
 ورا سب بھی بہا رہا تھا۔ چھ عجیب ہی منظر تھا۔ کلا شگوف کار ٹیکر ب نہیں رہا تھا اس سے
 تمہار وقت بہت کم ہے مجاہد۔ میں اب سمجھ لو کہ قسم س نے وہ ہے۔ ٹانوں میں ایک ہار چار
 صوبہ صاحب کی آواز کو بگچی

بگچی نہیں۔ اورا نے آتھیں مذہ سے بھیج کر رڑ مارا دیا

اس نے آتھیں کھوں تو اس کرے میں سے خون کے عدد وہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اب نئی
 آتھوں۔ آتھیں نہیں ٹال رہے تھے۔ اس سے پنے کہ وہ کچھ۔ کچھ بیٹا اور باکر سے دک جاتا وہ اس
 کمرے سے ہی گا۔

اب رہا کلاہر پے چست پے جاتا تھا۔ وہ بھانگ کر یہ بھیہیں بھانک پہنچا۔ دریک جت میں نئی کی

میدھیاں بھونکتی تھیں۔ کچھ ہی لمحوں میں چھت پر جا بیٹھا۔ ہنا ایک کام وہ کر چکا تھا۔ اب سارا دوسرا کام یہ تھا کہ چھت پر سے وہ اپنے ماتھیوں کا بچہ سر سے ڈال دے۔ وہ اچھا نشا منور تھا اس لیے اسے یہ کام دیا گیا تھا۔ چھت پر جا کر اس نے اپنی درشتی و ہمدوق نکالی اور دو دو رنگ دور بین سے جا کر اس پر ایک بھگت سے ایک بھگت گاڑی۔ بڑی رفتاری سے کنول کی جا ب آتی دیکھا دیکھی۔

مطلب یہ کہ ہمیں پڑھ گنتی سے اس نے سچا

وہ بھگت کر چھت کے کونے میں گہرا اور اس گاڑی کو بچے دور بین کے حصار میں ہے مسلسل نکال کر لے جاتا۔ وہ کافی ترس رہا تھا۔ اس نے جھڑکی سے اپنی ہمدوق پیدگی کی وجہ چار دیواری نے پیچھے سے کھر بھونکی کہ نہ بولی بول چھنا بھی تو سے مانگنی۔ اور اس کام میں وہ کافی مامور تھا۔ پچھلے ہی وہ اپنے کام سے تھے۔ دور کے نشا نے جا رہا۔ رتی ہی بیٹا تھا لیکر قیاس تھا کہ پہلے کبھی سے موت سے ڈر نہیں لگا تھا۔ آتی وہ موت سے ڈر رہا تھا۔ پہلے وہ شہادت کی حالت میں رہتا تھا۔ آتی وہ زندگی کی اس میں تر رہتا

پچھلے سے خائونگ اور انسانی جھگڑوں کو دیکھ کر بھی آ رہی تھی

گالی سول کے تیرہ سے تھوڑے ما بھلے پر کڑی ہو گئی۔ کئی دور بین سے سنا محض وہ جاری رہا۔ وہ گاڑی کی رائے واں بیٹ سے ایک لوجن بڑا تیزی سے نکلا۔ مجاہد نے اس پر قوی چار دیواری کی کوشش کی۔ لیکن سنا۔ دیکھا تھا کہ وہ کوئی نہیں چلا سکا۔ گاڑی نے جھپکے جھپکے سے پیڑ پھاٹی بھی لکھے۔ اس نے سنا۔ سنا اور کوئی چلا دیا۔

نکاح۔ انسانی دوری کی وحدانیت ایک دیکھ کر کام کر گئی تھی۔ کوئی سہی جا کر ایک سہی کے ماتھے پر لگی۔ اور اس نے دوبارہ کوئی حالت نہیں کی۔ اس چاکر جسے پیسے ٹا پر وہ ہنگ تیار نہیں تھے۔ بوفور میں پر بیٹ گئے۔ درپے کے بل جاتے۔ تروٹ کی

اب اس کے لیے انکا محام رہا کہ اور انہیں نشا نہ ملنا آتا۔ اس نہیں تھا۔ اس نے ہتھ دھونجی گاڑیوں

کو بھی اسی طرف آتے دیکھا

نہ کب

نہ نے حرا بلند بارہ جیوں پر کوئیوں ہی بوجھ نہ رہا۔ وہ جاتا تھا کہ کوئی کوئی کوئی نہیں سے کسی کو لگا نہیں ہے کیونکہ وہ سب اب یو کی اوت میں چل رہے تھے۔ نہیں وہ بھر بھی کوئی بے مانتا رہا۔ یہ وہ فوجیوں کی رہا۔ نہ کہ مانتا تھا۔ تا کہ نہیں ٹھکنے کا موقع ملے۔ اب نیچے سے غارتگی کی آواز نہ ہو گئی تھی۔ اور کچھ عجیب افرتوں کا مانتا تھا

بہ نکل جانا پھرے۔ اس نے سر موٹوں کی درمیدہ بھیاں پھلانگتا پھلے تر آیا۔ فوجی مدد آچکے تھے۔ وہ دھڑ دھڑھٹے بھی نکل رہا۔ بیچ جانے والے بچوں کے ہتھ میں سے بھی گنا رہا۔ اسے اس وقت تک کچھ بھی نہ

۱۰. میں نے سید الفکرؑ کو بھی کمرے سے نکال دیا تھا۔

نہیں پتہ چھپکتے ہی ماجانے جہاں سے کوئی آں اور بیف کا سیدہ پیر جی جی جی ۱۹۰۹ء
 ترکی محمد نے کوئی کی ست دیں تو کوئی کی نو جوان لڑکی اسراں ہستول سے لگی تھی محمد نے جلدی
 سے پتی ہستول پیدھی کی نکس وہ سکا تھانہ نہیں سے منادہ یک سے میں وہاں سے ہست چلتا تھا
 محمد جی تھانہ ہار تھا تو وہ بھی والی عام آؤں نہیں تھا۔ تریت رفت لڑکی اسراں وہ بھی

وایچر سے بھگتا ہاگو یاں بھی چلا تا۔ ہائیں بے سے پاس۔ ہاگو یاں نہیں بچیں تھیں سوہا آرمی
 کو یاں چلا تے۔ سے اجتا پانے لگا۔ سے مایہ کے سے ساتھیوں کے پاس بھی تو یاں تفریا ٹم۔ چنگی
 ہوئی۔ میں۔ سے سب کو چھری سے میں فر تو کی کا نام۔ آٹھ کر میں دیو رو پھاندا تھا ویر چھرواں سے
 بھی کہتا تھا۔

وہ بھی جیت کر اور کھلی۔ اسے رفو بیوس کی سمجھ سے خود کو بچاتا تھا۔ گتا رہا۔ وہ پہلے کبھی یہ
 بھانگا نہیں تھا۔ نہیں آف رہی تھی۔ اسے بھانگنے پر مجبور نہ رہی تھی۔

دوسرے چوتھائیوں ہاں میں تھے جیسے پہلے ہیچ نے میں فو دیوں کو دقت پیش آ رہی تھی
 ایک بار سے موقع ملا وہاں نے کھڑے ہو کر دوڑ لگا دی۔ اس سے اس نے عمرہ کو بھی دیکھ لیا نہیں وہ
 بھی گم نہیں رہا تھا بلکہ فو دیوں اور یہ گتے بچوں پر تاک تاک کر کوہ چا رہا تھا وہ
 حمزہ اس نے آو رو بچے کی خوشنکی

نہیں ٹھہری مجھے یک کوہ ۲۔ ورنہ ناگہ میں پھپھت جوتی۔ وہ زکھرا کر گر گھا۔ آوارا اسکے
 غمے میں بہتی

حمر دے تھوڑے بنا سے پر ب حیدر بھی۔ نے نظر آیا وہ کہیں بھی چہ رہا تھا اس ٹوٹا ہوا دیوار کی
مست جا بھی رہا تھا لیکن کئی غارتگ کی آوازوں سے ب لگ رہا تھا کہ سے پاس بھی ب کوئی نہیں وہ
طاقت نہیں رہی وہ جھٹ کر چلتے پھر انھوں نے ایک کو چہرے سے رہتا تے وردیہ جھٹ جاتے

4

میں نے جڑ پیسے چاہے کی کوشش کی لیکن علی ۲۰۰ روپے متاثر ہو کر رہ گئی، مگر میں نے ایک

دھماکے سے حیدر کا جسم کئی پچھلی صیغہ رومال کے ٹکڑوں میں ٹھٹھ میں ٹھہر گئے
 دھماکہ برآمد۔ میں ایک کمرے کے سامنے ہوا تھا اور وہاں آگ لگ گئی تھی کمرے کے در
 سے آگ نے دو مصوم چیخوں سے لگ رہا تھا کہ تم۔ کے بعد روڑہ اپنے موجودہ شے براہ۔ میں پہلی
 آگ کی وجہ سے وہ نہیں نکل سکتے تھے وہ اس منظر سے کان دور تھا لیکن اس نے دیکھا کہ وہ نوجوان
 فوجی ہیں گناہ آگ نے سہار گیا وہ چند لمحوں بعد پے ہند میں پڑے تھے چار پے ٹھٹھ کے نکل آئے اور کو
 دوسروں کے جے کر کے خود وہ آگ میں خود کو لگا لیکن اس کا وہ نکل نہیں سڑا اور ٹھٹھ ایک دیکھ کر
 دھماکے سے کوچ گئی اس فوجی کا جسم دھماکے کے ماتھے صاف میں وہ ٹھٹھ آگ سے
 باہر جا رہا تھا وہ نواپے لگا جیسے اللہ نے اسے جہم کی آگ سے باہر نکال دیا جو
 چھ فوجی غدر کر رہے تھے بچوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا کہ وہ برا کریت سے باہر نکال
 رہے تھے وہ آگ میں نکل کر تھے میں تھے میں کی بجائے ایک نامعلوم مسٹ سے کوئی آن اور
 بغیر ہاتھ پائے ہوئے تھے اسی مسٹ میں گیا
 بچہ ہوا کہ وہاں سے نکلتا تھا۔ گردہ مولانا صاحب نے ہاں تربیت یافتہ
 تھے وہ تو اس سے ہندوستانی تربیت یافتہ تھے
 وہ پھر وہ تو روڑہ کیوں اپنے رہاؤں کے مقابلے میں روڑہ کیوں بچنے آئے تھے۔ وہ بچنے
 والے ہمیشہ سے مارنے والے سے زیادہ طاقتور رہا ہے
 وہ اپنے آپ کو گھسیٹتا رہا دھماکے کے نتیجے میں پچیسویں دھمکیوں سے سے تھوڑے بعد ٹی روڑہ
 انھوں نے تھی ہانگ نے ساتھ ساتھ گھسیٹتا رہا چار ہانگ بیچکانے کی کوشش کرتا رہا
 تھی وہ دیوار سے تھوڑے فاصلے پر تھا کہ سے دھماکہ دیوار پر سے وہ دیوار کا بچہ تھی
 پے سے ہانگ لے۔ اب کہا ہوگا۔ وہ بچی دیو رکھ رکھ رہا تھی ہانگ کا سوتلا مرد پریشان
 ہو گیا جھٹ پے سے وہاں تھا۔ رہا تھا وہی مسٹر بھی چپا چپا ہانگ سے آگ لگا۔ وہ تو بالکل عادی
 ہاتھ تو مضبوط تھا پے رکش کے سامنے آگ لگا رہا تھا
 اب میں زمانہ میں چند لمحوں میں ہی نکلتا تھا وہاں کی تلاش تو جاری تھی وہ وہاں جانتے تھے کہ تھی
 تلاش میں سب سے بڑا رکاوٹ مصوم بچوں کی جھپٹیں ہیں وہ فوجی نہیں تھیں میں تلاش کرتے
 رہی کیوں ہے عمر ۱۹۳۵ اس نے چیخ رہا تھا۔ یکے بعد دیگرے سنے والے وہاں کے چہچہ
 میں اتنا حواس بھٹا کہ وہ تھا کہ انگو بھگنے کا وقت مل گیا تھا
 عمر نے مزید جھٹ کی طرف دیکھا

دی میں نے اُٹھ بی اور یہ م بھی میں نے رکھے تھے کیونکہ مجھے حکم تھا کہ کوئی شہت نہیں چہا ہے

نہیں میں تو لکنا بھی ہے اور دوسرے جتنا

ہم میں سے کوئی نہیں نکل رہا اور نکل سکتا ہے۔ ہم اس وقت پورے طور پر فوجی تھے۔ میں
ہیں میں یہاں پر تم لوگوں کا ہی انتظار کر رہا تھا تاکہ ایک آخری مرض بھی نہاں
نہ نہ

نے خیر، لگایا، دھڑ یک بار پچا، یک دھڑ کے سے کوٹج بھی جھم نے پے جسم سے کم دھڑ
خود کوڑا تھا۔ مانتو کھڑے علم کے جسم کے بھی پے پٹے ٹکے تھے۔ وہ جو ٹکڑے دور تھا اس پے دھڑ کے
سے مزید دور پٹے۔

وہ موٹا میں تھا جسم میں درہ کی سی ہر ہر ٹھہری تھی جیسے کون سے تختے میں لگے ہوئے ہے
تھار کیوں پر کھینٹ رہا ہو در جسم پیسے بل رہا تھا جیسے جسم کی شدید آگ کی پیٹ میں ہو
نکلی ہر گھٹیل سے آ سوٹکل رہے تھے اور وہاں مانتو کہ یہ درہ کے آ سو میں۔ فاسر کیاری کے
گر پڑی بیٹ پر لگنا تھا اور اسی پر پڑا تھا اسے وہ آ لکھیں گھول۔ پے جسم کو دیکھ لگتا تھا۔ در یک
دور کھینٹ کے بعد دورہ دیکھنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔ لکے میں طرے۔ لکے سے نکلا ہو خون
پڑا تھا۔ ایک ڈانگ کا پچھے اور دورہ تقریباً آ گیا تھا میں کہشت کا ایک وقت تھا جس سے وہ
ویرہ سے جسم سے فاصلہ تھا۔ دورہ ڈانگ کی تو نہیں مگی نہیں لکے فانی جسم سے پڑا کوشت سمیت
پیسے لگ۔ ہو گیا تھا کہ غرہ کی ہڈی صاف نظر آرہی تھی اور زخم چلنے کی وجہ سے مانتو کہشت
کا ہو گیا تھا۔ بیٹ پر لگے سے اس میں سے بھی خوب کا ایک فورہ بل پڑا تھا جسم کا اوپر کی حصہ وہ
دیکھ نہیں سکا لیکن دورہ در جھلنے سے لگ رہا تھا کہ مانتو جسم کا کوشت پوست کی طرح ہڈیوں سے لگ
مہر جل نہ ہوگا۔ نے آ لکھیں ہر سر کے آ کی مانتو پے رب کوڑے کی خوشی کی ور لگے کے پے
روپ جڑا۔ لیکن غل مانتو سے لگے نہیں لگا سکا

انتہ میں چاہتا کہ میں ایل رمان سے رمانا م لوہا سے لکے سے سوچا

آ سو میں نہ شدت میں مانتو۔ اس نے ہر گھٹیل میں

جا مجھو اور نو بیت یا لیکن تیری داب ہار گئی۔ اپنا بیبا بھی ور یعنی، مانتو بھی۔ چھے کسی کی ہاں
بیبا ہر نہیں سکتا تھا پھر تو نے سے سے تصور میں کہ کیسے سے دیکھی سے اور ۲۵

ماں مجھ لکھا ہوں ایک آخری وار مجھے بول لے۔ وہ اپنی دیکھ کر پرور سے ماں۔ بے انتہاء
رہا تھا

ماں مجھ لکھا میرا جسے تو رٹا نہیں ہے۔ وہ تو بے نام نہ تھا جس دس وہ میری ماں مانتے ہوئے
بڑے دھڑ سے چلا گیا تھا۔ تو تاجی بد اللہ نے رکھتے نہیں

ماں نے بد ماں چاہا

نہیں نہیں تو رٹتے نہیں ہو سکتا۔ رٹتے تو میرا بیٹا تھا۔ ہمارے عبداللہ کا یہ تھا وہ۔ تو تو قاتل ہے
بہت مارے۔ عبداللہ کا

ماں

وہ بد بھی تھا۔ وہ رہتا چاہتا تھا لیکن ماں ہاتھ نہیں دے رہی تھی

میں بد سے کہوں گی کہ وہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ بلکہ تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ یہ قاتل ہے۔ صرف
قاتل

وہ بد بھی تھی۔ بہت آنکھوں کا پیر ہا ایک اور پھر شفاف ہو گیا اس نے آنکھیں کھولیں میں
سے لگے ہاتھ جیسے بول سے سسر سے چڑی اڑے رہا موڑ چلن کی تھی جیسے بول سے بڑے کتے شعلوں
پر بھول رہا تھا۔

کیا موت کی تکلیف مانتی رہا۔ وہ موتی ہے؟ وہ وہیں کو موت دیتے ہوئے آن وہ خود اسی کا شکار تھا
سے یاد آیا وہ جو اس فون کی جو ٹو بھڑکتے شعلوں میں نکلا۔ تھا اور پھر بھڑکتے شعلوں نے سے خود ہی
خود سے اور بچھڑکا

سے جھلا کیوں تکلیف ہوگی رحمت ۱۹۹۶ وہ تو میرے ظلم کے ثنائوں کی چائیں بچانے آیا تھا۔ اس
داروں کے پردے پر بھرنے والا ہو گیا۔ عاید تھی

تیرے۔ وہ نے تو پیسے درمیاں کیے کیا سے رحمت تم نے کیا کیا کیا؟ چنے ہاتھ بھی درم
سب کے ہاتھ بھی اس سب سے بہتر یہ ہوتا کہ تم کی دہلیں بیک جان لے جتے چہ تمہیں بنا چلا
تھا سب کا وہ غور کیا ہاتھ۔ وہ کی دہلیں میں سے تیرے سر نے سے تو بہتر ہوتا کہ ایک درم
موت کا کنا ہا پیر سے جتے

وہ بول کچھ نہیں سکتا تھا۔ وہ مرنا چاہتا تھا لیکن

یہ موت تھی درمیں ۱۹۹۶ تھے یہ موت بھی بول نہیں سکتی ۱۹۹۶ نے تلخی سے سوچا آج
سے غار وہ ہوتا تھا کہ موت تلخی تکلیف وہ موتی ہے۔ وہ خود بھی تو موت کا ہی۔ مر رہا نہیں ہے

نور انہاں چلا رہا تھا اور حال کیا تھا کہ نال دی ہونا تکلیف دہی رہا نہ تھی
وہ درد سے بچتا چلا رہا تھا لیکن نہیں بچتا تھا ۔ کیا وہاں دریا اور بند تھی

میں سے تم سے بھاگتا تھا کہ ایک بات میں سے جوش تر سے نہیں کہہ سکتا اور وہ بھی بات تھی کہ اس
کا میں ایک تو تمہارے درد پہنا تھا میں نے اسے بچ بھی جاوے گا تو تمہاری وہی کا کوئی رستہ نہیں ہے اس
درد میں کے پردے پر ابھر نے نالی بھی بڑا کٹر شکل کی تھی

تو دھوکہ ہو رہا تھا ۔ ساتھ ۔ عرصہ صوفی کی نہیں ہے ۔ وہ ف موقوف ہی رہا
نہیں تھک اپنے گناہوں کا پے ساتھ ہونے والے دھوکے کا رنگ دیتے ہو گئے رہے ۔ اور
تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں ہوتا بلکہ اس پر تمہارے چھلے ساہ تمہارے سامنے آئے ہیں ۔ اللہ چاہتا ہے نہیں
تھا کہ تمہیں صاف رہے اور تمہیں آری ملے ۔ یہ کہ لو کہ کتب کو تکلیف رہے چکے بہت کم ہیں
اور پھر یہ بولا تھی

تو ہمارے ساتھ جمعہ کو بھیجا ہی سیجے گیا تھا کہ ہم میں سے کوئی ۔ دہا اپنے نام میں سے کسی کے
پاس نہ لیں ۔ تھے مطلب ۔ رہے دھوکے کرنے کی ۔ جمعہ ہی تھا جس سے پہلے دھوکے مرے پتھوں سمیت
حمرہ کو ۔ اور پھر ہم دونوں بچ جانے والوں کو اپنے سمیت ڈالیا دی گئی تھی تو کسی نے کان نہیں دیا اس نے
دھوکے سے پہلے بتا دیا کہ اسے یہی حکم ملا تھا ۔ رہا میں آئی کے درد ہو رہے تھے اور نال تکلیف کی
شدت میں صاف ہو رہا تھا ۔ یہ کیسی تکلیف تھی جو نہ پہنچا رہی تھی اور ختم ہونے کا نام نہیں ہے وہی
نہیں ۔ سے نکلا جیسے موت بھی اس سے نفرت ۔ نے لگا ہے ۔ اور جو زندگی اس میں یہاں تک آیا تھا اب
پہلے سے موت کی تہا رہا تھا

ہاں مظل ضیاء بھگت تم لیکن افسوس کہ بہت دیر سے مجھے وہ لکھیں پھانا ۔ اور آتا
اس نے نہ لکھیں لکھوں ۔ درد کی شدت سے چلا نا چاہا لیکن ہاں نہ لکھیں لکھتے تھے
پورے جسم میں مریں لگیں آ لکھیں تھیں جو سداست تھیں یعنی کہ اللہ سے دیکھا چاہتا تھا کہ دیکھ لو کہ موت
اللہ ایک میری رہی تھی اور ایک میری ۔ میری رہی کی ہاتھ وہ تھی جو نو جوان فوجی نے صاف لگا ۔ در کم وقت
کی ۔ اور میری رہی کی مارے کہ تو جو موت ڈھٹا پھرنا تھا اب پہلے سے موت مانگ رہا ہے
تو ۔ مولا صاحب نے ہم سے رحمت میرے عہد لکھیں بہت رہے معصوموں کے
ہو سکے رہے ہیں ۔ یہ تدبیر غصے میں تھی

اس وقت وہ دردوں میں مبتلا تھا ۔ ایک بچتا تھا ۔ کا شدید درد تھا جو کسی بھی قدر بہت کم نہیں
کے لیے بہت تکلیف دہ تھا ہے درد دہرا دہرا ۔ سوے جسم کا جھکانا درد تھا جو قابل بیان تھا ۔ اس

دیو جی وہ پہلے گل پین کی انگر کوئی جتنی چاہتی صورت ہوتی تو اس وقت اس کو دھانسی بھی ایک کس تصور کرتا۔

بکھرے ہوئے دل صبح اس نے بہت ہیتے سے بچا ہے تھے، ہلکے پیٹھ اور جگہ جگہ سے پانی ہوا
یا، ٹرٹ میں میوں وہ انتظار میں کھڑی ہوا گاڑیوں کے کچ میں رستہ بتاتے ہوئے ایسے بھاگ
رہا تھا جیسے، سے رٹرو دھندلکھا لیکن نہیں دے وہاں جگہ جگہ بھاگتے بھاگتے کھڑی گاڑیوں کے شیشوں میں
ٹرٹ پھنس جاتے سے وہ ہٹھ ٹھکیوں سے پھٹ بلی تھی اور یک جگہ سی گاڑی کی ڈاکی سے ٹکر نے
دوڑنے کے نتیجے میں اس کے نہیں ہاتھ پہ چھوٹ بھی آتا اور اس سے جوں بھی نکل رہا تھا لیکن اس سب کی
پر والا سے پہلی تھی۔ سے تو صبا سے پاس پہنچتا تھا جو جانے کس مشکل میں ہوگی اور نے رسوا
کو کھانا کیا ہوگا

وہ بھاگتا رہا، پیسے جیسے بھی تھکے گا نہیں۔

ر آپ آگے نہیں چلتے آگے نہ دیکھ کر کیا جا رہا ہے بھی وہ سکرل سے ٹھوڑے ہی فاصلے
پر تھا کہ ایک فوجی نے سے روک دیا

وہ مہلتوں کی طرح مکمل طرف دیکھتا ہوا، اس کا حلیہ اور کئی جالا، مکمل آنکھوں کی دو سمیت
منا حال بتائے کو پہلی تھی

عم مجھے چاہا سے، وہ بڑی مشکل سے ہوا۔

تس چاہتا ہوں سر لیکن وہاں کام ہو رہا ہے، اور آپ سب کا چاہنا نقصان میں صدمے کا سبب بن سکتا
ہے فوجی جوان نے وہاں کھڑے لوگوں کی طرف اشارہ کیا

اس نے رٹرو دیکھا، وہاں واقعی بہت سارے لوگ کھڑے تھے، جہاں پہلے وہاں جہاں
ہوئے تھے بہت سارے مرد اور بہت ساری خواتین سب کو اپنے چاروں کی فکرتی اور ہر کوئی آگے
جا رہا تھا لیکن وہاں بہت سارے فوجی کھڑے تھے، جہاں کو آگے نہیں جانے دے رہے تھے کیونکہ
وہاں اتنے ہنر دے جانے سے انداز کی کارڈیوں اور آپریشن میں بہت مشکل پیش آ سکتی تھی

اور حوت قلب نے کہا، دماغی دت پاتھ پر کسی انسان کو سیدے میں گرتے دیکھا ہوگا، اور نفسین
سے کہا جاتا ہے کہ "آکھن دماغ میں میٹھے بولے فرمیتے آ سوجھ سکتے ہوتے تو اس وقت سجدے میں
گرتے ہوئے اس جوں شخص کی مسکایوں سے بکھوڑے پتے جسم کو کھڑے دروہ پاتے، وہ اس ہے
حاکم دماغ پر سجدے میں پڑ جاتا تھا

جانے کتنی دے وہ سجدے میں پڑ رہا جب کسی نے اس سے رہا دتی تھی - وہ نہیں سنا چاہا رہا

تھ لیکن سے تھا یا میں مدہ اکمران و حصید تھے جو سے سوند کے ڈھونڈنے یہاں تک آ پہنچے تھے وہ تھا اور اس پر آ گئے آتے ہوئے دل بسکوا کچھ رخصتا کو پیشہ اس پر بہت پیارا تھا اس وقت دھول میں نے موعے تھے جیسے نے چپ سے روہل کمال کر کے چم سے اور تھے سے دھول ہٹانی ورنہ وہ نہیں رو رہا تھا عمر کے اس حصے میں آ کر رخصتا کی شکل میں ایسی بڑی کہن پانے والے کامراں کی آنکھیں بھی رہ چکیں ورنہ وہ ہی کیا اس جگہ پر کڑے ہر شخص کی آنکھوں سے آ سوجی رو رہے تھے

میں مرد کافی کیا ہو گیا ہے تمہیں میں کہہ رہا ہوں، یہی تو کہہ نہیں آگا تھا، اللہ بس تم دھم دے رہا رہے حصید نے اکمران کو ڈٹا وہ تینوں دی ریش پہ بیٹھے تھے فوجی تہذیب سے تھے یا تہذیبی سے میں حد تکلیف، دوپہارے گا تو سب سو آگے جانے دے دیا جائے گا لیکن نگاہ رہا کہ شرم ہی میں ہو رہا تھا اور آتھار سوہل کے ساتھ معاورہ زندگی کا ہوتا اس سے رہا وہ تکلیف وہ کہاں ہے اس دنیا میں ہو ہی نہیں سکتی۔

عاشق اس نے کھڑے ہوئے سے عا شکر آ رہی جو ہٹل میں مصروف تھی کا آو میں کچھ اب تھا کہ عا شکر کچھ بھی دیکھتے تھے اور عا شکر میں ملے ورنہ اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے تھے ہٹل کی کریم ہتھی پشاور ورنہ وہ یہ واقعہ آئی بیوٹل میں اٹھا کر آری کا آچہ شکر شروع ہوتا تھا طرعات کے مطابق دن بچے جا رہے تھے وہ دونوں مسودھے کریم کوئے جا رہے تھے

ٹا ہٹل شکر عا شکر کے سر سے میں اٹھا ٹٹل سکا ورنہ ہوا ریش کی ی تیزی سے گاڑی کی چابی تھا رہا گا بیچے عا شکر بھی تھی اس نے کمرے میں بھی ورنہ وہ وہاں نہیں بتاتے بغیر ہی نکل گئے گاڑی میں بیٹھے ہی ٹا ہو نے انتہائی تیزی سے گاڑی یوں ہی ورسول کے رستے پر ل

ی وہ انتہائی خراب ڈرائیونگ رہا تھا لیکن پھر بھی رہا تھا اور ساتھ میں بھی ہوا عا شکر جو تھوڑی سی تیز رفتاری سے ڈرہا تھا تھی اس وقت میں ڈرائیونگ پر بھی مطلق عا شکر بھی وہاں سولی سے

شہد کا تھا جو بیک وقت ان دونوں کی جان تھا

ٹا ہو رشتہ عا شریں اتنا کویا

چٹو بیس ہوا شہر کو وہ بھل گیا ہوگا اٹا جاوے اس نے منسی ہی

ماں نے دل کا قصور تھا یا پھر اسے جوئے واسے وہم کا کراسے بالکل نسلی نہیں ہوئی وہ بہت ڈار رہی تھی

وہ وہاں پہنچے تو یمن آگے چٹو فوجی کھڑے تھے وہ پتھ لوگ بھی وہاں کھڑے تھے جس کو وہ فوجی آگے جانے سے روک رہے تھے وہ سہری سے گاڑی سے اتار دیا پھر جا جانے لگا

سر آپ آگے نہیں جا سکتے ابھی آپ پر مشن شروع ہو گیا ہے اور مدد کی کارروایاں بھی چل رہی ہیں یہاں میں تو کہیں کا وہاں کا مشکل پیدا کر سکتا ہے ایک فوجی سے روکتے ہوئے ہو

رہے یہی مشکل؟؟؟ میرے پیارے ہاں سے وہ تم کبیر سے ہاک میں نہیں جا سکتے

میں سب کے بچے وہاں ہیں نہیں اسے ہم سہی کو بھی جانے نہیں دے سکتے

اس نے اپنی بیسٹ کی جیب سے پٹا کر ڈٹالا رفوں کے ہاتھ میں بٹھا دیا جس پر عا شری کی جانب کی ساری تھیلیات تھیں فون سے سنے سے مست رہے

میں سب کو مت لے کر جاؤں گا سے ریوس سمجھ میں سپاہی نے عا شری سے پیچھے جا دیکھ دیا

اس نے پیچھے دیکھا تو عا شری بھل اس کے پیچھے ہی کھڑی تھی

عا شری تم یہاں دو میں تھوڑی دیر میں شہر کو محفوظ کر آتا ہوں ۱۵۹ سے روکتے ہوئے رہو

نہیں ماسو میں بھی جاؤ گی وہ روئے ہوئے ہوئے

عا شری میں آتا ہوں تھوڑی دیر میں تم پلیس یہی رہو

وہ ۱۵۹ چلے گئے بھی رک گئی کر بھی گیا ساقی تھی وہ ۱۵۹ سے ملا وہ

وہ چلے گیا اور فکر بیا بھا گئے ہوئے سول بھی بیٹھا

وہاں پہنچے سے پتا چلا کہ سپاہی نے عا شری کو ساتھ لے جانے کی دست برداری کی وہ سمجھ

گیا کہ ٹروہ یہاں پہنچ جائے تو اس وقت ٹا ہوا رہے گا سے وہ عا شری فکر ہوئی نیوں کے جو وہاں ہو رہا تھا وہ کبھی بھی وہاں نہ جاسکتا تھا

میں سب کہیں چل رہی تھی اور صاف کان بنی جاں جو کہیں میں لے کر جا رہی تھی

کر لاسے تھے اور جس نے نہیں کھڑا رہے تھے اس میں سے وہاں سے نکلے ہاتھوں میں تھیں رہے تھے

درغوس غلے معصوم بچہ دم کوڑے ہوئے تھا

وہ ٹیٹ کی طرف گیا اور تھوڑی دیر وہاں رک کر نکلے اور نکالے جانے والے بچوں کو دیکھتا رہا کچھ
بچے پیسے تھے جو ہر دھال رہے تھے اور روتے ہوئے اپنے والدین کو تلاش رہے تھے وہ ایک ایک
جگہ سے گزر رہے دیکھتا رہا لیکن ان میں کوئی بھی بچہ نہیں تھا
چار تک تین چار بچوں کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ بھی نکلا۔ وہ تقریباً چھ گھنٹے کے مخالف سمت میں
بھاگے لگا تھا وہ رکتی اور موسم میں خوشی کی ایک سرورز کی

شعبہ ۱۰۰۰ سے بچتا

لیکن وہ کئی طرف دیکھے بغیر معصوم قدموں سے بھاگتا رہا وہ بھی غلے پیچھے بنے اور پروفندہ میں
میں ہی سے چاہا اور پیچھے سے پک رہے ہیں دوسروں میں ٹھہرا اور تقریباً چھ گھنٹے ہی لگے تھے

شعبہ ۱۰۰۰ سے خود کی نکلا

وہ نہیں تھا

ایک دیر بعد ایک اسیات نے سے چھپا ہوا کسی کاشیہ تھا تو لیکن کاشیہ نہیں تھا وہ بچی
رو رہا تھا ہٹا پڑا گیا تھا اس سے ٹیٹ سے نکلنے ہی کچھ بھی دیکھے بغیر ایک طرف کو بھاگ گیا تھا
وہاں اس طرف مت جاؤ اس طرف جاؤ وہ کھوواں آپ کے دوسرے بھی چاہے ہیں وہاں آپ کے
پاپا بھی جو گئے تھے ہمارے اس طرف اشارہ کیا جس طرف ہمارے سلامت نکلنے والے بچوں
کو بھیجا چار ہاتھ اور جس طرف سب بچوں کے والدین کھڑے تھے
وہ بچہ کچھ کہے بغیر ہی سمت میں بھاگا جو ہمارے نے سے ہوا

کے مرے سے ایک ٹھنڈی آؤ نقلی وروہ ایک دیر بعد ٹیٹ کی طرف گیا وہاں کھڑے
ہو کر سلامت چنے پاؤں پر اٹھے وہ دیر رہا کھڑے ہاتھ میں نکلے والے دھنی بچوں کو دوسرے
دیکھنے لگ گیا ہٹا پڑا اس کا کاشیہ بھی نکل آئے

بہت دیر کر رہی لیکن کاشیہ نہیں نکلا سلامت نکلا وہاں کسی کے ہاتھوں میں وہ وہی
کھڑے کھڑے کا کھڑے رہا بچہ کاشیہ بھی وہاں آگئی اور اب والدین اس کے بچے نہیں ملے سمجھا پنے
تھک دھیں کی تلاش میں لگ گئے آہستہ قسم مچھتا تھا وہ اور کاشیہ بھی کاشیہ کاشیہ کرتے رہے وہ
کے کلاس روم میں گئے اس حشر میں کہ ہوسکتا ہے وہ وہاں ملے نہیں وہ وہاں بھی نہیں تھا اس کے

ظاہر ہے ہچکچاہٹوں میں سے وہاں پر۔۔۔ تھکنوں میں شہ نہیں تھا۔ ایک فوجی کی بیوی جو بھی معمولی سے خوب سے ڈر جائے وہاں کا شہ نے یہاں سے بچے کو لٹا کر رکھ دیا تھا۔
 شاید اس لیے کہ وہ اس وقت ایک سال میں رہ کر ہی ایک سال میں تھا اور مشکل میں تھی
 اور مشکل بھی جانے کی تھی۔ نہ جانے اس کا حوصلہ اس سے لاتی ہیں؟؟؟
 رہے چاک کا شہ نظر سے آئے وہاں رضا کا رہنے کی جیسے ہاتھوں میں ایک معصوم وجود
 حصول رہا تھا

شاہد رشید نے اپنے شو کو لاکھوں میں بھی بچوں کی تھی۔ اوہ اپنے وجود کے کٹھن کو ایک
 عورت سے نہیں بچنے کی
 شاہد رشید بھی دھری۔ یہاں جہاں کا شہ کچھ ہی تھی
 "رہا وہ بھگ کر اس شخص نے پاپ پٹنی بنا ہوا بھی سے۔ تھہ ہی تھا۔ وہ شخص واقعی
 شہ کو اٹھا لے ہوئے تھا

وہ شخص جلدی سے ایک نیا ایسا بیس کی طرف بھاگا اور اس میں شہ ہلتا کرتا مگر وہاں شہ بھی
 ساتھ بیٹھنے کا شہ رو کر کے فوراً دوبارہ سکرل کے درہا گئی مگر اور شہ کو پاپ سے کیسے
 شہ دشمن سے چور تھا۔ وہ وہاں سے آکر دیتے رہے لیکن وہ کچھ بول نہیں رہا تھا
 وہ مجھ سے کہتا رہا کہ میں کل نہیں جاؤں گا لیکن میں نے سے بھیجا میں نے سے مارا۔ سے پاپ
 بیٹے کو مارا ہے میں نے۔۔۔ کا شہ حوصلہ جو بولنے لگا تھا
 ہاں ایسا مردہ ہے کا شہ

وہ کچھ بھی تو نہیں بول رہا۔ سے مردہ سے۔ وہ بہت دور ہی تھی
 وہ سانس لے رہا ہے تم میں دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اندر سے آہستہ آہستہ نوٹ رہا بھرنے
 وہ شہا خواہش کے میں سے ہی الفاظ بول پڑا

نہ جا رہا تھا۔ کچھ کہتا رہا۔۔۔ پاپ گئے ہیں۔ کا شہ نے سے بولا۔ لیکن وہاں بھی ہے ہو رہا
 ہسپتال پہنچتے ہی شاہد رشید نے سے کر میں تھا۔ یہاں سے پاپ سے پچھے تر۔ یہاں ختم کی طرف
 بھاگا۔ ہاں بھی کچھ فوجی جو یہی کام رہے تھے شاہد رشید سے ہاتھ سے شہ ہاتھ لے کر رہے تھے
 شاہد رشید کا شہ بھی۔ نے پیچھے ہی تھے

کا شہ رشید نے کچھ نہیں بولی تھی۔ سے میری کو میں تھا تو آکھیں ہاں۔ سے بولی تھی
 وہ کچھ نہیں بولی۔ شاموشی سے آکر وہاں کے ساتھ جانے کی پڑھ ہی تھی

شعر نے، تہی ۲ نکلیں کھوئی تھی تھوڑا کسم پاتھا۔ طے تھوڑی ہی عرصہ جب عاشق نے سے
 بددلا کر اسے پاہاں سے مٹے آگئے ہیں تو جہے ہوا کہ کو میں اس نے وہی ۲ نکلیں نکلیں کو شش
 کی تھی وروہ تھوڑا سا میاں بھی ہو گیا تھا۔ چہ پاہاں کو ایک نظر دیکھ یا تھا اس نے نہیں اس کو شش
 کو برتر رکھنے میں کام ہوا ونا چاہتے ہوئے بھی نکلی ۲ نکلیں بند ہو گئیں

ہیو کی

کیا ۲۰۰۰ مئی گھر اہل ہوا۔ نہیں لگ رہی ہو ۲۰۰۰ وہ پریشان رہیں

تھوڑی ہی آپ نے ناہی کی نہیں دیکھا کیا ۲۰۰۰

نہیں کیوں کیا سا ۲۰۰۰

ی ہا آئی پیدا۔ سولہ میں دھماکہ ہوا ہے۔ وہ بہتے پھر کسی تمہید کے جا

کیا ۲۰۰۰ یہ کیا کہہ رہی ہو وہی ۲۰۰۰

جی جی میں بس تھوڑی ہی ہو تھوڑی دیر میں وہی ہوگی عاقبت سے ہیں

نہیں کیسے آؤ گی ۲۰۰۰

ی روپ ادا پ کر دے گی مجھے

چھ غیب ہے۔ میں نہیں۔ کہ ہو سے بات کرتی ہوں

ی وہی پتاری

کیا ہوا چاہا ۲۰۰۰ وہی ہے یو میں

ی صدمہ غیب ہے ۲۰۰۰ وہی بلکہ ہے ۲۰۰۰

کیوں صدمہ کو پوچھا ہے ۲۰۰۰ وہی ہے صدمہ منہ ہی سے یو میں

ی ہا آئی کا آ پریشان شروع ہو گیا ہے اس ہے

چھا ۲۰۰۰ تمہیں کہے جا ۲۰۰۰ وہی نہیں نہیں کر رہی تھی

تپ ناہی کی کھیں ی میں گھر جاتی ہوں۔ لہذا غلط پریشان میں سے مراد ہے میں

یہی الفاظ نقل کئے

میں ہو سے بات کرتی ہوں تمہارے۔ وہی ہوں بند رہا

میں نے ہی آٹ یا تو کی۔ چل رہی تھی حیدر وطن طرہ بولون بد پریشان کے عام میں وہ

ماں میں پچھلے سیرہ کے پاس چلی گئیں جہاں سب سے بڑا شے کے برتا دھونے میں مراد

منہ لگا رہا ہے؟ آپ نے جلدی یوں آگئے ۲۲۵ نمبر۔ جو وجہ کی باتوں سے ہی فاری ہوا تھی
 تھی لیکن وہ انکو وہ تھائی پتا ہے جسے کہ رسول پر حمد ہوگی ہے کہ بیٹا علی عوامی آگئے

حصہ دوم اور درجہ ثانی کتاب میں آیت ۱۰۲ وہ بھی چھ بیانات تھے
حصہ سوم آفس اولو میں آیت ۱۰۲ اور تیسری۔

تے میں وجہ بھی پائی گئی۔ وہ سب دماغ میں جمع تھے
 میں نے کہا کہ اس دماغ میں آدمی کے آپ بیتی کی نہ چل رہی تھی اور دل نے احمد کو تنقید کرنے
 سے ہونے والے ہتھکڑوں کی بجائے یہ یاد رکھنا چاہا کہ وہ صوفی پر بیٹھ گئے
 میں بتا کر اس پریشان مانا۔ اسوں نے فوس نکال دیا۔ دماغ کا نمونہ ملایا۔ لیکن یہ نمونہ ابھی
 غدر و شب کے بیسیوں بعد ملا۔ تھے لیکن جواب ایک بار پھر نہ اور

انہوں نے ریجن کا فون دیا۔ چند روزوں کے بعد سبیل مل سکا لیکن پھر ایک بار مل گیا اور اس سے وہ ایک دو باتیں ہی ہوئیں لیکن نئی باتیں نہ ہوئیں۔ یہ بات سے سے انہوں نے ایک دو گھر صاف کر کاٹھریا دی لیکن سبیل دیا۔
 وہ ان کے آفس سے معلوم کر لیں۔ علی نے تجویز دی جو کافی معقول تھی۔
 انہوں نے ان کے آفس کا نمبر دیا لیکن فون وہاں کا بھی بھر دیا تھا۔
 میرا اندازہ کہیں سے ڈیر پھل ۴۴۴ ملتا چلا رہا ہے۔ اب روٹے ملنے والے تھے۔
 بے نشان ماہور پورہ اللہ نہ کرے گا۔ انہوں نے ٹیبل دی۔

لیکن اس کے دل کو آن ہیگ بھی تسلی دی جاسکتی ہے جو کچھ دل کو ملتی جا نے اللہ نے چہ نعمت
وہ سرہاں کے دل کو تسلی کی نعمت سے یہیں مجھ و میر سے کسکت بھی ماتہ تسلی کھاتا ہے و سہی جہاں
میں ہر جہاں ہے

آپ کسی طرح بتا کریں گا کہ مغیر بھائی سوڈا پیت ہے تو ہے؟^{۴۴}
میں کہہ رہا ہوں یہ وہ لیکن، یہ قانون مل رہا ہے مای سے افسوس! میں چلا بھی جاؤنگا لیکن راستے
بار بار بند رہے ہیں۔ اس طرف جانے والے تو مارے جاتے ہیں طور پر بند ہیں۔ میں
کہا ہوں ۱۹۴۴ء اب وہ بھی بے بیشاب ہو گئے تھے۔

وجہ منقول۔ لگ تھاگ کڑی عود و سنبھ سے ایک کونے میں کھڑی تھی اس نے بھی نئی دھو صاف دم کاغذ ہارنے کی کوشش کی نہیں بلکہ اس پر یہ خالہ تواب رو رہیں تھیں۔ اسی اور لیج نہیں تھی سی۔

رہی تھی جو جس پریشان میں بے مصل ہے سو تھی

جب وہ ۱۰ بج کے اب کوئے میں آ سوئے کئے سہ مئے خود کو بے بس محسوس کرتے آتا تو وہاں سے
چکرے میں آ گئی۔ چپے بید پر بیٹو کر ان نے مرید چے آ سوئے کو روکا نہیں اور نہیں بتا دیا
وہاں ہیں تھی نہیں سنا دل پر بھی ڈال رہا تھا
جب سچہ ہلکا ہو تو وہاں تھی درویش رہا میں چار سو پر پانی کے چھینے مارے پھر تو پیسے
مرد شک رہے وہ رہا نیچے آ گئی

رہا اب بھی آ گیا تھا گھر کے مارے نہیں آ چکے تھے نہیں آیا تھا تو صاحبہ بھی نہیں
آ گیا تھا

۷ جس طرح ہے کوہا مقتول میں گیا وہ نشان سلامی دیتی ہے

یہ حال نو آمل حامل ہے اس جان کی ولایت نہیں

کھر جس میں شعر کے الفاظ کو بچے

نہیں صادم رہا کچھ مت سنا تمہاری حالت کی بہت قیمت سے

وہ ہیں اتنا ہی سوئے پاما کہ دکا فون صادم کے فون میں آ گیا نہیں نے سنا کہ کے پپر رہے
کا آوا اور بوت کرنے لگے

فون پر کئی باتوں سے لگ رہا تھا کہ نہیں دھرم طرف کی آور پھر رہا وہاں مجھے سے ملال نہیں رہا
رہی لیکن وہ بات کرتے رہے

کیا ہاں؟؟؟ جیسے ہی انہوں نے فون بند کیا اس نے بے عمر رہا سے پچھا

کیا ہو سنی بھال؟؟؟ تھی چند صبر کا موٹی رہا ہبہ نہیں تھی

وہ کہہ رہے ہیں کہ صادم آچہ میں گیا بے نیکن وہاں میدان میں کہہ اٹھا، اللہ شہرت سے ہوگا

ہو وہاں اصلائے ہوئے میں وہ پھر رہا پچہ ہوا

رہا ہکچہ رہا پر یک رنگ آ کر گزرا

دھماکے پٹے ہوئے ہیں اور آپہ میں جد میں شروع ہوا ہے لاشوں نے اپنی طرف سے تھکی کی
شاہد و قسبی کا طر

وہ یہ کہہ کر ختم ہو گا ڈی کی پانی صادم رہا بھی گئے پیچھے پکا

گئے تھی سہ طرہ نے یا سہرت آ رہا تھی اٹل پیچھے رہا تھی

اب مجھے بھی ساتھ سے چلے رہا تھا یہ رہا میں رہا تھی

جیسا ہم صورتِ مانی دیکھتے رہے ہیں تم گھر پر رہو، ہم قندوزی دے میں آتے ہیں
وہ چاہا چاہتی تھی لیکن سنا ت میں نہیں رہی تھیں یہاں وہ آگئی

شاہد ہاں ہو؟؟ میں نکلی دیر سے فون کر رہا ہوں جیسے ہی شاہد نے فون اٹھا حسرت
گھر اہلی ہوئی آؤ میں پور

میں کیا مہا؟؟

بچہ نہیں گھر آ رہا ہوں ۔۔۔ بہت جلدی میں لگ رہا تھا

آپ بچہ بتائیں تو سہی ہو کیسے؟؟ میری دل تھو رہا ہے حسرت وہ بھی پریشان ہو گئی

بچہ نہیں میں دماغ میں پھنسی رہا ہوں ۔۔۔ اور فون بند کر دیا

وہ وہ دن بچا ہے ایک منہ میں پھنسی ہو ٹیکسی گئی کے باہر ہی روکنا اور گھر آ گیا

شاہد ہاں میرے ساتھ وہ گھر میں داخل ہوتے ہی پور

حسان ہوا کیا ہے؟؟ وہ اب رونے ہی لگا تھی

قیصر کے نکلنے کا حقد ہو گیا ہے اس نے کمر چھوڑا

کیا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟ حسرت ۔۔۔ عرصہ سے پتہ نہ لگا

قیصر کو بچہ نہیں ہوا لیکن بچے سکون کو نہ دے رہا ہے ہم چلے آتے ہیں وہ شاہد ہوا تھا

سے پھر رہی آتے ہو رہے ہیں

جلدی سے آ جاؤ ۔۔۔ بہت سے رونا گھر سے دھڑلنگ گئی

وہ بھی بھگتی ہوئی پٹنی و احسان ٹیکسی کھڑک پر بھگانے لگا وہاں جہاں گئی کیا کا ایک بہت

بڑا مقبوت تھا

حسان میں ٹپ سے کہہ رہی تھی کہ میری دل تھو رہا ہے اور آپ میرے مذاق کرتے تھے ۔۔۔

روتے ہوئے بولی

وہ کوئی جواب دیے بغیر گاڑی اسی وقت دسے بھگانا رہا

شاہد ہاں در آ سوئیں کے بچ میں منہ ہی منہ میں بچہ پڑھتے ہوئے تصویر میں بھال پڑے ہو گئی

رہی

گاڑیوں و کافی اور تنگ رو کا تھا ۔۔۔ حسرت نے گاڑی روک دیا رکے پہلے تقریباً ہتے ہوئے

وہاں پہنچے جہاں تک قبا ۔۔۔ صبری پر چڑھی وہ بھی؟ گئے چاہا پاتے تھے نہیں نہیں رکا گیا وہاں رہا

مردمت بچتے و سے ڈرتے کا پسے پچے آتے سے وروالدین نہیں گئے لگا لگا کر دتے رہے لیکن
نکال پھیل نہیں آئے

پھر نہیں اندر جانے وے دیا گیا اور بہت مارے جس باعث والدین کے ساتھ وہ بھی اندر گئے
مہر فوجی جون کاموں میں مصروف تھے کامیابیوں کو اٹھا رہا تھا تو کوئی شہید ہونے والوں کی
بشکوں کو اٹھا رہا تھا

وہ دونوں بے قصہ کو تلاش کرتے رہے

کسی کو پتہ نہ تھا کہ وہ کس کی تلاش میں تھے اور کسی کو نہیں در حساب در شاہدہ کا شمار بھی اس وقت میں
بدقسمتوں میں ہو رہا تھا جن کی تلاش وہ تلاش ہی تھی

بھائی فوہ بہت کس کمرے میں تھی وہاں چاک نکالنا ہوا ہے اپنے پاس سے گزرنے وے فوہ
سے پوچھا

وہ کے ساتھ ہی حسرت کا دھبہ بھی اس کا پگیا اس نے بھی نظر نہ کیا تو کسی کمرے کے
وپر سے نظر نہیں آئے

وہ لے کر وہیں دیکھیں اس فوجی نے کہا

وہ دونوں دیو لوہ کی طرف بھاگے ہوئے ورو کو سب سے کمرے ہوئے یہاں چھ وروہاں
سے ہی فوہ کا پتہ ڈالنا آئے

شاہدہ
وہ فوجی ان میں چھپے ہوئے اس کمرے کی طرف بھاگا۔ کچھ دیکھے
شاہدہ بھی ایسے بھاگی جس کا قصور یہ کہ وہاں کوئی عورت نہیں آتی تھی وہ عورت سنی ہے
جس کا تگڑا گوشہ اپنی بقاء کی جنگ کر رہا ہو
فیل

مردتیں دیکھیں وہیں میں استیت و مدد دیکھتا ہوں وہاں کی وادی شاہدہ کی تھی
بچوں کو یک نظر دیکھ کر وہ بھی کہہ سکتا تھا کہ اس میں اب مدد کی دقت نہیں تھی

جہاں میں موت کے ڈر تھے کہ ایک ساتھ جتنی مصوموں کی مدد کی جائے ہوئے ہم کیوں نہیں
آیتھا یہ پھر بولتا ہے یہ ہوا ورو بھی ایک لمحہ کو روکا ہو۔ یہ پھر ٹاپڈر تھے ورم آدہوین سائوں کو
مدخل نہیں آئے

شاہدہ وہی بیٹھ گئی ٹانگوں سے کسی نے جاب ٹال دی تھی اور روتے ہوئے کمرے میں قید تھی وہ
تو اب بھی پس رہی تھی یہ پھر سب سے مدخل ہی منتظر ہو گئے تھے وہ نہ مخرج کا پتہ ہی مدخل ہے

جیسے دھبہ کی ٹھنڈی رات میں ٹھنڈی ہوا میں بولی نکا وجود بے طرح کا پتا ہے
 حسان آگے بڑھتا گیا وراپتی ۲ ٹکھیں رور سے بھیج کر اس نے آہستہ سے ایک بچہ بچہ
 سیدھا کیا لیکن پھر ۲ ٹکھیں کھولنے کا حوصلہ کہاں سے رہا

تھوڑی دیر اسی حالت میں رہنے کے بعد اس نے ۲ ٹکھیں بھول میں لپکیں وہ فیل میں تھیں بچے
 کی ۲ ٹکھیں کھلی ہیں جنہیں حسان نے کئی ۲ ٹکھوں پر ہاتھ رکھا نہیں بد کیا ورنہ وہ بچے کی طرف
 گیا اس کا چہرہ اور لیٹنے پر بھی دھبی ہوا کہ وہ کسی کا فیل تو ہو سکتا تھا لیکن ٹکا فیل نہیں تھا آہستہ آہستہ اس
 نے چاروں بچوں کو لپکے یا لیکن اس میں سے کوئی بھی لپک نہیں تھا وہ بچہ نکلا وہ شادہ کے پاس
 آیا۔ کئی دیر میں رخصت کار چاروں بچوں کو ہاں سے لے گئے
 فیصل یہاں نہیں ہے

ورنہ شادہ نے نظر اٹھا کر اسے ایسے دیکھا جیسے کسی پھانسی کے جھٹکے یا چڑھے کو کچھ دنوں کے لیے
 تھوڑی سا دیر وہ وہاں امید میں رہ گیا کیونکہ دیکھ کر بتا یہ سے معافی مل جائے
 حسان مدد سے خود سے پتلا ہے رہا تھا لیکن مردہ پھر بھی خود کو بچا لے ہوئے تھا ہاتھ دے کر
 شادہ کو اکھاڑا اور وہاں سے جانے لگے۔ دفعتاً شادہ مدد کی اور پوٹوں کی طرح کمر سے ایک کونے کی
 طرف ہونگی حسان بھی اسے پیچھے پھا کا

حسان فیصل کے جوتے یہاں ہے کا بت بھی یہ ہے میرے فیصل یہاں ہے وہ
 سنے جوتوں اور جسے کو لکھے ہوئے جوتے وہ سنے کو نے درست پہچان لی تھی کہ کسے ماچھوٹی ماں تھی

۵۹

ضبط کے ہندو ہند سے حسان کا ضبط بھی ٹوٹ گیا وہ سنے کی اپنا رستہ بنا گئے وہ آہستہ سے
 سنے پاس ہی بیٹھ گیا

نہیے میرے فیصل! کہہ دے وہاں حسان میں مر جائیگا اسے بغیر سو اور تے رہے اسے گئے لگ جی
 تھی وہ حسان خود نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے نسلی دے بہرہ سے خود علی بنی شہزادہ رستہ تھی اور ایک ماں
 کو جو نسلی دینے کی ہمت اس میں بھی نہیں تھی

تھوڑا سا ہسپتال چلتے ہیں۔ سو گنگا بھل ہوئی ہے رگسے ہوئے
 حسان میں نہیں رہ سکتی سنے بغیر وہ جیتی

ہاں تو وہ نہ رہا ہے؟ تھوڑا سا ہسپتال وہ ٹھیک تھا مگر وہاں وہاں سے اٹھ کر چل پڑ
 سنے جوتے اور بہت شادہ نے اٹھا لیے۔ بس تو ٹھیک تھا لیکن جوتوں پر خون کے کئی قطرے تھے

اور تباہ آنکھیں ہر کر کے اب سو گئے۔ بھی بتا سکتی تھی کہ یہ سب فیصل کا خون ہے جسے تھی بے دردی سے
کہا گیا

حسان اور شاہد اسپتال گئے فیصل کے کمرے میں لگاتے رہے لیکن وہاں نہیں بہت سے لوگ
ورہت سے رنجی پچھل گئے وہ ایک ایک بستر پر گئے ایک ایک کمرہ چھوٹا سا رہا جس میں نہیں تو فیصل نہیں

۴۰

وہ وہاں سے ماہادی میں نکل کر دوسرے اسپتال میں گئے لیکن وہ تو وہاں بھی نہیں تھا۔ شاہد
کا مقل وہی حال تھا جو کبھی بھی اس کا ہو سکتا ہے جسے اس کے علاوہ دنیا کا کوئی شام نہیں سمجھ سکتا
جس میں میر فیصل جاں سے ۴۴ فیصل کو محفوظ دنا، دانا رہے ہوگا دوسرے اسپتال میں بھی نہیں
ہو نہیں تو شاہد تو مقل ہی ہوتا ہر گز

مر آپ وہ بچہ ۴۴ ایک لمبی شاہد میں جا ت دیکھ کر گویا ہوا
وہ بچہ نہیں پورا آہستگی سے کی میں نہ ہوا

دوسرے اسپتال میں چلیب رہیں

وہاں نہیں ہے حسان ضابطہ آخری صدوں پر کمرے میں تباہی کہہ رہا
تیس میں آپ کو لے چلتا میں ہو سکتا ہے ہال میں گئے فوجی گویا ہو
فوجی آگے دروازوں سے پیچھے ایک بے مال دھجکے پر گئے وہاں پر ہاتھ سے جان و جود بقیہ
پڑوس میں پیسے تھے

بہت حسان فیصل میں نہیں ملتا وہ تو مجھے بے رہا تھا کہ میں وائیں آ کر تمہارے ساتھ خال کے
گھر کا وٹکا حسان کو فوجی کے پیچھے کرے میں جا تا دیکھ کر شاہد دے اسے روکا

وہ شاہد کو وہی چھوڑ رفوجی کے پیچھے کرے میں چلا گیا آخر چھوڑت معصوم وجود تھے جن کو ابھی
پنے پیارے نہیں ملے تھے۔ آسمان کے دل سے ایک گہری دعا نکل کر فیصل کا وجود دان میں نا ہوا
عد وہ بچا ہے جہاں بھی ہو جس میں نا ہو

فوجی نے سے ایک چہرہ اٹھا دیا سکاں بہت تھا وہ معصوم جانے کس وجہ سے اتنا مسکرا رہا تھا لیکن
وہ فیصل نہیں تھا

دوسرے سچ سے پڑھتا ہے حسان کو چند میں کیے یہاں لگا جیسے نکلے گا لوں کے پچھے سے
کسی نے نہیں چھیں دے اور وہ ایک خلاء میں معلق ہو گیا ہے اسے لگا رہا میں ڈانگنا گئی ہے
کوئی کہتا ہے کہ دل سے مانگی گئی ساری دعا میں قبول ہوتی ہیں یہاں ہوتا تو فہم اسے کہیں بھی مل

ملتا تھا لیکن یہاں مالتا اور اس وقت سے ریہہ وہ کس وقت دل سے جدا دکھنے لگی
 وہ پہلے سے پر خون کے جیسے ہے مگر تانچہ فیصل بھی تھا۔ وہ تو اب بھی مگر ارا تھا لیکن احسان ڈھلے
 گیا تھا۔ غلط ویسے ہی جیسے درے میں ہے۔ یہی نہیں رہیں بنیادوں تک ڈھلے جاتی ہیں اب آسویں
 پر سنا کہ نا اختیار نہیں رہا اس نے فیصل کو جوڑنے کی کوشش کی جائے کس امید پر؟؟ لیکن جائے والے
 وائیس لوٹ کر آتے ہیں۔

اس نے وہی جیسے قدم بڑھا دیے لیکن پھر رک گیا
 صاحب! سے نیسے بکا دیکھا جس سے یہ دھوا رہا تھا کہ وہیں آ کر اس کے ساتھ ٹھکانے کی خواہش
 کو لے گا۔ وہ تو اسے آتے سے انتظار میں ہے اس نے بیٹھی آواز میں ساتھ لکڑی۔ ٹوٹی سے پوچھا
 فوجی نے۔ ہے ہاتھ سے پکڑا۔ سہارا دیا۔ وہ سے کمرے سے باہر دیا
 حسان ہاں سے میرے فیصل؟؟؟؟

شاہدہ جوتی سے قیامت کی جہ سے فرشتہ پہنچی ہو۔ تھکی یکدم سے بھی وہ ہر گھنٹی ہوا سے
 پاس آئی

شاہدہ ہا۔ فیصل اس کا وہ تیرے ساتھ اب بھی نہیں جا سکتا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے
 لگا

ورنہ بد اور میں پر بیٹھتی بھی آئی۔ اپنے تاریک موتے ہاں کیساتھ

پہلو ۱۱۔ ہاں میں؟؟ طوطی نے غریب پتلی کر ہی بیٹھ کر گھر میں کچھ رہا چھ
 ۱۱۔ سن گئی ہوا میں دیا تھوڑی دیر میں آگ لگی۔ رضو نے سے مطمئن کیا
 لیکن آف تو ہم جلدی آئے ہیں۔ پتا نہیں یوں نیچے نے ہمیں کہا کہ جلدی سے گھر چلے
 جاؤ سب۔ ۱۱۔ سے چل بیٹھ گئی تھی
 ہاں دیا نیچے کو کونا صوری کام پیش آگیا

جیہا تم لوگ یو تھو دم بدل لو میں تم دونوں کے ہاں سے یہ بچھ باتی ہوں۔ ۱۱۔ تھو گئی ورنہ میں
 جا کر پہلے چھوٹا ہوا سے دودھ کر کے ورنہ طوطی اور حسان سے ٹوڈ کر بنانے لگی۔ مگر سے ہاتھی پناہوں
 سے ہاں بھی نہیں پچھو کے ساتھ ہی بھی نہیں بکول سکتی تھی
 پھر آپ اب آئی ہیں؟؟ طوطی اسے پیچھے ہٹنے میں تیار

مجھ ہی مجھ پر دل کیا کہ میں یہ شہر یوں سے مل لوں تو میں آگئی۔ اس نے پیار سے کہا

سے تو ناور نے فون کر کے بدیا تھا جب نہیں عمر کے سکول پر جسے کی اطلاع ملی اور ٹوٹی
 درجہ و تہسکوں میں تھی نہیں تھا کھرہی تھی۔ اسے مانتا تھا کہ لے جا رہا تھا اور ساری اکیس
 چھوڑ جا رہا تھا وہ سب کو گھر میں چھوڑ گیا تھا کیوں کہ وہ حالات کے بارے میں کچھ نہیں
 جانتا تھا لیکن تھا درجہ مانتا کہ اسے گھر پر چھوڑ دیا تو کتا و بیکو و لکڑی میں پائے کی سہارا بن
 انگوٹھ کو جان سے لگی پیا تھا

میں بھی آپ بہت دانی ہیں بچو

تو پھر آتے کیس ہیں بچو سے ملنے ۲۰۰۰ وہ تو بنا بناتے دے گئے ہوں

آتے تو میں بچو

بہت دنوں بعد آتے ہو پاپا سے کتا روک بھری بھری دے رہے تھم کوکوں کو بچو سے سوائے وہ
 سے گالی پر پٹتی بھرتے ہوئے ہوں

میں بے بچو میں تھی آئے گا تو پاپا سے کہہ گا اور پاپا پاپا میں تھی چائیں گے وہ شوق سے
 بچے کو ڈانڈ کر رہے دیکھتے ہوئے ہوں

میں کے نام پر مصروف کے دلی کا ایک چھکا لگا چتا نہیں کہ حال ہوگا ہم سب کے لگی کا

کیوں پاپا تمہاری دست نہیں دے کیا؟ وہ مشکل ہوں

دے رہے ہیں لیکن میں ڈرا ہے نا بچو تو وہ ماہر پاپا میں دے رہا وہ دے رہے ہیں وہ مصروف سے ہوں
 اور مصروف کی آنکھیں نم ہو گئی

اس نے بتایا جو مجھے سے اٹھائی اور قہر دانت دھری طرف سے ٹوٹا ہوا ہل میں ڈالنے لگا کہ وہ
 بچی انکی آنکھوں کے پیچھے ہوئے گوسٹا دیکھ لے

یہ لو جانا کہ کمرے میں جا رہا اور یہ بچہ کمرے میں آ رہا ہے کہ ساتھ ساتھ وہ چاہتی تھی کہ
 بچوں کمرے میں چلی جائیں مگر وہ اپنے ہمارے ٹوٹے ہوئے بچہ پر تھی وہی آن کر کے دیکھ لے
 بچو میں نے کھڑے کر دیا تھا وہ انکی رہن سے بہت سے پاس بیٹھا چاہتی تھی
 نہیں بیٹا میں تھک گئی ہوں کچھ دیر سے جاتی ہوں دھج میں اور کھڑے کو بھی دودھ پلا رہی ہوں تم
 درجہ و تہسکوں میں جا کر بھالو وہاں سے سمجھاتے ہوئے ہوں

بچو جب ہم ملے میں گئے تو پھر آپ کھینچیں گی مانتا رہے ساتھ ۲۰۰۰

ہاں بیٹا کتا را کتا پھر کھینچتے ہیں وہ انھوں نے دے دیے ہی سہی لیکن بچوں دھجنا چاہتی تھی

اور وہ وہ ٹوٹے ہوا کتا و لکڑی میں سے کمرے میں چلی گئی

سے جلدی۔ سے فون تھا رونا رونا اور ڈالیں یہ لیکن بدلتا ہوا رونا اس کی پھر بھی بدلتا تھا اس نے
شعبہ کامیو جیڑا نہیں وہ بھی بدلتا تھا۔ سے بہت فکر ہوتا تھا۔ چھٹے روز دونوں کواں ہیں اور عورت کس حال میں
ہوگا اس نے اپنے شوہر کا ہر بلا دیا لیکن وہ بھی بدلتا تھا۔ وہ بہت پریشان ہو گئی۔

اس نے جلدی۔ سے فون اس نے کیا

— چ میں دسما کے کے بعد عورت میں بڑے پیمانے پر عداوتی کاروائیاں جاری ہیں دشمنوں
ورجس بحق ہونے والوں کو ہسپتال منتقل کیا جا رہا ہے شہر کے سارے ہسپتالوں میں انہیں جھکا ہوا فردا فردی
تنگی

رپورٹروں کے حادثہ رپورٹ مریخی تھی اور صوبہ میں سبیل ایک لڑکا جاں بحق پر تک تنگی
تھی

اس نے دوبارہ سے سارے ڈالیں کیے لیکن جواب پھر بھی وہی تھا

تھے میں اپنا شہر دیکھا بھی آ گیا۔ وہ بھی پریشان لگ رہا تھا۔ جیسا کہ سوئے ورجا اور کامیو ر بھی
تھا اور انکی تھوڑے سے بہت تنگی کی دیکھی تھی۔ سوئے ورنکی عداوتی کو بھی ایک مانی ہو تھا اور صوبہ کی
شہر کے یگانوں سے انتہائی محبت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہاں کے ہاتھوں میں ہی پٹے تھے

کچھ پتا چلا؟؟؟؟ اس نے آئے ہی پوچھا

نہیں کچھ پتا نہیں چلا۔ میں فون مریخی میں لیکن نہیں مل رہا اور میں آپ کو بھی فون کر رہی تھی لیکن
آپ کو بھی بدلتا ہے۔ یہ مثال دیکھو کہ کچھ ہے۔ سے ہوں تھی

میرا بدلتا ہے؟؟؟ نے جواب ہوتے ہوئے فون کا

وہ بدلتا ہے۔ تنگ و مضل ہوتا ہے

سب بدلتا ہوگا جیسا؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ یہ لگ رہا تھا کہ سب آپ لکھیں ابھی میرا شہر بدلتا
رہا تھی

پھر سب مہل کی؟؟؟

حادثہ — میں ہیں میں نے کھانا دیا ہے

چھانم پریشان ماہہ ورنچوں کا مہل ہو میں جاتا ہوں اور مہل کے پیچھے وہ وہیں مڑ

نہیں آپ جائیں گے مہل؟؟؟ لڑکا تو کچھ پتا بھی نہیں ہے۔ دو وہاں تو تھارہ۔ ہر شہر سے وہاں ہی
طرف دیکھتے ہوئے ہوں جہاں سے بھی دیکھا

ہاں ہے تو کسی نہیں نہیں مہل میں ہی جائیں گے۔ یہ سے بیڑہ بھی تو نہیں لکھا، جانے دو کس حال

میں میں جھپٹ کر چہرہ میں جاوے تو فوراً چھوٹا تھا لیکن وہ لوس کی واقعی میں بد شکل تھا جس جیسا یہاں تھا

وہ وہ دور دورا سے نظر گیا

وہ دور دورا اس سوئے پر بیٹھ گئی

میں دوڑے وہ سے ہاتھ پر یا گھٹنے پہ لگی تھا اور سوئے۔ مجھوں کی ضد پر فی زید یکھنے لگی اور بے وقار سے غلے معصومہ لہلہ میں شریک تھی۔ سنا جیسا کہ مارا اے طرف تھا کہ جاوے اور شمشیر میں عالی میں ہونگے دور میں جاں دور میں عالی میں ہوگا۔ نہیں سوچوں وہ فکر میں کے جج میں رہنے گئے لیکن اس تہوں میں سے کسی کو ہانا چاہیے تھا

رسوئے نے مجھوں کو جھپٹتے چھوڑ کر سوئے اور فی زید بھی اس نے عمر میں صحت اور سوئے میں بہت دعائیں اور جہدے میں دل لگتے سے کل رسوئی لگی وہاں سے انہوں نے تہوں میں سے صرف میں رہا ماکہ ماگرم کیا اور دوروں میں تو۔ پر ڈال میں پچیاں بھی بھی نہیں رہی تھیں طوطی بیٹا ہاتھ ہولہ ستاؤں بکھا میں گیا سے

وہ دونوں ہاتھ انہوں آمل تو وہ کہا نہیں پر رکھ چکی تھی۔ کمال بد شکل کچھ بھی کہا نے کو نہیں کر رہا تھا لیکن طوطی کی صدمہ پر سے دو چارو سے جیسے ہی پڑا۔ سے یہ آؤ کہ فی زید سے پہلے عمر میں سے بھر کہا نہیں کہتا تھا اور یہ وہ شہیل پر بیٹھتی تو۔ ہی وہ بھی کہتا تھا۔ کبھی وہ یونیورسٹی سے ویر سے آتی تو اس وقت تک وہ بد شکل تھا میں کہتا تھا یا پھر کبھی۔ میں اس کہتا تھا تو عمر میں نہا طر سے بچھا ماکہ میں ہی پڑتا

تیس بج پٹے تھے لیکن ان میں سے کسی کا بھی کون پتا نہیں تھا اس نے تہوں کو وہ ورک کرنے کے کہا نے انہوں اور جو فون۔ نے گئی اس نے جیو کا کون۔ اور ازل بھی ہو لیکن آخری سب تک اس نے ریو نہیں کیا اس نے دو دو دو میں پھر بھی ریو نہیں مہا اس نے جلدی سے جاوے بھانا کلمہ دیا اور وہاں بھی لڑیا ریو بھانا کہاں ہیں آپ؟ لگی کہاں ہے؟ سب جھپٹا توئے ماس فون ریو ہوتے ہی اس

نے بے حد جلدی میں مارے سوال سے ایک ساتھ ہی پوچھ دیے فون کے اس طرف سے ہلکی ہلکی سیٹیوں کی آواز بھی تھی

بھائی یہ؟ سب جھپٹا توئے ماس؟

پچھ بھی شہیل نہیں سے گزرا۔ کبھی بھی کچھ نہیں۔ نہیں ہوگا۔ وہ رسوئی میں آوے میں دو لے

کیا وہ بھالائی نہیں کر آپ کو؟ آپ اسوائکی آنکھوں سے بھی بنے لگے تھے
 مل گیا ہے نڈر مل گیا ہے، اور ہم اسے لے کر ہی آرہے ہیں لیکن اب بس آخری وار دیکھنے کے لیے
 درہے ٹپ سے

بھالائی کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ وہ قاعدہ چٹائی
 لگی نہیں رہا نڈر، تمہارے لگی ہے بھی، کیس نہیں آئے گا، وہ سسکیوں سے رو رہے تھے
 فون سے ہاتھ لے چھوٹ کر نیچے جا کر

جب یہ وہی طرح اس نے لکول بھرنا چھوڑا، تو وہی پیڑ لکیر بھاگا، سے ٹپٹائی تھی
 میں ”مرہنگی بھی تو آپ کے ساتھ ہی مرہنگی رسل سے ایک دودھ پیسے بھاگا کا بھاگا ہوا جملہ
 یاد آئے

بھاگتا رہتا کرتا رہا، مرہنگی ہی نہیں مرنا بھی میرا — ساتھ ہی چاہتی ہو، وہ خود سے
 بڑھ چائے سے اسکا بھاگنا، دنا ہاتھ پاؤں خود کو

اس نے پھر سے اٹھ بھاگ کر لکول کا ایک ایک کمرہ دیکھ لیا تھا، وہ تو یہ بھی نہیں
 جانتا تھا کہ جب بھاگا اس وقت وہ کس کمرے میں ہوگی، بیویوں کے والدین تو پھر بھی یہ جانتے تھے کہ
 نکلے بچے اس قیامت کے وقت کہاں جوتے لیں وہ اس سے بھی بڑھ چکا تھا، نئے ساتھ کامرن درجید
 بھی تھیں، وہ اس سے بڑھ چکا تھا، اس طرح سے ڈھونڈ رہا

نہیں بھاگا، ہسپتال چل کر کھینچے ہیں، یہاں نہیں ملتا تھا، درہنگی میں ہی ہوگی کامرن
 سے دور سے، کچھ کر اسکا طرف آیا اور اسے ٹھہرتے ہوئے بڑھ

وہ کسی معمول کے طرح اس کے ساتھ اٹھ گیا اور ساتھ چلنے لگا
 ہسپتال پہنچ کر ایک دیکھو وہ ہر وار کے ہر ستر پر — دوے رنجی کے پاس گیا اور اسے دیکھ
 آیا، بھاگا وہاں بھی نہیں تھی

پلیس بھائی، یہ — ہسپتال میں چلتے ہیں، ایک فوجی بتا رہا تھا کہ پانچ رنجی عورتیں کوہرہر سے
 ہسپتال میں سے کرکے ہیں

تھوڑا دیر، میں دیکھنے نہ پور

وہ غاموختی رہا

رسلاں تھوڑے سے آد میں جیسے وہ رسلاں ایک دیکھو، معمول کے طرح اسے

پچھلے چل پڑا تھا۔ دیکھ کر مجھ پر اور کامرانی بہت ٹول کھڑی تھی۔ ۱۰ روزہ تھا ہرج و مرج رہا تھا تو چھ تھا کہ جاتا تو چل رہا تھا کہ ۱۰ روزہ کے لین پے لین سے خاموشی تھا تو پے لگ رہا تھا کہ روتی ہی مرنی ہے۔ سے اس طرح

سات میل پر ایک فوجی جنرل جو ساتھ ہی کھڑے ہی سے ہات روکنا نہیں دیتے جو ہے

”پاپا! میں سب سے سچا ہوں۔“ وہ کہتا ہے۔ ”میں نے سب سے سچا ہونا سیکھا ہے۔“

فوجی آگے اور ہانیوں سے پیچھے چلتے ہوئے اندر پہنچے ایک چھوٹے کمرے میں گئے جس میں کچھ سامان و سارے ہتھیار ایک سفید کپڑے پر بچھا ہوا تھا۔

یہاں کوہا ہمیں سے وہ فوجی کی طرف دیکھتے ہوئے پورے
سفید پٹے میں کوہا چہا جو سے جو رہ گئی سے گاہ ہے یہاں دیکھ لو کہ تم سکو احمق ہے
ہو نہیں دینی تو نہیں ہے فوجی آہستہ سے پولا

وہ نہیں سنتی وہ کبھی مجھے چھوڑ نہیں رہتی عقیدہ بیڑے میں گویا اور جے پیاء گولن ہے مجھے
آپ وہ بانی طہریں چیتھے ہوئے ہیں کیسے عز

رہائے
 پیچھے سے فوجی نے اس کا نام پکارا
 سکے رہن میں جھمک رہا۔ فوجی اس کا نام کیسے جانتا تھا۔ وہ وہ فوجی کی طرف مڑ لیکن — کی
 رٹ نظر دوں میں ایک وحشت تھی ایک ہولناک وحشت

نوحی نے قریب پر ہی ایک جھونپڑی ماری کھولی اور اس کے اندر سے کچھ نکالا۔

قویٰ بولی بولتا رہا اور اس قدر بچھڑا کہ کھوس سے نکل بیٹھیں پر پڑا۔ جو نے اس پر سماعت نہ دیکھتا رہا جو اس نے اپنی غلامی کی حالت بچھڑے میں یہ تھا اور جس پر چھوٹا چھوٹا

تک مواتھ ور بسے واکھی بھی نہیں اتارتی تھی

گر مدگی کے کسی مشکل اور سخت وقت میں کسی کی روح پر وار کرتی توجہ نہیں دے کہہ لیتا تھا کہ

رسلان دھان روح اس سے چر رہی تھی بولتی

وہ ہے جس قدر استیت بنا ہوا تھا ایک لمحے کو عید کا یہاں گاہے مدگی سے اس نے بھی ماطہ

توڑ دیا ہے

رسلان اس نے رو سے، سے درد و درد ہے میرا، جیسے بھونک خواب سے جاگا ہو

جیسا اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ مرے گی بھی میرے ساتھ ہی اس نے دھوکا دیا تھا کہ وہ میرے

بغیر مرے گی بھی نہیں وہ میرے کسے مر سکتی ہے؟ ۲۰۰۴ء سے یہی لفظ نظر

آج بھی ۲ لکھیں بھی ۲ سو ہیں سے پھر تھی وہ عید پڑے کی طرف گیا اور ایک طرف سے

ڈرنا کچھ سہارا دیا

نہوں نے پتا نہ پورا کیا ہے یہ دیکھو

وزار صوبہ کی نظریات ایک دیکھ کر ایک ہی نظر سے چمک گئی، مگر انگلی پر

نہوں نے یہ گلو بھی نہیں اتارنے اس، بہار ہمارے پاس رہا، گئی تو کافی حد تک مدگی سے دور

تھی میں ہم نے اپریشن کیا اس وقت ہم نے رپورٹیں تیار کیں پھر پریش سے دور جب اس کی

مدد نہیں رہی تو پریش ٹیم سے نہیں ہٹنے اور دوسرے ڈسٹریکٹ کو لے کر تھوڑا وقت لگ گیا جس

میر دھیمہ کیا تو میں نے گئی کلا سے یہ دیکھنا تھا لیکن تب تک انکا مسمرہ دھوپ تھا وہ جیسا کہ

گئی وہ بدلتی گئی راتھ پر دور چلی بھی تو یہ ہاتھ سے ہی سخت ہو گیا تھا میں غلطی نہیں

تاریخ

میں آپ انتظار میں تھی ڈیڈ ہاکی جاب سے لے جانے کی میں جا رہے تھے مریض کے

پریش کیسے نیا رہتا ہوں؟ آپ، ملتے تو ہم نہیں راغرا دیتے وہ میری کچھ لپٹا دیر کے، ہاتھ

فوجی جانے لگا

۱۵ مئی ۲۰۱۱ء میں ہی تھے کہ رسلان جیسے ہوش میں آ گیا اور سے

پکار

وہ رک گیا

مجھے میرے بچپن کا آپ نے ۲۰۰۴ء مجھے یہاں سے آئے ۲۰۱۱ء میں ملے ہیں

مجھے جاننے کی جدی ہے نائن تینا تیاروں کو اُسٹھریو دینے سے بدظن چہے ڈال میں پریشان
 نیسے بدظن تیار کھر تھا نہیں نے بہت ہلکے سے آپکا نام لیا کیا دیکھیں دو دور ورے میں —
 عدوہ کسی نے نہیں سنا پھر جب میں نے دوسرا آپکے دوست سے آپکا نام سنا تو میں آپکو یہاں رہا
 وہ جانے کیسے مرے —

رہاں آپ نے جاکر سبوں نے آپکے ساتھ ہی سر نے کا وعدہ کیا تھا تو اسوں نے پورا کیا، مگر
 میں نے دیکھ لیا ہے کہ اس بریسلٹ پر آپکا نام لکھا ہوا ہے دراصل انکی تو اسوں نے تانے ہی نہیں
 کی

قوتی بویہ کجہہ چہاں لیکن اسعدی رضا فی دنیا بدظن ہی ویران رہ گیا تھا
 وہ وہی پہلے تھا پھر ملی وہ آپکے گھوڑوں سے اس بریسلٹ ورننگنگی کو لیتا رہا۔
 سلطان! آپ نے یہ کچھ دیا تو میں مر جاؤ گی۔ اسے یہ آپکا جب وہ دور تھا پسے سے خون
 پر تلے رہا تھا کہ اسے اسدم آپا میں یکے کی پسہ گئی ہے
 کیوں میرے — عیسے رمد دیکھ رہا مکتی یا ۱۹۵۹ اسدان پوچھا تھا
 رمدہ رہتا تو ورنی دات میں تو آپکے بغیر م بھی نہیں مکتی اور اسکے ساتھ وہ بہت دن ساتھ
 رمدہ رہتا تو ورنی دات میں تو م بھی میں مکتی آپکے بغیر
 اس نے اپنا وعدہ پورا کیا تھا رہا — نام کا بریسلٹ کا بل پر سجانے اور تھری دی بولنگنگی پسے ہی
 اس نے جان ہی ہے

وہ اس نے رنگی ہارنے کے بعد بھی انکھوئی میں اتارنے دی
 آٹریا اسکے دھات میں بھڑوڑوں کی طرح برس رہی تھیں
 سکا سر میری طرح چکر رہا تھا۔ چہ ورنیٹل سے ہے وہ وہی فٹ پر پڑھ گد

ہیلو
 آہو — میر حسن علی چیکینگ
 جی سر — انہوں نے کہا
 کیسے سارے کے گارڈین سے بات وہ مکتی سے ۱۹۵۹

جی میں بولی رہا ہوں جائیں سارے جاں سے ۱۹۵۹ وہ جگت میں تھے۔ رہیں گاڑی روک چکا تھا
 سر میں آپ پریش پر بھیجا گیا تھا ورنے سے افسوس ہے کہ ہمارے پاس آپ نے ہے بھی ڈا نہیں

یہ مطلب ہے کہ کاکا؟؟؟ ٹلی آواز اور لہجہ دونوں ہی بہت سخت ہو سوا

سفر انکس کی انجام دہی میں وہ شہید ہو گئے ہیں؟؟؟؟

یہ؟؟؟؟ میں لگا ہاں نکمے نہ پر تر پڑ سے با پلہ چا تک سے دن کی رات میں رات

کا مدھیر چھانیا ہے

نہ ٹکی ڈیلڈ ڈی آپے تھر یہ بچا دی جا ہے کی ور ہیں فوجی امر رکے ساتھ پرچم میں دفنایا جائے

فون تھے ہاتھ سے تھوٹ گیا

کیا وہ تھوٹ گیا؟؟؟ یہاں ٹھیک تو ہیں؟؟؟ مریں بھی قریب روٹے لگا تھا

وہ ٹھیک نہیں مریں وہ ہمیں چھوڑ چھوڑا ہے وہ مریں لا گئے لگا کر دھاریں

مار مار روٹے گئے

مریاں سنیں کہ طرح الکا مرد بکھارا، لاکھی صبح تو بھیا لے اسے ڈاکھا تھوڑے سے ٹھہرے پر اور صبح

ہی تو اس نے وجہ کے نام پر مسکرا نے پر تک یا تھا نہیں اور بھی دو گھنٹے ہی تو رہے ہیں اور تپا کر

سے جب کہ وہ ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے آپے کیسے ہسکتا ہے؟؟؟

وہ تھوڑی دیر سے پس پیشی رہی نہیں پھر پے دل کی رفتار سے گھر کر وہاں سے ٹھہر گئی ہے

کمرے میں گئی تو کسی مہکائی فوت۔ طرح سیدھا انداز کی کے پس گئی اور وہاں پر لگا کر جس میں صدمہ کے

دیے ہیں۔ پھول اس نے اوڑھوں میں جن یہ تھے طبع و تامل و صدمہ کی محبت کی کوہ انگی نے ہی

سے یہ ہے دیے تھے ایک ٹکر اس نے وہ طے تھے جو صدمہ سے عالم کے ہاتھ دیے تھے

ورور۔ میں وہ جو وہ خود ہر حالت دروڑ۔ میں ہی رکھتا تھا دوسرے۔ ابے میں ایک چھوٹا سا ٹوٹ

بھی تھا جو اس نے پہلے دن لکھا تھا

ان پھولوں کو کچھ کراہکی آگھیں ایک بار پھر تمکس پاؤں سے پھر نہیں آسکا، کچھ سے گرتے

سے اور جسے نے جا ہے جا رہے تھے کسی کے دیے سے پھول نہیں جذبات سے رہے

اس نے مہیا لکھا اور اسے نام کے مٹھوٹا سے بچھے چھوڑے دونوں سے وہ دور رات کو یک ہی

صبح تاقہ ور وہ جاتی تھی کہ وہ سارے پیٹھو یک ہی جیسے ہیں لیکن پھر بھی انے وہ سب یک یک کے

کھولے اور نا نہیں پڑھا

بھورہ دواکس نے یہ سب کچھ بڑھا

جس دن کے کوہِ مقتس میں گیارہ شاہ سلامت

دل تھا کہ کسی دل چسپ نہیں لے رہا تھا وہاں ہے کمرے سے بھی کچھ نکلی اور نیچا کئی وہاں۔ ورنج
میں اب تک حال ہی اور میری ٹیٹھی دھون تھیں وہ آستہ آستہ سے پاس سے چلتی صدام کے کمرے میں
آتا۔ نکل ڈال دیا اور پڑھے کئی ہڈیوں میں پیسے وہاں ڈال دیا پڑھ لکھی وہاں سے آگے اس
نے کچھ نہیں لکھا تھا اس نے ڈال دیا دھڑ دھڑ پست کر رہا تھا کسی مقصد کے۔ ڈال دیا دھڑ دھڑ
طرف سے کھسکے ہوئے کھسکے اٹھ اٹھ دیے کھولنے پر معلوم ہو کہ صدام نے ڈال دیا دھڑ دھڑ
کچھ شاعری لکھی ہوئی تھی ڈال دیا دھڑ دھڑ میں نہیں دیکھا تھا
منجھنے سے وہ بتا رہا تھا کبھی ہوئی تھی جاکے نکاح کا پانچواں دن تھا

بے زندگی میں تو سبھی پیار کیا کرتے ہیں

میں تو مر کر بھی میری جان تجھے چاہتا تھا

تو کہ ہے تو یہ اس دوا سے مجھ کو

کہ میری عمر محبت سے تھوڑی ہے

کہ در دوا دوراں کا بھی حق ہے جس پر

میں نے وہ دوا اس بھی سے ہے رکھ پھوڑوں سے

پیار دکان کے گلیاں تجھے چاہوں گا

میں تو مر کر بھی میری جان تجھے چاہتا تھا

دوا کا حق ہے دوا کا حق شاعری کی امید سے صدام جیسے روکے انسان سے نہیں تھی

اس نے کچھ نہیں

وہ ہے حق کا ایک جھنڈا لگا صبح کے وہ دوا سے نہیں لکھا تھا اور وہاں سے گئے

میں تو مر کر بھی جب نکالے گئے کچھ دوا سے صدام کا یہ سچا بھول یا تھا

بے دوا ہی کیا تھی۔ مٹنے دیا کر۔

میں تجھ کو جس کے درد دوا دوا دوا۔

دے گا مانتھ تیرے پیر دوا کی دوا

یہ دوا ہے میری دوا کی دوا کر۔

طی و جہ انہیں ہی، — سکا ہوا

آن صادم کی موت کو سات دن ہو چکے تھے، ورد خیالی و خیبر سے ملے آیا تھا گو کہ وہ چنار سے
 میں بھی آیا تھا اور پھر تقریباً در رہی آتا رہا تھا لیکن ریخت ورمٹ سے ہی مل پاتا تھا ورمٹ در کہ در رہا
 سے بھی ملا لیکن آں ورجہ سے ملے آیا تھا

لیکن بیاتم سے سے کیسے ہو گئے؟؟؟ میں نے پوچھا
 نکل کر پر سکی پر ہم ہے تو وہاں دو کر میں اور وہی بات یہ کہ صادم اب یہ دست نہیں
 تھا میرا بھی تھا جس ملے ورجہ بھائی ساری زندگی میری بھائی رنگی اور نکل مجھے جو ہنا ہے وہ میں
 آپے سے ہی ہنا ورمٹا چاہتا ہوں۔ ملے بھی میں صادم کی محبت تھی
 نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بیات میں بات کرتا ہوں وہ اٹھ گئے

تھوڑی دیر بعد میں آئے ورمٹے پیچھے ورجہ بھی ڈا میٹک رہ میں اکل وکل سب گریں
 کلر کا سوٹ پہنے ہوئے وہ یہ ہے اچھی آنکھوں کے ساتھ وہ بہت حسین لگ رہی تھی لیکن بہت زیادہ
 سو کا رہی۔ وہ بالی صادم کرنے کو ہوا ورمٹے صادم کا آہ سے بوج دیتے ہوئے وہ بھی ہو گئے ساتھ
 ورمٹے صادم پر بیٹھ گئی

میں ورمٹاں بچہ میں موٹی رہی۔ شاید اس لیے کہ وہ سب ہی صادم سے محبت کرتے
 تھے وہاں وقت وہ ایک دہم سے کے سامنے بیٹھ کر صادم کو بھی یاد کر رہے تھے
 بھائی دہم ورمٹ آ رہی پر چار ہے تھے تو اس نے مجھ سے کہا تھا کہ یہاں کر مجھے نہ
 ہو تو تم یہ یہ ورجہ کو دے دینا۔ اس نے ایک لفظ نہا طرف بڑھاتے ہوئے چا
 گیا سے اس میں؟؟؟ اس نے لفظ ہاتھ میں پتے مرنے چ چ

کھولی رو دیکھ میں بھائی اس میں ایک صادم کا یونیفارم ہے جو اس نے مجھے آ پکود پنے نیچے
 کہا اور وہی اس اپنی میں ایک انگلی ہے جو اس نے آپ کے لیے خریدی تھی یہ صادم آدو گئے تھے
 ہاتھ دنوں کیسے سے وہاں یہ انگلی بہت پسند آئی تھی ورمٹ سے خرید د کہ شادی کا حق دے
 گا آ پکود۔ خیال کی آوا ز تھوڑی سے بھیا۔ گئی تھی لیکن ہاتھ رہا تھا
 ورجہ نے لگا لے سے اس کا یونیفارم نکال یا جو کچھ لگہوں سے چل گیا تھا
 وہ بھی یکھے گئی

بھائی یہ چل اس سے گیا ہے کہ ایک جگہ صادم کے بعد گنگ گئی ورمٹے پیچھے بچوں کا ایک
 کلاس روم تھا جس میں موجود پے نکل نہیں پار سے خص صادم آگ میں ورمٹا چا پچھوں کو باہر نکالے
 میں ناسیاب سوائیکس۔ تھامیں ورجہ پر ہر اس کا کہہ دیا ورمٹ

اس اور سے آگے وہ جانتی تھی۔ خاموش رہی

بھائی میں صادم کا تپ سے دوست تھا جب ہم میٹرک میں ایک ہی سکول میں تھے پھر ہم نے انٹرمیڈیٹ کی اور پھر تھری سلیکشن ایک ساتھ ہی اکیڈمی میں ہوئی۔ وہاں بھی چار سال ساتھ رہے اور اسکے بعد میری پوسٹنگ پہلے کھاریاں اور پھر تین سال پہلے یہاں ہوئی اور صادم کچھلے ایک سال سے یہاں پر تھا۔ ہم بہت پرانے دوست تھے۔ اسکے ہاتھ پر ایک چلنے کا نشان تھا اور میں نے کئی بار اس سے پوچھا کہ وہ کس شرارت کا نتیجہ تھا لیکن وہ مجھے صرف یہی بتاتا تھا کہ یہ بچپن کی محبت کی نشانی ہے اور ابھی کچھ وقت پہلے جب میں نے اسے ایک بار پھر مذاق مذاق میں دھمکی دی کہ اب اگر نہیں بتایا کہ کس شرارت کی سزا ملی تھی تو بھائی کو بتا دوں گا تو اس نے بتایا کہ آپ جو کہ اس سے تین سال چھوٹی ہیں ایسے بچپن میں کسی موٹھے پر آپ کو بچاتے بچاتے وہ اپنا ہاتھ جلا بیٹھا تھا۔

دانیال بولتا رہا اور وہ صرف سن رہی تھی۔ کچھ بولنے کے قابل نہیں تھی وہ۔۔۔ سے بھی وہ سب یاد تھا۔۔۔
بھائی جب آپ کو بچاتے بچاتے وہ ہاتھ جلا بیٹھا تھا اور آج بچوں کو بچاتے خود کو جلا بیٹھا۔۔۔ اُسو دانیال کی آنکھوں سے گرے۔۔۔

دانیال بولنا جا رہا تھا اور وجہ کے اندر بہت کچھ چھپتا کہ سے ٹوٹ رہا تھا۔ وہ جھاندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کے باوجود ٹوڈ پر غول چڑھانے کی کوشش کر رہی تھی ایک دم سے سارا ضبط م ٹوٹ گیا اور گالوں کو وہ بھینگنے سے نہیں روک پائی سر جھکائے اسکے گرنے والے آنسو اسکے گود میں پڑے۔ صادم کے یو نیفارم میں ہی جذب ہو رہے تھے۔

وہ آپ سے بہت محبت کرتا تھا بھائی اور اس سے زلیا وہ آپ کی عزت کرتا تھا۔ اور انکی محبت بہت پرانی تھی۔ کم از کم میں تو نہیں جانتا اسکی ابتدا کے بارے میں۔۔۔

اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی انگلی کی ڈبی کھول کر اس نے انگلی نکالی اور آتشگی سے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پھینکی۔ سفیر اور دانیال حیرت سے اسے دیکھتے رہے۔

کیا ہوا اگر وہ خود نہیں پہنا سکے۔ اگر زندہ ہوتے تو پھر وہ دن بعد وہ خود پہناتے اور چاہتے کہ میں کبھی نا آتا رہوں۔ میں نے پھر وہ دن پہلے خود پھینکی اور اب کبھی نہیں آتا رہوں گی۔ اُسوؤں کے چچ اپنی انگلی میں پڑی انگلی دیکھتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے ہوئی۔ انکی مسکراہٹ سفیر کے دل پر لگ رہی تھی اور بھانجے کی یادان کی آنکھوں میں بھی آنسو لے آئی۔

یہ انگلی اسکے آغوش کے دناز میں پڑی تھی اور میں جانتا تھا لیکن اس نے جانے سے پہلے مجھے تاکید کر کے بتایا کہ یہ آپ کو دے دوں۔ خدا جانے اسے کیسے آگئی تھی کہ وہ شہید ہونے والا ہے

مٹا ہنوار رو لو۔۔۔۔۔ رو لو مٹا ہنوار۔۔۔۔۔ ہمارا شجر مر گیا ہے۔۔۔۔۔ عاشر جیتی۔۔۔۔۔ لیکن وہ

ہنوار سیاحی رہا

مٹا ہنوار تم سن رہے ہو؟؟؟ تم رو کیوں نہیں رہے؟؟؟ ہمارا شجر مر گیا ہے۔۔۔۔۔ مر گیا ہے ہمارا شجر۔۔۔۔۔ وہ اسے جھنجھڑتے ہوئے اس کے سینے سے آگئی۔

اچانک اسے لگا کہ اس کے ارد گرد دو تپا رواں ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اسے اپنے ارد گرد پھیلا ہوا شور مٹائی دیتے لگا تھا۔۔۔۔۔ دھلا شول کو اٹھائے ہوئے والدین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اب اسے سمجھ آ گئی تھی کہ عاشر کیوں دھاریں مار رہی تھی۔ اسکا دل کیا کہ وہ بھی دھاریں مارے لیکن وہ نہیں مار سکا۔۔۔۔۔

اسکا شجر۔۔۔۔۔

اسکا پیرمین۔۔۔۔۔

یہ وطن اگر اس کی زندگی مانگتا تو وہ بخوشی دے دیتا۔ اپنی تو اس نے زندگی وطن کے نام ہی لکھ دی تھی لیکن اس خاک۔۔۔۔۔ نے تو اس کی زندگی سے بڑھ کر چیز ملے فی تھی اس۔۔۔۔۔

اور پھر پھر مٹا ہنوار ہٹ کے گالوں پر بہتے ہوئے دو آنسو کو اسی دے رہے تھے کہ مٹا ہنوار جو اپنی استقامت کیلئے مشہور تھا آج ٹوٹ چکا ہے۔ اسکا شجر قسمت نے نہیں انسانوں نے چھین لیا تھا۔۔۔۔۔ دھند و صفت انسانوں نے جو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ تو ابھی تک اپنی مصیبت میں ٹوٹے ہوئے پھولوں تک کو پانی دیتا تھا۔

جانے کس جرم کی پابلی ہے سزا ایسا نہیں۔۔۔۔۔

اور پھر مٹا ہنوار کے اندر سے نور نے ہوئے خالی مٹا ہنوار کا دکھ دو آنسوؤں کی صورت نکالا۔

تمام تر تاریکی کے باوجود دور افق سے صبح کا سورج نمودار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ تھی مٹی رو پھل کر نہیں اند میرے کا باج ختم کرنے کو بے تاب نظر آ رہی تھیں۔ ابھی انہیں بہت جدوجہد کرنا تھی۔۔۔۔۔ اند میرے نے بال آخر ختم ہو کر رہنا ہے۔ ختم ہو کر رہے گا!

.....

.....